معاون درسی کتاب

علم شہریت

برائے دسویں جماعت

محمد شمس الدین

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی

معاون درسی کتاب

علم شہریت

برائے دسویں جماعت

مصنف

محمد شمس الدین

ایم۔اے

مدیر

محمد نعیم الدین

ریٹائرڈ پرنسپل بوائز جونیر کالج نامپلی حیدرآباد

مدیر اعلیٰ

ڈاکٹر آنند راج ورما

پی ایچ۔ڈی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل

حکومت ہند

ویسٹ بلاک-I، آر-کے-پورم، نئی دہلی-110066

بہ اہتمام

شاخ جنوبی ہند، حیدرآباد

Associate Text Book

Civics

For X Std.

By Mohd Shamsuddin

© قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی

سنہ اشاعت : جنوری۔مارچ 2003 شک 1924

پہلا اڈیشن : 1100

سلسلۂ مطبوعات : 1023

قیمت : 66/-

کمپوزنگ : لولو آفسیٹ اینڈ کمپیوٹر گرافکس

چھتہ بازار، حیدرآباد۔فون:6701635

ناشر : ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان

ویسٹ بلاک-۱، آر-کے-پورم، نئی دہلی-110066

طابع : فہمی کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، دین دنیا ہاؤس، جامع مسجد، دہلی-٦ فون نمبر 23280644

پیش لفظ

نصابی کتابیں وقت پر فراہم کرنے کا معاملہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے یہاں معاون نصابی مواد کی کمی ہے۔ فروغ اردو کے لئے اردو زبان وادب اور اردو ذریعۂ تعلیم کو باہم مربوط کرنے کے لئے نصابی اور معاون نصابی کتابوں کا ابتدائی سے اعلیٰ جماعتوں تک مناسب قیمت اور وقت پر دستیاب ہونا اشد ضروری ہے۔ قومی اردو کونسل نے منصوبہ بند طریقے سے اس مقصد کو حاصل کرنے کی پیہم کوشش کی ہے۔

معاون درسی کتب کی تیاری کا مقصد طلبہ کو ایسا مواد فراہم کرنا ہے جو نہ صرف ان کے شوق مطالعہ اور تجسس کی تسکین کا باعث ہو بلکہ نصابی مواد کی تفہیم اور مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری میں بھی معاون ثابت ہو۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے دو حصوں پر مبنی ایک مبسوط منصوبہ تیار کیا گیا۔ ایک حصے کے تحت آٹھویں سے دسویں جماعت تک طبعیات، کیمیا، نباتیات، حیوانیات، اور جدید ریاضی کی کتابیں تیار کی گئیں۔ منصوبے میں شامل مضامین کے لئے ایک ایسا جامع نصاب تیار کیا گیا ہے جس میں بشمول سی. بی. ایس. ای. (CBSE) اور آئی. سی. ایس. ای. (ICSE) ملک کے ہر صوبے کے متعلقہ نصاب کو ملحوظ رکھا گیا تاکہ یہ کتابیں تمام ملک میں یکساں طور پر مفید ہوں اور طلبہ کو ان میں کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ ہو۔ نیز یہ احساس ہو کہ ان کتابوں میں نہ صرف ان کے نصاب کا پورا احاطہ کیا گیا ہے بلکہ دیگر کارآمد معلومات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ان کے مطالعے سے طلبہ کو آئندہ جماعتوں کے مشکل اور پیچیدہ اسباق سمجھنے میں بھی آسانی ہو۔ دوسرے حصے میں سماجی علوم جیسے تاریخ، جغرافیہ، علم شہریت، معاشیات اور کامرس کی کتابیں شامل ہیں۔ مذکورہ کتابوں کی تیاری کے لئے متعلقہ مضامین کے ماہرین پر مشتمل دو پینل تشکیل دیے گئے۔ یہ کام ڈاکٹر آنند راج ورما کی ادارت میں کونسل کی جنوبی ہند کی شاخ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

ہمیں توقع ہے کہ یہ کتابیں اساتذہ اور طلبہ کے لئے یکساں طور پر مفید ثابت ہوں گی۔ یہ کتابیں اردو ذریعۂ تعلیم کی کڑیوں کو نہ صرف تسلسل عطا کریں گی بلکہ اسے زیادہ مفید اور موثر بنانے میں بھی مفید ثابت ہوں گی۔ زیر نظر کتاب اسی منصوبے کے تحت شائع کی گئی ہے۔ جسے بہتر سے بہتر بنانے میں ہر مثبت تجویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ

ڈائرکٹر

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، نئی دہلی

فہرست اسباق

سلسلہ نشان	عنوان	صفحہ نمبر
1۔	ہندوستان بحیثیت قوم	1
2۔	ہندوستان کی مشترکہ تہذیب وتمدن	12
3۔	عظیم ہستیوں کی زندگی کا مطالعہ	18
4۔	راست جمہوریت کے طریقے اور نمائندگی کے نظریے	24
5۔	رائے عامہ کی تشکیل	33
6۔	عالمی بالغ رائے دہی	41
7۔	ہندوستان کی اہم سیاسی جماعتیں	49
8۔	ہمارے ملک کو درپیش مسائل	57
9۔	ہندوستان کی خارجہ پالیسی	75
10۔	اقوام متحدہ	89
11۔	موجودہ عالمی مسائل	101
12۔	ناوابستہ (غیر جانبدار) تحریک کا آغاز اور ارتقاء	110
13۔	نیا عالمی معاشی نظام، ماحولیاتی تحفظ، ترک اسلحہ اور انسانی حقوق	117
14۔	قومی یکجہتی	124
15۔	درج فہرست ذاتیں اور قبائل	130

سبق 1 ہندوستان بحیثیت قوم

India as a Nation

1 - سبق کا خاکہ

2 - تمہید

3 - سبق کا متن

3.1- جمہوریت کے معنی

3.2- جمہوریت کی کامیابی کیلئے شرائط

3.3- جمہوریت کی خوبیاں

3.4- جمہوریت کی خامیاں

3.5- جمہوریت کا مستقبل

3.6- اشتراکیت

3.7- مقاصد

3.8- سیکولرازم

4 - سبق کا خلاصہ

5 - زاید معلومات

6 - فرہنگ اصطلاحات

7 - نمونہ امتحانی سوالات

7.1 - طویل جوابی سوالات

7.2 - مختصر جواب سوالات

7.3 - معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں جمہوریت کے معنی و مفہوم اور اسکی خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالی جائیگی اس کے علاوہ اشتراکیت اور سیکولرازم کا مفہوم واضح کیا جائیگا اس سبق کے مطالعہ کے بعد آپ یہ بتانے کے قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ جمہوریت کی معنی و مفہوم کیا ہیں
- ☆ اس کی کامیابی کیلئے کیا شرائط ہیں
- ☆ جمہوریت کی خوبیاں کیا ہیں
- ☆ جمہوریت کی خامیاں کیا ہیں
- ☆ جمہوریت کا مستقبل کیا ہے
- ☆ اشتراکیت کا مفہوم کیا ہے
- ☆ اشتراکیت کے مقاصد کیا ہیں
- ☆ سیکولرازم سے کیا مراد ہے

2 تمہید

ہندوستان ان چند ممالک میں سے ہے جس نے نوآبادیاتی نظام کے بعد جمہوری طرز حکومت کو اپنایا اور دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کہلایا۔ ہندوستانیوں نے ناخواندگی، پسماندگی اور غربت کے باوجود سیاسیات میں حصہ لیا۔ اس طرح انہوں نے حکومت اور سیاسی جماعتوں پر اپنا کنٹرول برقرار رکھا جب کبھی عوام پر انانیت کو مسلط کرنے کی کوشش کی گئی اس وقت ہندوستانی عوام نے اسکی مزاحمت کی اور جمہوریت کی بحالی کے لئے کامیاب کوششیں کیں چنانچہ ہندوستان کے بڑے بڑے اخبارات بڑی حد تک حکومتی تحدیدات سے آزاد ہیں۔ اور عدلیہ فرد کے حقوق کے تحفظ کے لیے اپنے کردار کو بخوبی نبھا رہی ہے

اشتراکیت (Socialism) جس کے اثرات ساری دنیا میں پھیل چکے ہیں اور یہ دنیا کی مقبول ترین تحریک کی صورت میں ابھری ہے۔

اشتراکیت سماج کی اس جمہوری تنظیم کا نام ہے جس میں عوام کو زیادہ سے زیادہ آزادی اور انصاف حاصل ہوتا ہے۔

سیکولرازم کا مفہوم یہ ہے کہ مذہبی تصورات ریاست کی کارکردگی میں شامل نہیں کئے جائیں گے اور مذہب کے بارے

میں حکومت غیر جانب دار رہے گی۔ سیکولرازم کا مطلب لامذہبیت نہیں ہوتا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ مذہبی معاملات میں ریاست کی غیر جانب داری ہوتا ہے۔

3 سبق کا متن

آیئے اب ہم جمہوریت کے معنی و مفہوم کے متعلق معلومات حاصل کریں۔

3.1 جمہوریت کے معنی (Democracy)

دور جدید جمہوریت کا دور کہلاتا ہے کیونکہ تمام مملکتیں جمہوری نظام پر ہی گامزن ہیں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ترقی پذیر معاشرہ میں جمہوریت کے ذریعہ آزادی، مساوات اور انصاف کیلئے بہتر راہ ہموار ہو سکتی ہے عملی طور سے جمہوریت وہ طرز حکومت ہے جس کو عوام کی اکثریت قبول و منظور کرتی ہے۔

انگریزی لفظ Democracy دو یونانی لفظوں Demos اور Kratia سے مل کر بنا ہے Demos کو یونانی زبان میں "عوام" اور Kratia کو "طاقت" کہتے ہیں اس طرح ڈیموکراسی کے معنی عوامی اقتدار اور طاقت کے ہیں۔

جمہوریت کی تعریف کرنا آسان نہیں ہے اس لئے کہ جمہوریت محض ایک طرز حکومت کا نام نہیں بلکہ یہ سماجی زندگی کی ایک قسم ہے اور ایک عظیم انقلابی نصب العین ہے مختلف سیاسی مفکرین نے جمہوریت کی تعریف اس طرح کی ہے۔

پروفیسر سیلی (Seeley) کے مطابق

جمہوریت حکومت کی وہ شکل ہے جس میں ہر شخص کا حصہ ہوتا ہے۔

According to Prof. Seeley " Democracy is a form of Govt. in which every one has a share."

ابراہام لنکن (سابق صدر امریکہ) کے الفاظ ہیں

"جمہوریت ایک ایسی حکومت ہے جو عوام کی ہوتی ہے، عوام کیلئے ہوتی ہے اور عوام کے ذریعہ چلتی ہے"

Lincoln Says " Democracy is a Govt. Of the people, for the people and by tbe people."

ان تعریفوں کے پیش نظر یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ جمہوریت نہ صرف ایک طرز حکومت ہے بلکہ ایک ایسا مملکتی نظام ہے جس میں سماجی اقدار بھی پروان چڑھتے ہیں یہ ایک اخلاقی نصب العین بھی ہے یعنی یہ انسانوں کے مساوات کے اخلاقی اصولوں کی بناء ہے اور یہ انسانوں کو ان کی اصلیت سے روشناس کراتی ہے۔ جمہوریت کا سیاسی پہلو یہ ہے کہ وہ ایک ایسی حکومت ہے جس میں سب شہری مملکت کے معاملوں میں بالواسطہ طور سے حصہ دار ہوتے ہیں۔

3.2 جمہوریت کی کامیابی کیلئے شرائط

موجودہ مملکتوں میں جمہوریت کو ایک بہترین نظام حکومت سمجھا گیا اس کی کامیابی کیلئے چند شرائط ہیں جمہوریت کی کامیابی کا انحصار عوام کی فعالیت (Dynamism) پر ہے اس کے علاوہ چند شرائط اور بھی ہیں جو اس طرح ہیں

1- عوام میں جمہوری تصور کا پایا جانا

2- عوام کا چوکس رہنا

3- عوام میں اچھے شہری کی خصوصیات کا پایا جانا

4- اقلیت کو چاہیئے کہ وہ اکثریت کا احترام کرے اور اسی طرح اکثریت کو چاہیئے کہ وہ اقلیت کے حقوق کا احترام کرے۔

5- عوام کو اپنے مخفی (Latent) صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے مناسب مواقع فراہم ہوں۔

6- ذرائع ابلاغ جیسے ریڈیو، اخبارات اور ٹی۔وی وغیرہ غیر جانب دار اور ایماندار ہوں۔

7- آزاد عدلیہ، جمہوری غیر مرکزیت، مضبوط مقامی حکومت جمہوریت کی کامیابی کیلئے نہایت ضروری ہیں۔

8- عوام کو چاہیئے کہ وہ قومی ترقی اور قومی یکجہتی کیلئے بغیر کسی تحفظات کے کام کریں۔

3.3 جمہوریت کی خوبیاں (Merits of Democracy)

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے جمہوریت نہ صرف ایک نظام حکومت ہے بلکہ ایک طرز زندگی بھی ہے۔ اس کی بہت سی خوبیاں ہیں جن میں چند حسب ذیل ہیں۔

- ☆ یہ ایک اعلیٰ اور بارتبہ طرز حکومت ہے
- ☆ یہ تمام شہریوں کو ترقی کے مساوی مواقع فراہم کرتی ہے
- ☆ یہ اچھی شہریت کیلئے مناسب تربیت فراہم کرتی ہے
- ☆ اس میں عوام کی حصہ داری ہوتی ہے

- ☆ یہ اخلاقی اقدار کو بلند کرتی ہے
- ☆ یہ ایک ذمہ دار حکومت فراہم کرتی ہے
- ☆ تبدیلی قیادت کیلئے یہ پر امن طریقے اپناتی ہے
- ☆ اس میں بغاوتوں یا انقلابوں (Revolts) کا امکان کم رہتا ہے۔

3.4 جمہوریت کی خامیاں (Demerits of Democracy)

اگرچہ کہ جمہوریت میں بہت سی خوبیاں ہیں لیکن ساتھ ہی اس میں چند خامیاں بھی پائی جاتی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

- ☆ یہ ایک غیر کارکرد طرز حکومت ہے۔
- ☆ یہ ناپائیدار ہوتی ہے۔
- ☆ یہ گراں (خرچیلی) Expensive حکومت ہوتی ہے۔
- ☆ نظریہ مساوات کا غلط استعمال ہوتا ہے۔
- ☆ یہ غیر ذمہ داری کے رجحان کو بڑھاوا دیتی ہے۔
- ☆ اس میں سیاسی جماعتوں کی برتری پائی جاتی ہے۔
- ☆ جماعت واری کشمکش پروان چڑھتی ہے۔
- ☆ انتظام میں تاخیر ہوتی ہے۔
- ☆ اخلاقی معیارات کا غلط استعمال کیا جاتا ہے۔
- ☆ اقلیتوں کے حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

3.5 جمہوریت کا مستقبل (Future of Democracy)

کئی سیاسی مفکرین کا خیال ہیکہ جمہوریت میں خامیوں کے باوجود یہ ایک بہتر طرز حکومت ہے لویل Lowell کے مطابق

> کوئی بھی حکومت انسانی بیماریوں کیلئے اکسیر نہیں ہوتی۔

اور اسی لئے دنیا کے تجربات نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جمہوریت ہی ایک بہترین طرز حکومت ہے۔
دور جدید میں انسانوں پر یہ عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اچھے ڈھنگ سے جمہوری حکومتوں کو چلائیں کیونکہ

جمہوری طرز حکومت ہی معاشی اور سماجی مساوات کو حاصل کر سکتی ہے۔ جمہوریت کبھی بھی حب الوطنی کے جذبہ کو کم نہیں کرتی، جمہوریت کی عمل آوری سے پہلے دنیا نے ہر طرز حکومت یعنی شہنشاہیت، اشرافیہ، ڈکٹیٹر شپ (آمریت) وغیرہ کا نظام دیکھا اور موجودہ دور میں توان کی دوبارہ عمل آوری ممکن ہی نہیں ہے۔ اور اب عوام کی یہ اہم ذمہ داری ہیکہ وہ اس طرز حکومت کی حمایت کرے۔ جمہوریت کی کامیابی کا انحصار سیاسی رہنماؤں کی بہتر طرز زندگی اور اخلاق اور مثالی قیادت پر ہے۔ کئی سیاسی مفکرین کی یہ بھی رائے ہے کہ جمہوریت کا نعم البدل (Substitute) نہیں ہے۔

3.6 اشتراکیت (Socialism)

سوشلزم موجودہ دور کی ایک مقبول ترین تحریک ہے اور اس کے اثرات ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ محض ایک نظریہ نہیں بلکہ عملی تحریک بھی ہے۔ اس کے اصول سیاسی بھی ہیں اور معاشی بھی۔ لیکن اسکی ایسی کوئی تعریف نہیں جس پر سب سوشلسٹوں کو اتفاق ہو۔ سوشلزم کے ماننے والے بے شمار گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ جو نہ صرف اس کے بنیادی اغراض و مقاصد بلکہ ان کو حاصل کرنے کے ذرائع کے بارے میں بھی ایک دوسرے سے شدید اختلافات رکھتے ہیں۔

سوشلزم بنیادی طور سے انفرادیت (Individualism) کی ضد ہے اور بحیثیت معاشی نظریہ کے سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) کی بھی ضد ہے یعنی اسکے نظام میں زمین اور سرمایہ پر نجی (Private) ملکیت نہیں بلکہ سماجی ملکیت قائم کی جاتی ہے۔ چنانچہ سوشلزم (اشتراکیت) بہ یک وقت سیاسی اور معاشی دونوں طرح کے نظریوں کے مجموعے کا نام ہے اس طرح

> " اشتراکیت سماج کی اس جمہوری تنظیم کا نام ہے جس میں عوام کو زیادہ سے زیادہ آزادی اور انصاف حاصل ہو"۔

3.7 مقاصد

اشتراکیت کے حسب ذیل مقاصد ہیں

1- اس کا پہلا مقصد ساری پیداوار کو سماجی ملکیت میں لینا ہے تاکہ معاشی نابرابری (Inequality) کو دور کیا جاسکے اور دولت کی منصفانہ تقسیم ہو سکے۔ یہ عام بہبود کو انفرادی منافع پر مقدم سمجھتی ہے۔

2- اس کا دوسرا مقصد سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیوں کو دور کرنا ہے جن کی وجہ سے زبردست معاشی ابتری پیدا ہو گئی ہے۔ یہ بنیادی اشیاء کی پیداوار کو تعیشات (Luxuries) پر ترجیح دیتا ہے۔

3- اس کا تیسرا مقصد مادی وسائل اور محنت کی بربادی کو روکنا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں اشیاء اور وقت دونوں بہت زیادہ ضائع ہوتے ہیں کیوں کہ اس نظام کی بنیاد تمام تر نجی منافع ہے۔

4-اس کا چوتھا مقصد سرمایہ دارانہ نظام میں درمیانی اشخاص کی مداخلت کو روکنا ہے۔

مختصر یہ کہ اشتراکیت سرمایہ دارانہ نظام اور اسکی خرابیوں کو ختم کرنا چاہتی ہے کیونکہ اس میں قابلیت' صلاحیت اور کارکردگی کی کوئی اہمیت نہیں رہتی صرف سرمایہ ہی غالب رہتا ہے اس کے نزدیک زندگی کا مقصد محض زندہ رہنا ہی نہیں بلکہ اعلیٰ مقصد کے مطابق زندگی گزارنا ہے سوشلزم کے نزدیک مملکت (State) ایک اچھائی ہے اس لئے اس کا دائرہ اختیار وسیع ہونا چاہیئے مملکت (State) محض اپنے اقتدار کو استعمال کرنے کیلئے وجود میں نہیں آئی بلکہ وہ اپنے شہریوں کو اس قابل بنائے کہ وہ اچھی طرح زندگی گزار سکیں۔

مملکت کسی صورت میں بھی فرد کی مخالف نہیں بلکہ یہ فرد اور سماج دونوں کی فلاح کیلئے لازمی ہے حکومت شر کی نہیں بلکہ خیر کی نمائندہ ہونی چاہیے۔ اس طرح سماج میں سرمایہ ہو لیکن دوسروں کی محنت سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے سرمایہ دار نہ ہوں تاکہ سرمایہ کو اجتماعی فائدہ کیلئے استعمال میں لایا جاسکے۔

سوشلسٹوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انسانی سماج ترقی کے مختلف مراحل مثلاً غلامی (Slavery) جاگیردارانہ نظام (Feudalism) اور سرمایہ داری (Capitalism) کو طئے کر چکا اور اب یہ سوشلزم کی طرف بڑھنے لگا جس کے لئے کوئی پر تشدد انقلاب کی ضرورت نہیں اس طرح سوشلسٹ پرامن طریقہ اور دستوری ذرائع سے اپنے پروگراموں کو عملی شکل دینا چاہتے ہیں۔ یہ پارلیمانی جمہوریت (Parliamentary Democracy) کی افادیت پر یقین رکھتے ہیں۔ سوشلزم ساری طاقت کو جو سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں صرف ہوتی ہے تعمیری کاموں میں لگانا چاہتا ہے۔ غرض سوشلزم سب کے لئے روزگار تعلیم اور ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرکے سماجی ناانصافیوں کو دور کرنا چاہتا ہے۔

3.8 سیکولرازم (Secularism)

سیکولرازم ہندوستان کے لئے جمہوریت کے بعد دوسرا اہم تصور ہے 1947ء میں مذہب کی بنیاد پر متحدہ ہندوستان کی تقسیم عمل میں آئی اور ہندوستان نے سیکولر ریاست کے نظریہ کو قبول کیا کیونکہ اس ملک میں مختلف عقیدوں کے ماننے والوں میں صدیوں سے ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور حکومت اسی اساس پر متحدہ ہندوستان کی تعمیر چاہتی ہے۔

سیکولرازم کا مفہوم یہ ہیکہ مذہبی تصورات ریاست کی کارکردگی میں شامل نہ کئے جائیں۔ ہندوستان میں ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہے تاہم ریاست کی ذمہ داری ہیکہ وہ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ ریاست عوام کے مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرتی ہر شہری کو کسی بھی مذہب کی پیروی کرنے یا نہ کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے اور ریاست مذہبی معاملات میں غیر جانبدار رہتی ہے۔

ہندوستانی نقطہ نظر سے سکولرازم کا مطلب یہ ہیکہ ہر شہری دوسرے شہریوں کے عقیدوں کا احترام کرے

کیونکہ ہندوستان میں مختلف مذاہب کے ماننے والے ہر جگہ پائے جاتے ہیں اگر ان کے درمیان اختلافات ہوں تو پھر سکون ختم ہوجاتا ہے۔ ہماری سوسائٹی میں ہم رواداری کے شاندار مظاہرے دیکھتے ہیں چند مٹھی بھر افراد اس رواداری میں رخنے ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں ہندوستانیوں کو چاہیئے کہ وہ ان مذہبی جنونیوں کے دام میں نہ آئیں کیونکہ اس سے صرف اور صرف بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں جو ملک کی یکجہتی کے لئے نقصان دہ ہیں۔

تاہم مذہبی آزادی کے چند حدود بھی متعین کیئے گئے ہیں۔ کوئی فرد سماجی ہم آہنگی اور امن عامہ کو متاثر کر کے مذہبی اصولوں کا پرچار نہیں کرسکتا کوئی شخص بھی سرکاری مالی امداد سے تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیمات کا درس نہیں دے سکتا۔ کوئی بھی سیاسی جماعت انتخابی مہم میں مذہبی علامتوں کا استعمال نہیں کرسکتی۔ کیونکہ مذہبی جھگڑوں سے صدیوں کی بنی ہوئی ہم آہنگی کے بکھرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر متحدہ ہندوستان کے خواب کی تعبیر دیکھنا ہو تو ہمیں اس مذہبی جنون کو ختم کرنا ہوگا ورنہ اس عظیم ملک کے ٹکڑے ہوجائیں گے اور صدیوں سے چلی آرہی ہم آہنگی و یکجہتی ختم ہوجائیگی۔

8 سبق کا خلاصہ

آزادی کے بعد ہندوستان نے جمہوری نظام کو اپنایا۔ اگرچہ کہ ہندوستانیوں کی اکثریت ناخواندہ ہے لیکن پھر بھی انہوں نے جمہوری اقتدار کے تحفظ کیلئے کوشش کی ہے۔ جمہوریت ایسی حکومت ہوتی ہے جس میں عوام اقتدار کے حقیقی مالک ہوتے ہیں۔ جمہوریت محض ایک طرز حکومت ہی نہیں بلکہ یہ سماجی زندگی کی ایک قسم ہے اور ایک عظیم انقلابی نصب العین ہے دنیا کی تقریباً تمام مملکتوں نے اس طرز حکومت کو اپنایا ہے۔ کیونکہ اس میں انسان کی ترقی کے بہتر مواقع ہوتے ہیں اس میں چند خوبیاں بھی ہیں اور چند خامیاں بھی۔ لیکن ان خامیوں کے باوجود یہ ایک بہتر اور موزوں طرز حکومت ہے اور اسکی کامیابی کا انحصار سیاسی رہنماؤں کے بہتر رویہ، اخلاق اور مثالی قیادت پر ہے۔

اشتراکیت بنیادی طور پر انفرادیت اور سرمایہ دارانہ نظام کی ضد ہے اس کے نظام میں زمین اور سرمایہ پر نجی ملکیت نہیں بلکہ سماجی ملکیت قائم کی جاتی ہے اس طرح سوشلزم موجودہ دنیا کی ایک مقبول ترین تحریک ہے جس کے اثرات ساری دنیا میں پھیل چکے ہیں سیکولرازم کے معنی لامذہبیت نہیں ہے بلکہ مذہبی معاملات میں ریاست کی غیر جانبداری ہے۔ ہر انسان کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ لیکن کسی کو کسی کے مذہب کے بارے میں مداخلت کرنے کا حق نہیں ہے۔

8 زاید معلومات

جمہوری حکومت قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے لیکن ارسطو نے موجودہ جمہوریت کو پالٹی (Polity) کا نام دیا تھا اور یہ طرز حکومت موجودہ دور میں جمہوریت کے نام سے موجود ہے۔ یہ حکومت عوام کے مختلف الخیال گروہوں کیلئے بھی موزوں ہوتی ہے ارسطو کے مطابق شہنشاہیت (Monarchy) شخص واحد کی بہترین طرز حکومت تھی ۔ اشرافیہ

(Aristocracy) چند افراد کی بہتر حکومت ہوتی تھی اور پالٹی Polity بہت سے افراد (عوام) کی بہتر حکومت کہلاتی تھی۔
جدید مملکتوں کی تقسیم اس طرح ہے۔

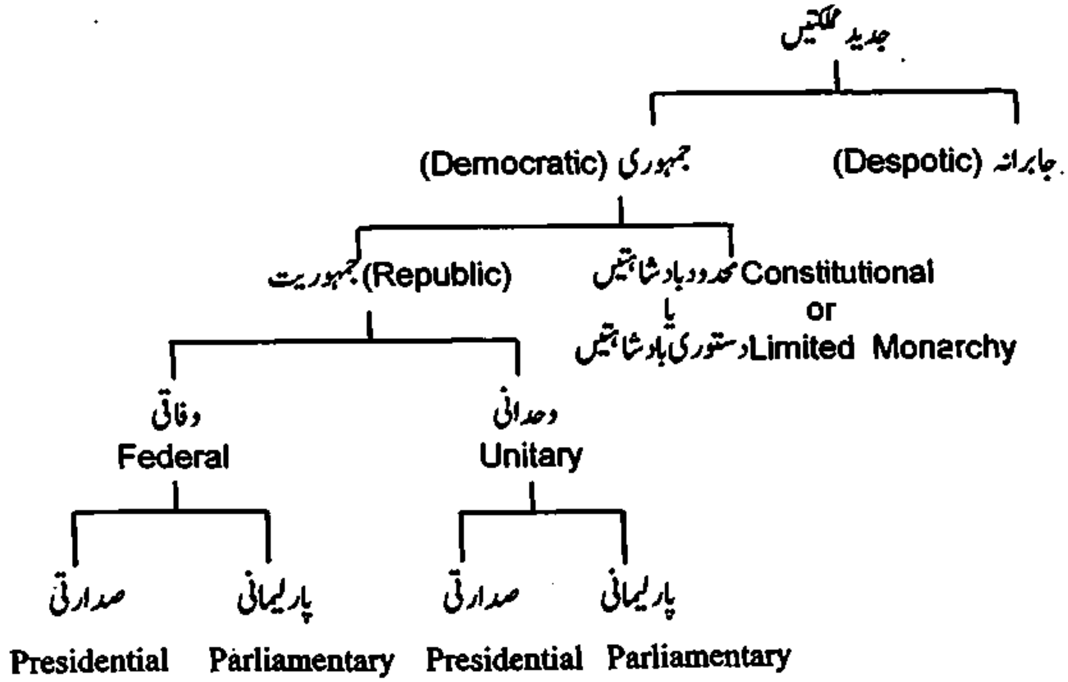

جابرانہ مملکت میں حاکم خودسر (Dictater) ہوتا ہے اس کے الفاظ ہی قانون ہوتے ہیں اس کے برعکس جمہوری مملکت میں عوام اقتدار اعلیٰ کے مالک ہوتے ہیں۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Aristocracy	(ارسٹوکراسی)	اشرافیہ	ایک طرز حکومت جس میں چند قابل لوگ حکمراں ہوتے ہیں۔
Anarchy	(انارکی)	لاقانونیت	جہاں کوئی قانون نہ ہو۔
Capitalism	(کیپاٹلزم)	سرمایہ دارانہ نظام	ایک نظام جس میں سرمایہ اور زمین پر نجی ملکیت کے بجائے سماجی ملکیت قائم کی جاتی ہے۔
Dictatorship	(ڈکٹیٹرشپ)	آمریت	فردواحد کی حکومت۔

Dynamism	(ڈائنامیزم)	فعلیات	حرکیاتی۔
Expensive	(ایکسپنسیو)	خرچیلی (مہنگی)	جس میں بہت زیادہ خرچ آتا ہو۔
Feudalism	(فیوڈلیزم)	جاگیردارانہ نظام	ایک قدیم نظام جس میں جاگیرداروں کو فوجی خدمات کیلئے زمینات عطا کی جاتی تھیں۔
Latent	(لیٹنٹ) مخفی		چھپی ہوئی (اندرونی)۔
Luxuries	(لکثریز)	تعیشات	ضروریات زندگی کے علاوہ ایسی چیزیں جو غیر ضروری قرار دیجاتی ہیں۔
Monarchy	(مونارکی)	شہنشاہیت	فرد واحد کی اچھی حکومت۔
Secularism	(سیکولرازم)	غیر جانبدارانہ نظام	ایک نظام جس میں حکومت کے امور میں مذہب کا کوئی دخل نہیں ہوتا

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 طویل جوابی سوالات

1- جمہوریت کی تعریف کیجئے اور اسکا مفہوم بتایئے۔؟

2- جمہوریت کی کامیابی کے کیا شرائط ہیں۔؟

3- جمہوریت کی خوبیاں اور خامیاں بتایئے۔؟

4- جمہوریت کے مستقبل پر نوٹ لکھیئے۔؟

5- اشتراکیت کا مفہوم بتایئے اور اسکے مقاصد کو واضح کیجئے۔؟

6- سیکولرازم سے کیا مراد ہے اس کی اہمیت پر روشنی ڈالیئے۔؟

7.2 مختصر جوابی سوالات

1- انگریزی لفظ Democracy کن دو یونانی الفاظ سے ملکر بنا ہے۔؟

2- جمہوریت کی تعریف صدر لنکن نے کس طرح بیان کی ہے۔؟

3- کس طرز حکومت میں قیادت کی تبدیلی پر امن انداز میں ہوتی ہے۔؟

4- حکومت خرچیلی (Expensive) ہوتی ہے؟

5- سوشلزم بنیادی طور پر کس کی ضد ہے؟

6- بنیادی ضروری اشیاء کونسی ہے۔؟

7- ہندوستان میں کونسا مذہب سرکاری ہے۔؟

8- اشیاء تعیشات کونسے ہیں۔؟

7.3 معروضی سوالات

1- ہندوستان میں.......................... طرز حکومت ہے۔

2- ہندوستان کو...................... میں آزادی ملی۔

3-...................... موجودہ دنیا کی ایک مقبول ترین تحریک ہے۔

4- اشتراکیت.......................نظام کی خرابیوں کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

5-.............................. کے معنی لامذہبیت نہیں ہے۔

6- جمہوریت کی کامیابی کا انحصار عوام کی.......................پر ہے

7- جمہوریت میں...................... کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے (عوامی رائے۔ مخصوص رائے)

8- ہندوستان میں................ کو دستور منظور کیا گیا (1947-1950)

9- ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم...................... تھے (ڈاکٹر راجندر پرشاد۔ پنڈت جواہر لال نہرو)

10- ہندوستان دنیا میں سب سے بڑا.......................ملک ہے (شاہی۔ جمہوری)

------------☆☆☆☆☆☆------------

سبق 2 ہندوستان کی مشترکہ تہذیب وتمدن

Composite Culture of India

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ زاید معلومات

6 ۔ فرہنگ اصطلاحات

7 ۔ نمونہ امتحانی سوالات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

7.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں ہندوستان کی مشترکہ تہذیب و تمدن کے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں جن سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ زمانہ قدیم سے ہی ہندوستان مختلف تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے شمالی ہند اور جنوبی ہند کی زبانیں فن تعمیر وغیرہ بھی مختلف ہیں۔

اس سبق کے مطالعہ کے بعد آپ یہ جاننے کے قابل ہو جائیں گے کہ

☆ ہندوستان کی مشترکہ تہذیب سے کیا مراد ہے؟
☆ ہندوستان کی زبانیں ادب اور تہوار کون کونسے ہیں؟
☆ فن تعمیر موسیقی اور رقص وغیرہ سے کیا مراد ہے؟
☆ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے رسم و رواج کونسے ہیں؟

2 تمہید

ہندوستان ایک وسیع و عریض ملک ہے یہاں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں یہاں کے تہوار مختلف ہیں۔ رسم و رواج بھی ایک علاقے کے دوسرے علاقے سے جدا ہیں۔ ہندوستان کئی مذاہب کا گہوارہ ہے۔ یہاں کے لوگوں کی غذا اور لباس جدا جدا ہیں۔ فن تعمیر کے نمونے شمالی ہند اور جنوبی ہند میں جداگانہ ہیں۔ موسیقی بھی الگ ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود ہندوستانیوں میں اختلاف میں اتحاد کے جذبات ایک دوسرے سے منسلک ہوتے آئے ہیں۔

3 سبق کا متن (ہندوستان کی مشترکہ تہذیب و تمدن)

ہندوستان ایک وسیع اور عریض ملک ہے اور اسے برصغیر (Sub-Continent) کا نام دیا جاتا ہے۔

آبادی کے اعتبار سے ہندوستان دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے یہ ایک ہمہ لسانی ملک ہے یہ ایک حقیقت ہیکہ ملک میں تقریباً 1650 زبانیں اور مختلف بولیاں بولی جاتی ہیں۔ ساری دنیا میں ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں مختلف ترقی یافتہ زبانیں پائی جاتی ہیں ہر زبان کے بولنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ دنیا میں بولی جانے والی 30 بڑی زبانوں میں 9 زبانیں ہندوستان میں بولی جاتی ہیں دستور نے 18 زبانوں کو دستوری موقف دیا ہے اور ہندی کو ملک کی قومی زبان ہونے کا موقف حاصل ہے۔

ہندوستان بڑی ریاستوں پر مشتمل ایک یونین (Union) ہے آج ان ریاستوں کے علاوہ 6 مرکزی زیر انتظام علاقے Union Territories بھی ہیں۔ دہلی کو ملک کی راجدھانی ہونے کا موقف حاصل ہے۔ مرکزی علاقوں کا نظم و نسق راست مرکزی حکومت چلاتی ہے۔

ہندوستان مختلف تہذیبوں اور کئی مذاہب کا گہوارہ ہے قدیم زمانے میں ملک میں مختلف فلسفیانہ مکاتب فکر اور مذہبی

رسومات رائج تھیں آج انھیں مجموعی طور پر ہندومت میں مجتمع کر دیا گیا ہے ہندومت کے علاوہ اسلام بدھ مت' عیسائی' سکھ اور دوسرے عقائد کے ماننے والوں کی بھی ایک بڑی تعداد یہاں رہتی ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہیکہ ہندوستان ایک برصغیر ہے لہٰذا ایک براعظم کی طرح ہی اس میں کئی اختلافات ہیں۔ یہاں زبانیں' تہوار اور رسومات کی کثرت ہے۔ لوگوں کے کھانے پینے' لباس' آرٹ اور فن تعمیر موسیقی اور رقص مختلف ہیں اور مذاہب بھی کئی ہیں ان اجزاء کے نتیجے میں ہندوستانیوں میں ہمہ گیری پائی جاتی ہے اگر ہم لسانی نقطہ نظر سے غور کریں تو ہندی ہماری سرکاری زبان ہے چند وجوہات کی وجہ سے انگریزی کو سرکاری زبان کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ تہواروں کے معاملہ میں ہمارا ملک سب سے آگے ہے چند مقامی تہوار ہیں جیسے بیساکھی' پونگل' بسنت پنچمی وغیرہ جو علاقائی طور پر منائے جاتے ہیں چند ایام پیدائش اور ایام اموات بھی بڑے رہنماؤں کے احترام میں یادگار کے طور پر منائے جاتے ہیں۔ ان مختلف تہواروں کے علاوہ قومی تہوار یں جیسے یوم آزادی و یوم جمہوریہ ان کے ساتھ میں زیادہ تر عوامی زندگی پر مذہبی طور پر اثرانداز ہونے والی چند روایاتی رسومات بھی ہیں بعض طبقات اپنے اپنے مذہبی تہوار دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ ہم میں اکثر لوگ اپنے مہمانوں کی میزبانی' شادی بیاہ کے دوران اور دیگر مواقع پر بھی استقبالیہ وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں اگر ہم ان کی غذائی عادتوں پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ چند علاقوں میں چاول ہی لوگوں کی مخصوص غذا ہے تو کہیں گیہوں' جوار وغیرہ ۔ لباس کے لحاظ سے چند علاقوں میں اون (Wollen) کے کپڑے پہننے کا رواج ہے تو کہیں سوتی اور ریشمی کپڑے۔ فنون لطیفہ اور فن تعمیر کے شعبے میں بھی مختلف اعلیٰ قسم کے فنون لطیفہ اور فن تعمیر کی مثالیں ملتی ہیں۔ رقص و موسیقی کے مختلف اقسام میں کچی پوڈی' بھرت ناٹیم' بھانگڑہ' موڈیسی وغیرہ چند طرح کے رقص ہیں جبکہ کرناٹکی اور ہندوستانی دو اعلیٰ طرز کی موسیقی کے ترقی یافتہ طریقے ہیں ان کے علاوہ ہمارے پاس لوک گیت اور لوک رقص کے بے شمار رجحانات ملتے ہیں۔ اسی بناء پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذہبی اعتبار سے بھارت مذاہب کا عجائب گھر (Museum) ہے۔

ہندوستان کے جغرافیائی حالات بھی یہاں کے عوام میں غذا' لباس' طرز زندگی میں بہت اہم کردار کے حامل ہیں۔

ہندوستان میں مذہبی بنیادوں پر ایک تہذیب نمودار ہوئی یہ زمانہ قدیم سے حالات کے تناظر میں متاثر کرتی آرہی ہے اس تہذیب کے نتیجے میں لوگ دور دور سے مذہبی مقامات کی زیارت کو جاتے ہیں ساتھ میں انہوں نے چند اصولوں کو بھی فروغ دیا جو کہ تہواروں' رقص و موسیقی اور روحانی اعتقادوں اور دلچسپیوں سے تعلق رکھتے تھے۔ قدیم ادب مثلاً سنسکرت میں تحریر کردہ کتابوں سے ہم کو ہمارے تہذیبی ورثہ کا علم ہوتا ہے ان کتابوں میں رامائن اور مہابھارت کے واقعات آج بھی ہندوستانیوں کو راغب کرتے ہیں۔

چند لوگوں کا خیال ہیکہ موسیقی کا تعلق روحانیت سے ہے اور اسکی منزل مقصود خدائی حقیقت کو تسلیم کرنا ہے۔ لوک سنگیت اور کلاسیکی موسیقی نہ صرف بچوں کو بلکہ مویشیوں کو بھی متاثر کرتی ہے۔ انسان اپنے جذبات اور احساسات کا موسیقی کے

ذریعے بڑے ہی موثر انداز میں اظہار کر سکتا ہے۔ سر اور ساز کی آوازیں سامعین کو حالت وجد میں لے جاتی ہیں۔ اس طرح بھارت میں رقص و موسیقی سائنٹفک طور پر ترقی کی منزلیں طے کرتی گئیں۔

ان دو فنون لطیفہ کے علاوہ دیگر فنون اور تعمیر کے مختلف اعلیٰ فنون بھی زمانہ قدیم سے ہی فروغ پاتے رہے جو کہ عوام کے ذہنوں پر اثر چھوڑنے والے موثر ذرائع ثابت ہوئے ہیں جن سے ہماری تہذیبی یکجہتی کی ہم کو خبر گیری ہوتی آئی ہے اس کے علاوہ ہندوستان میں عرصہ قدیم سے ہی تہذیبی روحانیت بھی فروغ پاتی رہی ہے جس میں آہستہ آہستہ دور وسطیٰ کے اور دور جدید کے دوران چند تبدیلیاں رونما ہوئیں جو کہ آج کے سائنٹفک دور میں بھی کسی نہ کسی شکل میں جاری ہیں دور وسطیٰ کے وقت ہندو مسلم اتحاد کی خاطر سیاسی اور مذہبی نقطہ نظر کو لیکر چند اقدامات کئے گئے۔ دور جدید میں بھی چند تبدیلیاں لائی گئیں۔ ان تمام تبدیلیوں کے باوجود زمانہ قدیم سے چلی آرہی قومی یکجہتی قائم رہی اور ان تمام اختلافات کے باوجود ایکتا اور اتحاد باقی رہا۔

اس متنوع ہندوستان نے اپنے آپ میں از خود ایک ہندوستانیت کے جذبہ کو چند باتوں میں پیدا کیا مثال کے طور پر دریا کتنے ہی الگ الگ ہوں مگر ان میں بہتا پانی ایک ہی ہوتا ہے جو سمندر میں جاکر ملتا ہے یہی خصوصیت ' زبان مذہب ' لباس و غذا کی عادتوں اور رسومات میں نظر آتی ہے۔ جن کے انداز مختلف ہونے پر بھی ان میں یگانگت کی متحدہ دھارا ایک ہی ہے۔ شمالی ہندوستان اور جنوبی ہندوستان میں کئی ایک چیزوں میں نمایاں فرق موجود ہے زبان ' لباس اور رسومات وغیرہ بالکل الگ الگ ہیں لیکن ان میں ایکتا موجود ہے اسی طرح لوگ خواہ ملک کے کسی بھی علاقہ میں رہنے والے ہوں اور کسی بھی مذہب پر اعتقاد رکھنے والے ہوں ان میں مذہبی اور ملی اتحاد موجود ہے۔ اس طرح جنوبی ہند کے مسلمان اردو کی بہ نسبت علاقائی زبانوں کو اہمیت دیتے ہیں۔ ہندوستانیوں میں اختلاف میں اتحاد کے جذبات ایک دوسرے سے منسلک ہوتے آئے ہیں اور اس کا مجموعی طور پر اظہار ایک ہندوستانی قومیت کی شکل میں ہوتا ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان براعظم ایشیاء کا ایک عظیم ملک ہے آبادی کے لحاظ سے یہ دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے یہاں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں یہ مختلف تہذیبوں کا گہوارہ ہے اور ہندومت ' اسلام ' بدھ مت ' سکھ مت اور عیسائی اور دوسرے عقائد کے لوگ یہاں رہتے بستے ہیں۔ یہاں کے تہوار بھی مختلف ہیں۔ لباس۔ غذائیں فن اور فن تعمیر مختلف ہے یہاں مذہبی تہوار کے علاوہ قومی تہوار بھی بڑی دھوم دھام سے منائے جاتے ہیں غذاؤں میں چاول گیہوں اور جوار مختلف لوگوں کی مرغوب غذائیں ہیں اونی ' سوتی ' ریشمی کپڑوں کا چلن یہاں عام ہے۔ رقص و موسیقی میں کرناٹکی ' بھرت ناٹیم ' بھانگڑہ وغیرہ مخصوص ہیں۔ لوک گیت بھی بہت مقبول عام ہیں بعض لوگوں کا خیال ہیکہ موسیقی میں روحانیت کی چاشنی پائی جاتی ہے۔

5 زاید معلومات

ہندوستان میں عدم مشابہتوں کے باوجود یکجہتی پائی جاتی ہے اور صدیوں سے یہ رسم چلی آرہی ہے اس طرح یہاں کثرت میں وحدت (Unity in Diversity) موجود ہے۔ تمام مذاہب کے لوگ مل کر رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے شادی وغم میں شریک رہتے ہیں اور جب کبھی ان میں اختلاف پیدا ہوتا ہے تو اسے ختم کرنیکی کوشش کی جاتی اور یہی ہماری تہذیب کا امتیاز رہا ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Sanskrit (سنسکرت)	سنسکرت	ہندوستان کی ایک کلاسیکی زبان جس میں بیشتر قدیم مذہبی کتابیں لکھی ہوئی ہے۔
Union (یونین ٹیریٹریز)	مرکزی زیرانتظام علاقے	ہندوستان میں 9ایسے علاقے ہیں جن کا انتظام مرکزی حکومت کے ذمے ہوتا ہے۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 طویل جوابی سوالات

1 ۔ ہندوستان کی مشترکہ تہذیب وتمدن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2 ۔ ہندوستان کے لوگوں کی غذا اور لباس کے بارے میں لکھیے؟

3 ۔ شمالی ہند اور جنوبی ہند کے فن تعمیر پر ایک نوٹ لکھیے؟

7.2 مختصر جوابی سوالات

1 ۔ ہندوستانی زبانیں کونسی ہیں۔

2 ۔ ہندوستان میں مذاہب کے بارے میں لکھیے۔

3 ۔ رامائن اور مہابھارت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

4 ۔ مذہبی تہوار اور قومی تہوار میں کیا فرق ہے۔

5 ۔ "موسیقی میں روحانیت کا عنصر ہے" تشریح کیجیے۔

7.3 معروضی سوالات

1 ۔ دستورِ ہند نے .... زبانوں کو دستوری موقف عطا کیا ہے۔

2 ۔ ہندوستان میں .... مرکزی زیرِ انتظام علاقے ہیں۔

3 ۔ ہندوستان کی راجدھانی .... ہے۔

4 ۔ بدھ مت کے بانی...................... تھے۔

5 ۔ .... سکھ مذہب کے بانی تھے۔

6 ۔ دیوالی ایک................ تہوار ہے (مذہبی ۔ قومی)

7 ۔ جنوبی ہند کے لوگوں کی غذا.................. ہے (گیہوں ۔ چاول)

8 ۔ سردیوں میں...................... کپڑے پہنے جاتے ہیں (سوتی ۔ اونی)

9 ۔ .... رقص شمالی ہند میں عام ہے (بھانگڑہ ۔ کچی پوڈی)

10 ۔ آج بھی..................... زبان کو سرکاری زبان کے (انگریزی ۔ تلگو) طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

☆☆☆

☆☆

☆

سبق 3 عظیم ہستیوں کی زندگی کا مطالعہ

Biographics Of Great Social Refarmers

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ عظیم ہستیوں کے حالات زندگی

3.1 ۔ راجہ رام موہن رائے

3.2 ۔ سر سید احمد خان

3.3 ۔ گوپال کرشن گوکھلے

3.4 ۔ مولانا ابوالکلام آزاد

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ زاید معلومات

6 ۔ فرہنگ اصطلاحات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

7.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق کو پڑھنے کے بعد آپ یہ جاننے کے قابل ہو جائیں گے کہ

☆ عظیم لوگوں کا مقصد زندگی کیا ہوتا ہے۔

☆ ان لوگوں کے کارناموں سے سماج کو کیا کیا فوائد پہنچے۔

☆ سماج میں ان کا کیا مقام ہے۔

2 تمہید

عظیم لوگوں کی زندگی کا مقصد عام لوگوں کی زندگی کی مانند نہیں ہوتا یہ سماج کا سرمایہ ہوتے ہیں ان سے سماجی' سیاسی' مذہبی زندگی سیراب ہوتی ہے ان کی ذات سے دوسروں کو بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے ان کے پیش نظر اپنا مفاد نہیں ہوتا بلکہ وہ دوسروں کو خوش دیکھ کر خوش ہوتے ہیں سماج ان کو کچھ نہیں دیتا بلکہ ان سے بہت کچھ حاصل کرتا ہے ان کی مثال ایک بہتے ہوئے چشمے کی سی ہوتی ہے جو سوکھی انسانیت کو سیراب کرتی جاتی ہے اگر یہ نہ ہوں تو سماجی زندگی ایک عذاب بن جاتی ہے۔

3 سبق کا متن (عظیم ہستیوں کے حالات زندگی)

3.1 راجہ رام موہن رائے 1772-1833

ہندوستان میں سماجی اور مذہبی اصلاحات کا سہرا راجہ رام موہن رائے کے سر جاتا ہے ان کی پیدائش 1772ء میں بنگال میں ہوئی انہیں کئی زبانوں جیسے فارسی' عربی' سنسکرت' یونانی اور انگریزی پر عبور حاصل تھا۔ انہوں نے دوسرے مذاہب کی مذہبی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا جس سے ان کو دوسرے مذاہب کے عقائد کے بارے مکمل معلومات حاصل ہوئیں۔

شکل 3.1 راجہ رام موہن رائے 1772-1833

اس زمانہ میں ہندوستان میں کئی سماجی برائیاں جیسے بتوں کی پوجا' ستی' بچپن کی شادی' بیواؤں کی دوسری شادی کی مخالفت وغیرہ عام تھیں۔ ان کے خلاف آواز اٹھانا بہت ہی برا مانا جاتا تھا۔ لیکن راجہ رام موہن رائے نے ان سماجی برائیوں کے خلاف نہ صرف آواز اٹھائی بلکہ ان کو سماج سے اکھاڑ پھینکنے کی انتھک کوشش کی۔ کیونکہ ان کے خیال میں یہ سماجی لعنتیں ہندوستان کی ترقی کی راہ میں حائل

تھیں۔ مخالفتوں کے باوجود انہوں نے ان کے خاتمہ کے لئے اپنی مہم جاری رکھی۔

اپنی اس تحریک کو چلانے کیلئے انہوں نے برہمو سماج (Brahmu Samaj) جیسے سماجی ادارہ کا قیام عمل میں لایا۔ انہی کی کوششوں کی وجہ سے ستی (Sati) جیسی سماجی لعنت کا خاتمہ عمل میں آیا۔ اس طرح راجہ رام موہن رائے نے سماجی اصلاحات میں ایک عظیم کارنامہ انجام دیا۔

شکل 3.2 سر سید احمد خاں 1899-1817ء

3.2 سر سید احمد خان 1898-1817ء

ہندوؤں کی طرح مسلمانوں میں بھی کئی سماجی برائیاں عام ہوگئی تھیں۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد ان میں تعلیم کا رجحان کم ہو گیا تھا انگریزی تعلیم سے مسلمان نفرت کرتے تھے اور اس کو مذہب سے دوری کی علامت سمجھتے تھے۔ ایسے حالات میں سر سید احمد خان کی پیدائش 1817ء کو ہوئی انہوں نے مسلمانوں کی پستی کا تفصیل سے جائزہ لیا اور ان میں موجود سماجی برائیوں کو دور کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور اس سلسلے میں ان پر قوم کا عتاب بھی نازل ہوا یہاں تک کہ ان کو ملحد تک کہا گیا۔ لیکن انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ انہوں نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ مسلمانوں کو انگریزی تعلیم ضرور حاصل کرنی چاہیئے ورنہ وہ پست ترین قوم بن جائیں گے انگریزی تعلیم کے لیے انہوں نے محمڈن اورینٹل کالج کو علیگڑھ میں قائم کیا اور آج یہی کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا نام سے نونہالان ملت کو عصری تعلیم سے آراستہ کر رہا ہے اس طرح مسلم قوم پر سر سید کا بڑا احسان ہے۔ اپنے اس عظیم کارنامہ کی بدولت سر سید احمد خان کو سماجی و تعلیمی مصلح کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔

3.3 گوپال کرشن گوکھلے 1915-1866ء

گوپال کرشن گوکھلے کا شمار اعتدال پسند (Moderate) سماجی مصلحین میں ہوتا ہے ان کی پیدائش رتنا گیری (مہاراشٹرا) میں 1866ء کو ہوئی۔ شروع سے ہی ان میں ہندوستانیوں کی خدمت کا جذبہ تھا اس لئے انہوں نے اسکول ٹیچر بننے کو ترجیح دی۔ ہندوستانیوں کی صحیح سمت میں مدد کرنے کیلئے وہ مختلف انجمنوں سے وابستہ رہے۔ مختلف سماجی، تہذیبی اور تعلیمی سرگرمیوں سے وابستہ رہنے کی وجہ انہوں نے بہت سے سماج سدھار کے کاموں کو بڑھاوا دیا۔ ان کا خیال تھا کہ ہندوستانی انگریزوں کے ترقی پسند اقدامات کی تقلید کر سکتے ہیں اور اسی تقلید میں ہندوستان کی ترقی مضمر ہے۔

انہوں نے 1905ء میں پونے میں " The Servents of Indian Society " قائم کی اس سوسائٹی کا سب سے اہم مقصد ہندوستانیوں میں حب الوطنی (Patriotism) کے جذبہ کو بڑھاوا دینا تھا، اسکے علاوہ مختلف طبقات میں میل جول پیدا

کرنا، تعلیم نسواں کو عام کرنا اور پچھڑے ہوئے طبقات کو اونچا مقام دلانا تھا۔

انہوں نے ذات پات، چھوت چھات(Untouchability) پر تنقید کی اور ان کو سماجی لعنتوں سے تعبیر کیا۔ یہ عام ابتدائی تعلیم کے زبردست حامی تھے۔

3.4 مولانا ابوالکلام آزادؒ 1888-1958ء

مولانا کا شمار ہندوستان کے صف اول کے رہنماؤں میں ہوتا ہے جنہوں نے جنگ آزادی میں نمایاں رول ادا کیا اور مسلمانوں کے امام الھند کہلائے۔

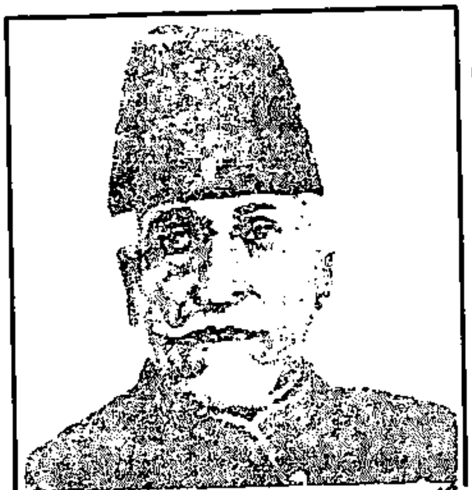

شکل 3.4 مولانا ابوالکلام آزاد 1888-1958ء

آپ کی پیدائش 1888ء میں مکہ شریف میں ہوئی آپ کی ابتدائی تعلیم کلکتہ میں ہوئی اس کے بعد آپ اعلیٰ تعلیم کی خاطر جامعہ ازھر (مصر) چلے گئے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر جب آپ ہندوستان لوٹے تو اس وقت ہندوستان میں سیاسی ہلچل مچی ہوئی تھی۔ آپ مہاتما گاندھی کی قیادت میں تحریک آزادی میں شریک ہوگئے اور ملک کو آزاد کروانے کیلئے گاندھی جی کا پرعزم ساتھ دیا۔ اس سلسلے میں آپ کو کئی بار جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا لیکن آپ کے پائے عزم میں لغزش نہیں آئی۔ آپ کو انڈین نیشنل کانگریس کا صدر بھی منتخب کیا گیا۔

آپ نے ایک اخبار "الہلال" کے نام سے جاری کیا تھا جس میں سماجی، تہذیبی، ثقافتی اور تعلیمی مضامین شائع ہوا کرتے تھے جن کا مقصد قوم کی اصلاح تھی۔

آزادی کے بعد آپ کو وزیر تعلیم بنایا گیا تعلیمی سدھار کیلئے آپ نے کئی اقدامات کئے اور (UGC) یونیورسٹی گرانٹس کمیشن قائم کیا تا کہ اعلیٰ تعلیم کے معیار کو برقرار رکھا جاسکے۔ آپ کا انتقال 22/فروری 1958ء میں ہوا۔

4 سبق کا خلاصہ

سماجی سدھار کے لیے سماجی مصلحین کی خدمات بے حد ضروری ہوتی ہیں ہندوستان میں مذہبی اور سماجی اصلاح کے لیے بہت سی تحریکیں وجود میں آئیں یہاں صرف چند مصلحین کے واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

راجہ رام موہن رائے ایک بہت بڑے سماجی مصلح تھے یہ بنگال میں پیدا ہوئے انہیں کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ ہندو دھرم کی بہت سی سماجی برائیاں جیسے ستی، بچپن کی شادی بتوں کی پوجا وغیرہ کی مخالفت کی اور ان کو سماجی لعنتیں قرار دیا۔ اپنی اس تحریک کو چلانے کیلئے انہوں نے برہمو سماج جیسے ادارہ کی بنیاد ڈالی۔ مسلمانوں کی پستی اور تعلیم میں عدم دلچسپی نے سر سید کو بے چین کر دیا اور انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مسلمانوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے۔ انگریزی تعلیم کی اہمیت بھی بتائی

ابتداء میں ان کی شدت سے مخالفت کی گئی ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے۔ مگر آج مسلمان جو انگریزی کی طرف راغب ہو کر ترقی کی راہ پر گامزن ہیں وہ سب سر سید کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔

گوپال کرشن گوکھلے ایک اعتدال پسند رہنما سمجھے جاتے ہیں ان کی پیدائش مہاراشٹرا میں ہوئی ان کا خیال تھا کہ ہندوستانیوں کو انگریزوں کے ترقی پسند اقدامات کی تقلید کرنی چاہئے۔ انہوں نے ہندوستانیوں میں حب الوطنی کے جذبہ کو پروان چڑھایا پچھڑے ہوئے طبقات میں تعلیم عام کرنے کی کوشش کی چھوت چھات اور ذات پات پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد ایک محب وطن شخص تھے ہندوستان کی آزادی میں گاندھی جی کے ساتھ ملکر انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا آپ سیکولر نظریہ کے حامی تھے اور ہندوستان کی تقسیم کے مخالف تھے۔ آزادی کے بعد آپ کو مرکزی وزیر تعلیم بنایا گیا۔ آپ نے تعلیم کے میدان میں بہت سے اصلاحات کئے۔ آپ نے "الہلال" ایک اخبار نکالا جس میں سماج سدھار کے کئی مضامین شائع کئے جاتے تھے۔

5 زاید معلومات

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے یہاں مختلف رسوم، عقائد، وغیرہ کے لوگ رہتے ہیں جن کی زبانیں الگ الگ ہیں ان میں توہم پرستی (Superistition) بہت زیادہ پائی گئی ہے اور یہ توہم پرستی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہو رہی تھی ہر مذہب کے مصلحین نے اس سماجی لعنت سے قوم کو پاک کرنے کا بیڑہ اٹھایا جن میں کئی مصلحین شامل ہیں جیسے پرکاشم پنتلو، مہاتما گاندھی، ڈاکٹر امبیڈکر وغیرہ ان تمام کی زندگیوں کے مشاہدہ کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کی زندگیوں کا مقصد صرف اور صرف سماج کی اصلاح تھا۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Extremist	(ایکسٹریمسٹ)	انتہا پسند	یہ وہ لوگ تھے جو انگریزوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ انگریزی پالیسیوں کی شدت سے مخالفت کرتے تھے۔
Moderate	(موڈریٹ)	اعتدال پسند	یہ ان لوگوں کا طبقہ تھا جو انگریزی حکومت کی بے جا مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اور تشدد سے دور رہتا تھا۔
Patriotism	(پیٹ رائٹزم)	حب الوطنی	اپنے وطن سے محبت کرنا
Sati	(ستی)	ستی	یہ ایک رسم تھی جس میں شوہر کے انتقال پر اسکی بیوہ کو شوہر کی نعش کے ساتھ زندہ جلادیا جاتا تھا۔
Untouchability	(ان ٹچ ایبلیٹی)	چھوت چھات	اپنی ذات کے سوائے کسی مخصوص ذات والوں کو نیچ سمجھنا ان سے میل جول نہ رکھنا۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) ۔ چند سماجی مصلحین کی زندگی کے کارناموں کی تفصیل بتایئے؟
2) ۔ سر سید احمد خان کی تعلیمی خدمات پر روشنی ڈالیئے؟
3) ۔ راجہ رام موہن رائے نے کس طرح ہندو سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں کا تدارک کیا؟

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ گوپال کرشن گوکھلے کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔
2) ۔ راجہ رام موہن رائے نے کس ادارہ کا قیام عمل میں لایا اور اس کے مقاصد بیان کیجئے۔
3) ۔ مولانا ابوالکلام کی ابتدائی تعلیم سے متعلق اپنی معلومات لکھیئے۔
4) ۔ گاندھی جی کے ساتھ مولانا نے انگریزوں کے خلاف کس طرح حصہ لیا۔
5) ۔ ستی سے کیا مراد ہے۔

7.3 ۔ معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) ۔ ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم.......................تھے۔
2) ۔ سر سید احمد خان نے محمڈن اورینٹل کالج کو.......................میں قائم کیا۔
3) ۔ محمڈن اورینٹل کالج بعد میں.......................کے نام سے موسوم کیا گیا۔
4) The Servents of Indian Society کا قیام.......................میں عمل میں آیا۔
5) ۔ گوپال کرشن گوکھلے ایک.......................پسند لیڈر تھے۔
6) ۔ سر سید.......................تعلیم کے حامی تھے (انگریزی۔ فارسی)
7) ۔ راجہ رام موہن رائے کی پیدائش.......................میں ہوئی (1772-1775)
8) ۔ مولانا آزاد.......................میں پیدا ہوئے (حیدر آباد۔ مکہ)
9) ۔ مولانا آزاد نے.......................نامی اخبار نکالا (الہلال۔ سیاست)
10) ....عام ابتدائی تعلیم کے زبردست حامی تھے (گوکھلے۔ سردار پٹیل)

☆☆☆
☆☆
☆

سبق 4 راست جمہوریت کے طریقے اور نمائندگی کے نظریے

Direct Democratic Devices & Theories of Representation.

1 ۔ سبق کا خاکہ
2 ۔ تمہید
3 ۔ سبق کا متن (راست جمہوریت کا مفہوم) (جمہوریت کے اقسام)
3.1 ۔ راست جمہوریت۔ بالواسطہ جمہوریت
3.1.1 ۔ رائے طلبی
3.1.2 ۔ عوام کا حق قانون سازی
3.1.3 ۔ باز طلبی
3.1.4 ۔ استصواب عامہ
3.1.5 ۔ نمائندوں کے ذریعہ بالواسطہ جمہوریت
3.2 ۔ نمائندگی اور اسکے طریقے
3.2.1 ۔ علاقائی نمائندگی
3.2.2 ۔ پیشہ ورانہ نمائندگی
3.2.3 ۔ تناسبی نمائندگی
3.3 ۔ ہیر کا طریقہ
3.3.1 ۔ فہرستی طریقہ
4 ۔ سبق کا خلاصہ
5 ۔ زاید معلومات
6 ۔ فرہنگ اصطلاحات
7 ۔ نمونہ امتحانی سوالات
7.1 ۔ طویل جوابی سوالات
7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات
7.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں راست جمہوریت کے طریقے بتلائے گئے ہیں کہ رائے طلبی، پیش قدمی، باز طلبی استصواب عامہ کیا ہیں۔
اس سبق کو پڑھنے کے بعد آپ یہ بتانے کے قابل ہو جائیں گے کہ

☆ جمہوریت کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں۔
☆ راست جمہوریت کے طریقے کیا ہیں۔
☆ نمائندگی کا مفہوم کیا ہے۔ اور اس کے مختلف طریقے کیا ہیں۔

2 تمہید

موجودہ دور میں سب ممالک کا پسندیدہ نظام حکومت جمہوریت ہے۔ نمائندہ جمہوریت تقریباً ہر ملک میں رائج ہے لیکن قدیم یونانی شہروں میں بالراست جمہوریت قائم تھی اور موجودہ سوئزرلینڈ اور چند لاطینی امریکی ممالک میں بھی یہ نظام رائج ہے نمائندگی کے مختلف طریقے ہیں جن سے مختلف طبقات کو مقننہ میں نمائندگی حاصل ہوتی ہے۔

3 سبق کا متن (راست جمہوریت کا مفہوم) (جمہوریت کی اقسام)

جمہوریت یا تو راست (Direct) یا پھر بالراست (Indirect) ہوگی موجودہ دور میں رقبہ اور آبادی کے پیش نظر تمام حکومتوں میں بالراست جمہوریت ہی کارکرد ہے۔ راست جمہوریت کم آبادی والے اور مختلف رقبہ والی مملکتوں کیلئے موزوں ہوتی ہے قدیم یونانی شہری مملکتوں میں اس قسم کی جمہوریت قائم تھی موجودہ دور میں سوئزرلینڈ اور امریکہ کی چند ریاستوں میں راست جمہوریت کے نظام کی عمل آوری ہے۔

3.1 ۔ راست جمہوریت Direct Democracy

راست جمہوری نظام میں عوام انتظامی امور اور حکومت کے کاروبار میں راست حصہ لیتے ہیں اور عوامی معاملات میں اپنے خیالات اور رائے کا اظہار راست طور پر کرتے ہیں اور عام اجتماع میں اکٹھے ہو کر ایسے قوانین وضع کرتے ہیں جن کی ان کو ضرورت ہوتی ہے نیز ان کی عمل آوری تک انکی نگرانی بھی کرتے ہیں اور حکومت بھی عوامی امور کی انجام دہی عوام کی نگرانی میں کرتی ہے۔

راست جمہوریت کی عمل آوری کیلئے حسب ذیل طریقے ہیں۔

1 ۔ رائے طلبی Referendum
2 ۔ عوام کا حق قانون سازی Initiative
3 ۔ باز طلبی Re Call
4 ۔ استصواب عامہ Plebiscite

3.1.1 ۔ رائے طلبی Referendum

رائے طلبی کا مطلب یہ ہیکہ مقننہ (Legislature) کے پاس کئے گئے بل (Bill) کے بارے میں رائے عامہ حاصل کرنے کیلئے عوام سے رجوع کیا جائے۔ عوامی رائے کی اکثریت حاصل کرنے کے بعد ہی وہ بل پاس سمجھا جائیگا اور اسطرح یہ طریقہ چند قوانین پر عوام کے اقرار یا انکار کو معلوم کرنے کیلئے مددگار ثابت ہوتا ہے عوام کا فیصلہ ہی اس میں آخری فیصلہ ہوگا۔ رائے طلبی دو قسم کی ہوتی ہے۔

(i) لازمی رائے طلبی Compulsory Referendum

(ii) رضاکارانہ یا اختیاری رائے طلبی Voluntory Referendum

مقننہ کے بنائے ہوئے کسی بھی قانون پر لازمی طور پر عوامی رائے معلوم کرنا لازمی رائے طلبی کہلاتا ہے۔ اس میں مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کو عوامی رائے کے لیے عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے ان کی عمل آوری عوامی فیصلہ پر منحصر ہوتی ہے اگر عوام ان کو نامنظور کردیں تو جبراً ان کو عوام پر مسلط نہیں کیا جاتا۔

اختیاری رائے طلبی سے مراد وہ قوانین پر رائے طلب کرنا ہوتا ہے جن کو چند شہری عوامی رائے کیلئے پیش کرتے ہیں اس طرح ان کی عمل آوری بھی عوامی فیصلہ کے تابع ہوتی ہے قومی اہم مسائل کی عوامی رائے جاننے کے لیے رائے طلبی نہایت معاون ثابت ہوتی ہے۔ اس میں اگر چہ کہ عوامی رائے کا احترام پایا جاتا ہے لیکن اس سے مقننہ کی اہمیت گھٹ جاتی ہے ساتھ ہی یہ طریقہ گراں (Expensive) بھی ہے اور قانون کی عمل آوری میں تاخیر کا سبب بنتا ہے۔

3.1.2 ۔ عوام کا حق قانون سازی Initiative

اس طریقہ میں کسی قومی مسئلہ پر عوام مقننہ سے قانون سازی کی درخواست کرتے ہیں اور جب قانون بن جاتا ہے تو پھر اسے رائے طلبی کیلئے پیش کیا جاتا ہے اگر مقننہ عوام کی اس درخوست کو قبول نہ کرے تو ایسی صورت میں عوامی رائے طلب کی جاتی ہے اور عوام کی اکثریت کا فیصلہ آخری ہوتا ہے اس طریقہ میں مقننہ اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طور پر سمجھا سکتی ہے۔ قانون میں پائی جانے والی خامیاں دور کرنے میں یہ طریقہ معاون ہوتا ہے۔

بعض مفکرین (Thinkers) کا خیال ہیکہ ان طریقوں سے مقننہ کی اہمیت کم ہوتی ہے اور قانون سازی میں تاخیر بھی ہوتی ہے اس کے علاوہ قانون سازی ایک پیچیدہ عمل ہے عوام اسکی باریکیوں کو سمجھ نہیں پاتے۔ ہرمن فائنر (Herman Finer) کے مطابق "راست قانون سازی نہ قانون کو بہتر کرتی ہے اور نہ ہی عوام کی اصلاح کرتی ہے"۔

3.1.3 ۔ باز طلبی Re-Call

باز طلبی راست جمہوریت کا ایک اہم طریقہ ہے اس کے معنی واپس طلب کرنے کے ہیں اگر عوامی نمائندے عوامی

توقعات پر پورے نہ اتریں تو عوام کو یہ حق حاصل ہیکہ ان کو واپس طلب کریں دوسرے الفاظ میں عوام اپنے نمائندوں کو ان کی معیاد سے پہلے ان کے عہدے سے علیحدہ کر سکتے ہیں جن پر انہیں اعتماد نہیں رہا ہو۔

اس حق کے ذریعے نمائندوں اور سرکاری کارکنوں کو مستعد اور فعال رکھا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ کے ناپسندیدہ اثرات بھی ہو سکتے ہیں جیسے کہ اس طریقہ میں نمائندوں کی حیثیت مجروح ہو گی اور ججس (Judges) کی آزادی متاثر ہو گی۔

3.1.4 ۔ استصواب عامہ Plebiscite

اس طریقہ کا استعمال قومی مسائل پر رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے ہوتا ہے تاکہ عوام کی خواہشات کے مطابق حکومت کی پالیسی بنے۔ دراصل یہ ایک سیاسی طریقہ ہے اس کا استعمال ریاستوں اور ملکوں کے درمیان سرحدی تنازعات کو طئے کرنے کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے 1804ء میں فرانس میں نپولین (Nepoleon) نے اس طریقہ کا استعمال کیا تھا۔

3.1.5 ۔ نمائندوں کے ذریعہ بالواسطہ جمہوریت

Indirect Democracy (Through Representatives)

دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں بالواسطہ جمہوریت ہی کا رواج عام ہے کیونکہ موجودہ ممالک رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے کافی وسیع ہیں۔ اس لئے ان ممالک میں راست جمہوریت کا چلن ممکن نہیں اس طریقہ میں عوام انتظام حکومت میں راست حصہ نہیں لے سکتے اس لیے یہ کام عوامی نمائندے انجام دیتے ہیں ایسی جمہوریت کو بالواسطہ جمہوریت کہتے ہیں۔

عوامی منتخب نمائندے مقننہ میں عوامی رائے کی نمائندگی کرتے ہیں اور اس طرح سیاسی جماعتیں بالراست جمہوریت کی عمل آوری میں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ مختلف سیاسی جماعتیں انتخابات سے قبل اپنے منشور کو جاری کرتی ہیں اور انتخابات میں کامیاب ہونیکی کوششیں کرتی ہیں۔ جو جماعت مقننہ میں اکثریت میں ہو گی وہی جماعت اقتدار پر قابض ہو گی اور یہ عوام کے لئے راست طور پر ذمہ دار ہوں گی اس طرح انتخابات میں سیاسی جماعتیں، عوامی رائے کے حصول میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور اس طرح کی جمہوریت میں ان کا اہم حصہ ہوتا ہے اور ریاستی انتظامیہ میں بھی سیاسی جماعتیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

3.2 ۔ نمائندگی اور اس کے طریقے

جمہوری طرز حکومت میں مقننہ (Legislature) عوام کے نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہیکہ اس میں سماج کے مختلف مفادات کی نمائندگی ہو نمائندگی کے طریقے حسب ذیل ہیں۔

3.2.1 ۔ علاقائی نمائندگی Territorial Reprsentation

علاقائی نمائندگی کا طریقہ تقریباً ہر جمہوری ملک میں عام ہے اس طریقے میں پورے ملک کو مقننہ کے اراکین کی تعداد

کے مطابق حلقوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے ہر ایک حلقے کی آبادی تقریباً مساوی رکھی جاتی ہے نمائندگی کا یہ طریقہ بہت آسان ہے اس طریقہ میں رائے دہندوں (Voters) اور نمائندوں کے درمیان راست تعلق قائم رہتا ہے انتخاب پر خرچ بھی کم آتا ہے اس کے علاوہ اس طریقے میں مقننہ میں کسی بھی سیاسی پارٹی کو اکثریت حاصل رہتی ہے۔

خامیاں : اس طریقہ میں کچھ خامیاں بھی ہیں۔

1) ۔ اس سے علاقہ واریت کو بڑھاوا ملتا ہے۔

2) ۔ چناؤ میں کامیابی کے لیے ووٹوں کی اکثریت حاصل کرنی ضروری نہیں ہے بلکہ زیادہ ووٹ لینے والا جیت جاتا ہے اکثر کامیاب امیدوار پچاس فیصد سے بھی کم ووٹ حاصل کرتے ہیں۔

3) ۔ اگر حلقے میں مذہب یا ذات کے جذبات شدید ہوں تو وہاں اکثریت رکھنے والے فرقہ کا امیدوار کامیاب ہوتا ہے ۔اقلیتوں کو وہاں نمائندگی نہیں ملتی۔

4) ۔ انتخابی حلقوں کی حد بندی میں سیاسی چالبازی کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

3.2.2 ۔ پیشہ ورانہ نمائندگی Functional Representation

نمائندگی کا دوسرا طریقہ پیشہ ورانہ نمائندگی کا ہے اس طریقہ میں ملک کو پیشوں کے مطابق حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اس طریقہ میں بہت سی خامیاں ہیں۔ یہ طے کرنا مشکل ہوگا کہ مختلف پیشوں کے درمیان سیٹوں کی تقسیم کس طرح ہو اور کس پیشہ کو ترجیح دی جائے اس کے علاوہ سیاسی پارٹیوں کی سرگرمیاں اور ان کی اہمیت متاثر ہوگی۔ اگر پیشوں پر زور دیا گیا تو ملک کا مفاد متاثر ہو جائیگا اور انسان کے مقابلے میں پیشہ کی اہمیت بڑھ جائیگی۔

3.2.3 ۔ تناسبی نمائندگی Proportional Representation

J.S. Mill نے تناسبی نمائندگی کی پرزور تائید کی ہے اس اصول کا مطلب یہ ھیکہ ہر گروہ یا جماعت کو اس کے ووٹوں کی تعداد کے تناسب کے مطابق نمائندگی حاصل ہو جائے کسی حلقے میں وہاں کی آبادی کے مختلف فرقوں میں ووٹوں کے اعتبار سے جو تناسب پایا جاتا ہے اسی تناسب کے مطابق انہیں نمائندگی حاصل ہوگی تناسبی اصول کی دو قسمیں ہیں۔

(1) ہیر کا طریقہ (Hare System)

(2) فہرستی طریقہ (List system)

3.3 ۔ ہیر کا طریقہ Hare System

تھامس ہیر (Thomas Hare) نے اس طریقہ کی تشریح اپنی کتاب Electoral Representation میں کی

ہے۔ڈنمارک(Denmark) میں انڈری (Andrey) نامی منسٹر نے اس طریقہ کو سب سے پہلے ڈنمارک میں رائج کیا۔ اس طریقہ کو واحد قابل منتقلی ووٹ سسٹم(Single Transfrable Vote System) کہا جاتا ہے۔ اس میں گنتی میں کامیاب امیدوار کے زاید (Surplus) ووٹ دوسری ترجیح کے مطابق دوسرے امیدواروں کے کھاتے میں جمع کر دیے جاتے ہیں اس طریقہ میں ووٹر (Voter) کو اپنی ترجیحات ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ اس طریقہ میں کامیاب ہونے کیلئے ووٹوں کی ایک مقررہ تعداد حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے جس کو کوٹہ (Quota) کہا جاتا ہے۔

اس طریقہ میں سب سے بڑی خوبی یہ ہےکہ اس میں ووٹ ضائع ہونے نہیں پاتے لیکن۔ اس میں بڑی خامی ہے کہ یہ بڑا پیچیدہ اور خرچیلا(Expensive) طریقہ ہے اور عام ووٹر کی سمجھ سے باہر ہے۔

3.3.1 ۔ فہرستی طریقہ List System

تناسبی نمائندگی حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ فہرستی طریقہ ہے اس طریقہ میں رائے دہندے(Voters) امیدوار کے بجائے اپنا ووٹ پارٹی Party کو دیتے ہیں ہر انتخابی حلقے کے لئے ہر پارٹی اپنے امیدواروں کی فہرست ووٹرس کے سامنے پیش کرتی ہے اور ووٹرس کا یہ فرض ہوتا ہےکہ وہ کسی ایک فہرست کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کریں ہر پارٹی کو جتنے ووٹ ملینگے ان کے تناسب سے اسے مقننہ میں نشستیں(Seats) حاصل ہو جاتی ہیں لیکن کامیاب امیدواروں کو ووٹوں کی ایک مقررہ تعداد حاصل کرنی پڑتی ہے اس تعداد کا فیصلہ ڈالے گئے ووٹ کی تعداد کو نشستوں کی تعداد سے تقسیم کر کے کیا جاتا ہے۔

اس طریقہ سے انتخاب لڑنے والی ہر ایک پارٹی کو صحیح نمائندگی اس پارٹی کے حق میں حاصل کے گئے ووٹوں کے تناسب سے ملتی ہے اور پھر یہ آسان طریقہ بھی ہے اور ووٹر اپنی پسند کی پارٹی کے لیے ووٹ استعمال کرتا ہے۔

لیکن ساتھ ہی اس طریقہ میں یہ خامی ہے کہ اس میں فرد کی کوئی اہمیت نہیں رہتی ووٹر اور امیدوار کے درمیان رشتہ قائم نہیں ہوتا یہ طریقہ بہت چھوٹی جماعتوں کو ابھرنے کا موقع فراہم کرتا ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی پارٹی کو اکثریت (Majority) حاصل نہیں ہوتی ۔ جس کے سبب ملی جلی وزارتیں بنتی ہیں جو پائدار نہیں ہوتیں۔

4 خلاصہ

جمہوریت ایک مقبول ترین نظام حکومت ہے اور اس کی دو قسمیں عام ہیں (1) راست جمہوریت (2) بالواسطہ جمہوریت۔ راست جمہوریت کا چلن موجودہ دور میں ایک مشکل امر ہے کیونکہ موجودہ حکومتیں آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے کافی وسیع ہیں۔ راست جمہوریت کا طریقہ چھوٹے رقبہ والی اور کم آبادی والی حکومتوں کیلئے موزوں ہے جیسے کہ قدیم یونانی شہروں میں یہ طریقہ رائج تھا اور موجودہ دور میں سوئزر لینڈ میں بھی یہ طریقہ رائج ہے۔

راست جمہوریت کے چار طریقہ ہیں (1) رائے طلبی (2) عوامی قانون سازی (3) باز طلبی (4) استصواب عامہ۔

رائے طلبی میں مقننہ کے پاس کئے ہوئے بل(Bill) پر رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے اس کو عوام سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ پیش قدمی میں کسی قومی مسئلہ پر عوام مقننہ سے قانون سازی کیلئے درخواست کرتے ہیں۔ باز طلبی کے معنی واپس طلب کرنے کے ہیں یعنی عوام اپنے نمائندوں کوان کی معیاد سے پہلے ان کوان کے عہدوں سے علیحدہ کرسکتے ہیں جن پر انہیں اعتماد نہ ہو اور جن کی کارکردگی اطمینان بخش نہ ہو۔ استصواب عامہ قومی مسائل پر رائے عامہ معلوم کرنے کا طریقہ ہے۔

نمائندہ جمہوریت عوامی نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے اور عوامی منتخب نمائندے مقننہ میں عوامی رائے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مقننہ میں سماج کے مختلف مفادات کی نمائندگی حسب ذیل طریقوں سے کی جاتی ہے۔

(1) علاقائی نمائندگی اس طریقہ میں پورے ملک کو مقننہ کے اراکین کی تعداد کے مطابق حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ہر حلقہ کی آبادی تقریباً مساوی رکھی جاتی ہے۔

(2) پیشہ ورانہ نمائندگی میں ملک کو پیشوں کے مطابق حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(3) تناسبی نمائندگی میں مختلف فرقوں میں ووٹوں کے اعتبار سے جو تناسب پایا جاتا ہے اسی تناسب کے مطابق انہیں نمائندگی دی جاتی ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں :

(1) ہیر کا طریقہ اس میں گنتی میں کامیاب امیدوار کے زاید ووٹ دوسری ترجیح کے مطابق دوسرے امیدوار کے کھاتے میں جمع کردئے جاتے ہیں اس طریقہ کی خوبی یہ ہیکہ ووٹ ضائع نہیں ہوپاتے۔

(2) فہرستی طریقہ اس طریقہ میں ووٹر (رائے دہندہ) امیدوار کی بجائے اپنا ووٹ پارٹی کو دیتے ہیں ہر انتخابی حلقے کے لیے ہر پارٹی اپنے امیدواروں کی فہرست جاری کرتی ہے ہر پارٹی کو جتنے ووٹ ملیں گے ان کے تناسب سے اسے مقننہ میں نشستیں(Seats) حاصل ہونگی۔ اس میں بڑی خامی یہ ہیکہ ووٹر (رائے دہندہ) اور امیدوار کے درمیان کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا اور یہ طریقہ چھوٹی جماعتوں کو ابھرنے کا موقع فراہم کرتا ہے جس سے حکومتوں میں پائیداری نہیں ہوتی۔

5 زاید معلومات

مملکتوں کی قدیم ترین تقسیم ذیل میں دی گئی۔ اسے ارسطو نے پیش کیا تھا۔

1 - بادشاہی	(Monarchy)	فرد واحد کی اچھی حکومت	(اچھی شکل)
2 - جابرانہ حکومت	(Tyranny)		(بگڑی ہوئی شکل)
3 - اشرافیہ	(Aristocracy)	چند افراد کی حکومت	(اچھی شکل)
4 - چند سری	(Oligrachy)	چند افراد کی حکومت	(بگڑی ہوئی شکل)

5 ۔ منظم معاشرہ	(Polity)	کئی افراد کی حکومت	(اچھی شکل)
6 ۔ جمہوریت	(Democracy)	کئی افراد کی حکومت	(بگڑی ہوئی شکل)

ارسطو نے جمہوریت کو ٹھیک حکومت نہیں کہا اس کے نزدیک Polity کا جو تصور تھا یعنی کئی افراد کی اچھی حکومت جس کا اطلاق موجودہ جمہوریت پر ہوتا ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Andry انڈری	انڈری		ڈنمارک کا ایک وزیر۔ جس نے نمائندگی کے طریقے میں ہیر کے طریقہ کا استعمال کیا۔
Legislature لیجسلیچر	مقننہ		قانون ساز جماعت۔
Thomas Hare تھامس ہیر	تھامس ہیر		ایک انگریز مفکر جس نے 1857ء میں تناسبی نمائندگی کے طریقے کی اشاعت کی۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

ذیل میں سے ہر سوال کا جواب دس سطروں میں دیجیے۔

1) ۔ جمہوریت کی تعریف کیجیے۔ اور اس کی قسمیں بتائیے؟

2) ۔ راست جمہوریت کے طریقے بتائیے؟

3) ۔ نمائندگی کے مختلف طریقوں کو واضح کیجیے؟

4) ۔ ہیر طریقہ کی وضاحت کیجئے ؟

5) ۔ فہرستی طریقہ کی وضاحت کیجیے؟

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

ذیل میں سے ہر سوال کا جواب ایک یا دو جملوں میں دیجیے:

1) ۔ راست جمہوریت سے کیا مراد ہے۔

2) ۔ عوام کا حق قانون سازی۔

3) ۔ رائے طلبی۔

4) ۔ باز طلبی۔

5) ۔ استصواب عامہ۔

6) ۔ علاقائی نمائندگی۔

7) ۔ پیشہ ورانہ نمائندگی۔

8) ۔ تناسبی نمائندگی۔

9) ۔ ہیر کا طریقہ(Hare System)

10) ۔ فہرستی طریقہ(List System)

7.3 ۔ معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) ۔ راست جمہوریت کا رواج قدیم..................شہروں میں تھا۔

2) ۔ تھامس ہیر ایک..................تھا۔

3) ۔ تھامس ہیر نے اپنی کتاب..................میں اپنے طریقہ (ہیر طریقہ) کی اشاعت کی ۔

4) ۔ سب سے پہلے ہیر کا طریقہ..................میں رائج کیا گیا۔

5) ۔ ....طریقہ نمائندگی میں ووٹر اور امیدوار کے درمیان کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا۔

6) ۔ ....قومی مسائل پر رائے عامہ معلوم کرنے کا طریقہ ہے۔

7) ۔ ....کے معنی واپس طلب کرنے کے ہیں (باز طلبی۔ پیش قدمی)

8) ۔ راست جمہوریت کا طریقہ آج بھی..................میں رائج ہے (سوئزرلینڈ۔ ندرلینڈ)

9) ۔ قانون ساز جماعت..................کہلاتی ہے (مقننہ۔ عدلیہ)

10) ۔ ....جمہوریت کا چلن موجودہ حکومتوں میں عام ہے (راست۔ بالراست)

☆☆☆
☆☆
☆

سبق 5 رائے عامہ کی تشکیل

Formation of Public Opinion

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

3.1 ۔ رائے عامہ تشکیل اور اظہار

3.2 ۔ رائے عامہ کے اظہار کے ذرائع

3.3 ۔ ہندوستان میں صحت مند رائے عامہ کی راہ میں رکاوٹیں

3.4 ۔ رواداری اور عقل مند قیادت

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ زاید معلومات

6 ۔ فرہنگ اصطلاحات

7 ۔ نمونہ امتحانی سوالات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

7.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں رائے عامہ(Public Opinion) کسے کہتے ہیں اور اسکی جمہوری حکومت میں کیا اہمیت ہے معلوم کرائی جائیگی۔اس سبق کے مطالعہ کے بعد آپ یہ بتانے کے قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ رائے عامہ سے کیا مراد ہے۔
- ☆ رائے عامہ کی خصوصیات کیا ہیں۔
- ☆ رائے عامہ کے اظہار کے ذرائع کیا ہیں۔
- ☆ رواداری اور مدبرانہ قیادت سے کیا مراد ہے۔

2 تمہید

جمہوریت میں رائے عامہ کی بہت اہمیت ہوتی ہے اور جمہوریت کی بنیاد ہی رائے عامہ پر منحصر ہوتی ہے۔رائے عامہ کا مطلب ایسی رائے ہے جس سے پورے سماج کو فلاح و بہبود حاصل ہوتی ہو اس طرح رائے عامہ مختلف آراء کا نچوڑ ہوتی ہے اور رائے عامہ کی حقیقت کو اقلیت بھی تسلیم کرتی ہے۔پریس۔پلیٹ فارم' TV وغیرہ اس کی تشہیر کے اہم ذرائع ہیں۔
کسی ملک کی ترقی کے لیے رواداری اور مدبرانہ قیادت نہایت ضروری ہوتی ہے۔

3 سبق کا متن (رائے عامہ) Public Opinion

3.1 ۔ رائے عامہ کی تشکیل اور اظہار

جمہوری ملکوں میں رائے عامہ کی بہت اہمیت ہے اس لئے کہ جمہوریت کی بنیاد رائے عامہ ہی ہے تمام سیاسی پارٹیاں رائے عامہ کی حمایت حاصل کرنے کے لیے رات دن کوشاں رہتی ہیں۔

رائے عامہ کے ظاہری معنی بہت آسان ہیں۔یعنی رائے عامہ وہ رائے ہے جو عوام کسی عوامی مسئلہ کے متعلق پیش کرتے ہوں لیکن کسی بھی عوامی مسئلہ کے بارے میں سارے لوگ ہم خیال نہیں ہو سکتے کیونکہ نہ تو سب کی تعلیم ایک سی ہوتی ہے اور نہ ان کے مزاج یکساں ہوتے ہیں لہذا کسی بھی معاملے کے متعلق کسی ملک میں بھی تمام لوگ ایک رائے کے نہیں ہو سکتے۔

بعض سیاسی مفکرین کے نزدیک کسی مسئلہ پر اکثریت کی رائے کو رائے عامہ مان لیا گیا ہے لیکن یہ رائے عامہ کی معقول تعریف نہیں ہے اس لیے کہ اکثریت بعض دفعہ غلط رائے بھی رکھ سکتی ہے اور اقلیت کی معقول رائے کو ٹھکرا سکتی ہے۔پس ایسی مناسب رائے جس سے پورے سماج کو فلاح و بہبود حاصل ہو رائے عامہ کہلاتی ہے۔

لارڈ برائس (Lard Bryce) کے مطابق

> "رائے عامہ ایسی رائے کو کہتے ہیں جو عقل کے مطابق ہو اور جس سے پورے سماج کی فلاح درکار ہو نہ کہ سماج کے کسی خاص طبقے کی"۔

لوویل (Lowell) کے نزدیک

> "رائے عامہ کیلئے اکثریت کافی نہیں اور اتفاق رائے ضروری نہیں البتہ رائے ایسی ضرور ہو کہ اقلیت بھی کسی خوف کے بغیر اسے ماننے کے لیے راضی ہو جائے"۔

ان تعریفوں سے رائے عامہ کی مندرجہ ذیل خصوصیات ظاہر ہوتی ہیں :

1) ۔ رائے عامہ مختلف آراء کا نچوڑ ہوتی ہے
2) ۔ رائے عامہ عقل اور منطق کے مطابق ہوتی ہے نہ کہ جذبات پر
3) ۔ رائے عامہ کا مقصد پورے سماج کی فلاح و بہبود ہے۔
4) ۔ رائے عامہ ایک مناسب رائے ہے اس لیے کہ یہ حقائق پر مبنی ہوتی ہے۔
5) ۔ رائے عامہ کی حقیقت کو اقلیت بھی تسلیم کرتی ہے۔
6) ۔ رائے عامہ بحث و مباحثہ کا نتیجہ ہوتی ہے یہ پروپگینڈے اور تشہیر سے مختلف ہوتی ہے۔

3.2 ۔ رائے عامہ کا اظہار

رائے عامہ کو بنانے اور اسکے اظہار کے اہم ذرائع حسب ذیل ہیں:

1 ۔ پریس (Press)

موجودہ دنیا میں پریس یا اخباروں کی اہمیت کسی تشریح کی محتاج نہیں رائے عامہ کو بنانے اور اسکو ظاہر کرنے میں اخبارات کا بڑا ہی اہم حصہ ہوتا ہے۔ آزاد پریس ہی صحت مند رائے عامہ بنانے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ آزاد پریس صحت مند رائے عامہ کے لیے ضروری ہے کیونکہ کنٹرول کیا ہوا پریس صرف ایک ہی رخ کو پیش کرتا ہے۔

2 ۔ پلیٹ فارم (Platform)

رائے عامہ بنانے میں عام جلسوں کو بڑا دخل ہوتا ہے جلسوں میں مختلف پارٹیوں کے لیڈر تقریر کرتے ہیں۔اس طرح تقریروں کی اہمیت اخباروں سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے کہ تقریر کا اثر دلوں پر زیادہ ہوتا ہے۔دوسرے یہ کہ تقریروں سے نہ صرف تعلیم یافتہ لوگ بلکہ غیر تعلیم یافتہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں جہاں عام آبادی کی اکثریت ناخواندہ لوگوں کی ہے جلسوں کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

3 ۔ ریڈیو' ٹی وی اور سینما

رائے عامہ بنانے میں ریڈیو' ٹیلی ویژن اور سینما کی اہمیت روز بروز بڑھتی جارہی ہے موجودہ دور میں T.V. کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی ہے کیونکہ یہ سننے اور دیکھنے دونوں سے تعلق رکھتی ہے۔ سینما اور TV کے ذریعے بہت سے سماج سدھار پروگرام پیش کئے جاتے ہیں اور جن سے سماجی خرابیوں کو دور کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

4 ۔ تعلیمی ادارے (Educational Institutions)

تعلیمی اداروں کا رائے عامہ کے بنانے میں بڑا دخل ہوتا ہے آج کے طالب علم کل کے شہری ہوتے ہیں۔ تعلیم سے طلبہ میں وسیع النظری پیدا ہوتی ہے۔ وہ ملک کے نظم ونسق کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں اور اچھے شہری بن کر ملک کا نام روشن کرنیکے قابل ہو جاتے ہیں۔

5 ۔ سیاسی پارٹیاں (Political Parties)

جمہوری ملکوں میں سیاسی پارٹیاں رائے عامہ بنانے میں بڑی سرگرم رہتی ہیں۔ وہ اپنے جلسوں میں عوام کو حکومت کی پالسیوں کے بارے میں جانکاری دیتی ہیں۔ ملک کو درپیش مسائل کا تذکرہ کرتی ہیں۔ وہ نوجوانوں میں ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہیں۔

3.3 ۔ ہندوستان میں صحت مند رائے عامہ کی راہ میں رکاوٹیں

ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں رائے عامہ کی بڑی اہمیت ہے۔ اسکی صحت مند راہ میں حسب ذیل رکاوٹیں پائی جاتی ہیں جیسے ناخواندگی (Illiteracy)' غربت (Poverty)' پریس کا منفی کردار (Negative Role of Press) 'فرقہ واریت (Communalism) 'ذات پات (Caste System)' وغیرہ ان چیزوں کو دور کرنا نہایت ضروری ہے اور حکومت بھی اس بات کی کوشش میں ہے کہ یہ رکاوٹیں دور کردی جائیں۔ اس وقت ہندوستان میں ایک صحت مند رائے عامہ کی تشکیل ممکن ہے۔

3.4 ۔ رواداری اور مدبرانہ قیادت

کسی ملک کی ترقی کیلئے رواداری اور مدبرانہ قیادت نہایت ضروری ہے رواداری اور مساوات کی عدم موجودگی کسی ملک کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوتی ہے رواداری کا مطلب عام زبان میں یہ ہیکہ غربت وامیر، کمزور طاقتور کا فرق کیے بغیر ہر ایک کے ساتھ یکساں رویہ اختیار کیا جائے تاریخ اس بات کی شاہد ہیکہ جس ملک میں رواداری نہ برتی گئی وہ ملک اور حکومتیں باقی نہیں رہیں رواداری یکجہتی کو فروغ دیتی ہے اور یکجہتی کسی ملک کی ترقی کی ضامن ہوتی ہے۔

دوراندیش اور مدبرانہ قیادت بھی کسی ملک کی ترقی کی ضمانت ہوتی ہے عوام کی اکثریت سیاسی معاملات سے کم واقفیت رکھتی ہے اور اگر اسے صحیح قیادت نصیب نہ ہو تو وہ ملک ہمیشہ پسماندہ ہی رہیگا جس طرح ایک ہوشیار ملاح اپنی کشتی کو آسانی سے بھنور سے نکال سکتا ہے بالکل اسی طرح صحیح قیادت ملک کو بحران سے بچاتی ہے Millet نے دوراندیش اور مدبر قائد کی چند خصوصیات بیان کی ہیں، جیسے دوراندیشی، مصمم ارادہ، اولوالعزمی، ہمت اور صبر وغیرہ۔ اسکے علاوہ اور دوسرے مفکرین نے قائد کی چند اور خصوصیات جیسے رواداری، انصاف پسندی، ذمہ داری، ماتحتین کے ساتھ خوشگوار تعلقات، ایمانداری وغیرہ بتائے ہیں اگر قائد میں ایسی خصوصیات پائی جائیں تو عوام اسکو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے اور وہ ملک بہت جلد ترقی کریگا۔ اس طرح یہ بات واضح ہیکہ صحیح اور عقل مند قیادت ملک کی رہنمائی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

موجودہ ممالک جمہوری ممالک ہیں یہاں رائے عامہ کی بہت اہمیت ہوتی ہے اور یہی رائے عامہ حکومتوں کے زوال اور عروج کا سبب بنتی ہیں۔

رائے عامہ (Public Opinion) کو بعض مفکرین نے اکثریت کی رائے تسلیم کیا ہے لیکن یہ رائے عامہ کی مکمل تعریف نہیں ہے کیونکہ اکثریت کی رائے بھی بعض وقت غلط ہوتی ہے آسان الفاظ میں رائے عامہ کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ یہ ایک مناسب رائے ہے جس سے پورے سماج کو فلاح وبہبود حاصل ہوسکتی ہے۔

رائے عامہ کے اظہار کے اہم ذرائع پریس، پلیٹ فارم، ریڈیو، ٹی وی، تعلیمی ادارے، سیاسی پارٹیاں ہیں۔ پریس یعنی اخبارات وغیرہ صحت مند رائے عامہ بنانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں اسکے علاوہ پلیٹ فارم وغیرہ سے بھی عوام فائدہ اٹھاسکتے ہیں اور اپنی ایک رائے منظم کرسکتے ہیں۔ موجودہ دور میں T.V سب کا پسندیدہ مشغلہ ہے یہ سمعی اور بصری دونوں آلات سے جڑا ہے۔ تعلیمی ادارے اور سیاسی پارٹیاں رائے عامہ کے اظہار کے دوسرے اہم ذرائع ہیں۔

ناخواندگی، غربت، فرقہ واریت، ذات پات، ہندوستان میں صحت مند رائے عامہ کی راہ میں رکاوٹیں تصور کی جاتی ہیں اور جب تک ان پر قابو نہ پایا جائیگا صحت مند رائے عامہ کی تشکیل مشکل ہوگی۔

ہیں اور جب تک ان پر قابو نہ پایا جائیگا صحت مند رائے عامہ کی تشکیل مشکل ہو گی۔

رواداری اور عقل مند قیادت کسی مُلک کی ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے، عوام کی اکثریت سیاسی طور پر نابلد ہوتی ہے اس لئے انکے لئے صحیح اور عقل مند قیادت ضروری ہے۔ مختلف مفکرین نے بہتر قائد کی چند خصوصیات جیسے ذمہ داری و دیانت داری وغیرہ بتائی ہیں۔

5 زاید معلومات

دنیا کے اکثر ممالک میں جمہوری طرز حکومت رائج ہے۔اور جمہوریت میں عوام اپنے نمائندوں کو منتخب کرتے ہیں جو پارٹی اکثریت میں ہو اس کو حکمران پارٹی کہا جاتا ہے اور جس پارٹی کے نمائندے اقلیت میں ہوں اس کو حزب الاختلاف کہا جاتا ہے۔

جمہوری طرز حکومت میں عام طور پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے اور عوامی نمائندے کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں جمہوری حکومت میں بحث و مباحثہ میں آزادانہ طور پر حصہ لینا بہت ضروری ہوتا ہے اس کے علاوہ اس وقت تک جمہوریت صحیح طور پر کام نہیں کر سکتی جب تک کہ اختلاف رائے کے حق کو تسلیم نہ کیا جائے دراصل جمہوریت اختلاف رائے کو تسلیم کیے جانے پر ہی برقرار رہتی ہے۔اور اگر حق کو تسلیم نہ کیا جائے تو جمہوریت کا وجود مشکل میں پڑ جاتا ہے۔اختلاف رائے کا مطلب یہ ہیکہ برسر اقتدار افراد یا اکثریت سے کسی بھی موضوع پر مناسب اختلاف کیا جائے اگر اختلاف رائے نہ ہو اور اکثریت کی رائے کی غلط حامی بھری جائے تو جمہوریت کا مفہوم ہی بے معنی ہو جائیگا۔

برسر اقتدار جماعت جو اکثریت میں ہوتی ہے اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اختلاف رائے رکھنے والوں کی آواز کو نہ دبائے بلکہ اگر اس میں سچائی ہو تو اس کو قبول کرے۔بلاشبہ اقلیت کو اکثریت کے فیصلوں کو تسلیم کرنا پڑتا ہے لیکن اکثریت کو اس بات کا حق قطعی حاصل نہیں ہوتا کہ وہ اقلیت کی آواز کو دبانے کے لیے اقلیتوں کو مجبور کردیں۔بدلتے ہوئے حالات میں اقلیت اکثریت میں تبدیل ہو سکتی ہے اس طرح فرد اور اقلیت کو اپنے خیالات کے اظہار کا حق ہونا چاہیے تاکہ جمہوریت کامیابی سے قائم رہ سکے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Audio & Vidio	(آڈیو اینڈ ویڈیو)	سمعی و بصری	وہ آلات جو سننے اور دیکھنے سے متعلق ہوتے ہیں۔
Caste System	(کاسٹ سسٹم)	نظام ذات پات	ذات پات کی تقسیم کا ایک نظام جس کے تحت ہر ذات کو ایک مخصوص کام یا پیشہ سونپا جاتا ہے۔

Public Opinion	(پبلک اوپنین)	رائے عامہ	ایسی سوچی سمجھی رائے جس سے پورے سماج کی فلاح و بہبود حاصل ہو۔
Wise Leadership	(وائز لیڈرشپ)	مدبرانہ قیادت	سیاسی و سماجی تدبر ۔ جس میں سیاسی بصیرت اور سماجی رہبری شامل ہوتی ہے۔ کسی ملک کی نمایاں ترقی کادارومدار بڑی حد تک ایسی ہی دوراندیش قیادت پر ہوتا ہے۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) ۔ رائے عامہ سے کیا مراد ہے۔اس کی خصوصیات بیان کیجیے ؟
2) ۔ رائے عامہ کے اظہار کے اہم ذرائع بیان کیجیے ؟
3) ۔ رواداری اور عقل مند قیادت کسی ملک کی ترقی کیلئے ضروری کیوں ہے ؟
4) ۔ جمہوریت میں اختلاف رائے کیوں ضروری ہے ؟

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ رائے عامہ کی دو تعریفیں بیان کیجیے ؟
2) ۔ رائے عامہ کی تین خصوصیات بیان کیجیے ؟
3) ۔ سمعی اور بصری آلہ کی حیثیت سے ٹی۔وی کی کیا خصوصیات ہیں 'بیان کیجیے ؟
4) ۔ سیاسی پارٹیاں ؟
5) ۔ ہندوستان میں صحت مند رائے عامہ کی راہ میں رکاوٹیں بیان کیجیے ؟
6) ۔ رواداری سے کیا مراد ہے ؟
7) ۔ کسی ملک کی ترقی کے لیے عقل مند قیادت کیوں ضروری ہے ؟

7.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ جمہوریت کی بنیاد.............................. ہوتی ہے۔

2) ۔ اکثر مفکرین.............................. کی رائے کو رائے عامہ مانتے ہیں۔

3) ۔ اکثریت کی ضد.............................. ہے۔

4) ۔ رائے عامہ کا مقصد پورے.............................. کی فلاح و بہبود ہے۔

5) ۔ اخبارات سے صرف.............................. اشخاص فائدہ اٹھاتے ہیں۔

6) ۔ .... ایک سمعی اور بصری آلہ ہے۔ (T.V۔ ریڈیو)

7) ۔ .... کے بغیر ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ (رواداری۔ ظلم)

8) ۔ آج کے.............................. کل کے شہری ہوتے ہیں۔ (بڑے۔ بچے)

9) ۔ ہندوستان میں.............................. سیاسی پارٹیاں ہیں۔ (دو ۔ کئی)

10) ۔ ہندوستان میں.............................. حکومت ہے۔ (شاہی۔ جمہوری)

☆☆☆
☆☆
☆

سبق 6 عالمی بالغ رائے دہی

Universal Adult Frenchise

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

3.1 ۔ عالمی بالغ رائے دہی

3.2 ۔ انتخابات

3.3 ۔ انتخابی حلقے

3.4 ۔ الیکشن کمیشن

3.5 ۔ انتخابی طریقہ کار

3.6 ۔ رائے دہی

3.7 ۔ انتخابات کے نتائج کا اعلان

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ زاید معلومات

6 ۔ فرہنگ اصطلاحات

7 ۔ نمونہ امتحانی سوالات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

7.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

تمام جمہوری ملکوں میں بالغ رائے ضروری ہے۔ بالغ رائے دہی کو جمہوریت کی بنیاد کہا گیا ہے۔
اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ یہ جاننے کے قابل ہو جائیں گے کہ

☆ عالمی بالغ رائے سے کیا مراد ہے۔
☆ ہندوستان میں انتخابات کا کیا طریقہ ہے۔
☆ الیکشن کمیشن کیا ہے۔
☆ رائے دہی کے دن کیا طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے۔

2 تمہید

موجودہ دور جمہوریت کا دور ہے جمہوریت میں انتخابات کے ذریعہ عوام اپنے نمائندوں کو منتخب کرتے ہیں اور یہ نمائندے قانون سازی میں حصہ لیتے ہیں۔ ہندوستان میں ہر بالغ شہری کو جس کی عمر 18 سال ہو چکی ہو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ آزادی کے فوری بعد ہندوستانی دستور نے ہندوستانی شہریوں کو بلا لحاظ مذہب 'ذات' جنس' حق رائے دہی سے نوازا ہے۔ اور اس طرح ہندوستان کو ایک عظیم جمہوریت کا موقف عطا ہوا ہے۔

3 سبق کا متن

3.1 ۔ عالمی بالغ رائے دہی Universal Adult Franchise

ووٹ دینے کا ایسا نظام جس میں ہر ایک بالغ مرد و عورت کو بلا لحاظ ذات 'مذہب' جنس وغیرہ ووٹ دینے کا حق حاصل ہو بالغوں کا حق رائے دہی کہلاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں یہ حق جمہوریت کی بنیاد تسلیم کیا جاتا ہے۔

عالمی حق بالغ رائے دہی ہندوستانی نظام سیاسیات کی ایک اہم خصوصیت ہے برطانوی دور میں ووٹ ڈالنے کا حق صرف چند مخصوص افراد تک محدود تھا۔ اس وقت صرف تعلیم یافتہ متمول اور محصول ادا کرنے والے افراد ووٹروں کے زمرہ میں شامل تھے۔ یہ حق آزادی کے فوری بعد تمام بالغ ہندوستانیوں کو حاصل ہو گیا اس کے برخلاف دنیا کے دوسرے ممالک میں اس حق کے لیے صدیوں مستقل جدو جہد جاری رہی۔ اور خواتین کو مساوی حقوق بڑی مشکل سے حاصل ہوئے۔ ہندوستان میں تعلیم یا ملکیت کو ووٹ کا معیار نہیں قرار دیا گیا اس طرح عام بالغ حق رائے دہی نے ہندوستان کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت بنا دیا۔ دستور کی دفعہ 326 کے لحاظ سے لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات حق بالغ رائے دہی کی اساس پر منعقد ہوتے ہیں۔ ہر وہ شخص کو جو ہندوستانی شہری ہے اور جس کی عمر 18 برس سے کم نہ ہو اس کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔

بعض لوگ عام بالغ رائے دہی کی حق کی مخالفت کرتے ہیں ان کے مطابق ووٹ دینا صرف حق ہی نہیں بلکہ فرض بھی ہے اگر ہر شہری کو ووٹ کا حق دیا جائے تو نتیجتاً حکومت کی باگ ڈور جاہلوں کے ہاتھ میں آجائیگی۔ لیکن یہ تنقید بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ ان پڑھ لوگوں کو ووٹ دینے کا حق ملے گا تو وہ سیاسی امور میں دلچسپی لیں گے اور اچھے شہری بننے کی کوشش کریں گے ۔ پھر چونکہ جمہوریت میں عوام ہی اقتدار اعلیٰ کے مالک ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ ووٹ کا حق ہر بالغ شہری کو حاصل ہو۔

3.2 ۔ انتخابات

ہندوستان میں پارلیمانی طرز حکومت ہے اور ہندوستانی پارلیمنٹ دوایوانی ہے ا۔ایوان بالا (راجیہ سبھا) 2۔ایوان زیریں (لوک سبھا)۔ لوک سبھا کے ارکان کو راست عوام منتخب کرتے ہیں ۔ ریاستی سطح پر ودھان سبھا (مجلس مقننہ) ہوتی ہے اور اس کے اراکین بھی راست طور پر عوام سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ مقامی سطح پر دیہات کی پنچایتیں اور اسی طرح شہری علاقوں کیلئے میونسپل کونسل ہوتے ہیں۔

3.3 ۔ انتخابی حلقے Constituencies

ہندوستان میں رائے دہندے (Voters) ان اداروں کے نمائندے منتخب کرتے ہیں۔ کوئی بھی ووٹر جس کی عمر 25 سال کی ہو وہ امیدوار کی حیثیت سے لوک سبھا یا مجلس مقننہ کے انتخابات میں حصہ لے سکتا ہے اس کے لیے ملک اور ریاست کو مختلف علاقائی اکائیوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور انھیں انتخابی حلقوں (Constituencies) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دلتوں (SC) اور دولت قبائیلیوں (ST) کیلئے بھی چند نشستیں مختص کی جاتی ہیں جس کے لیے انہیں ذاتوں اور قبائل سے تعلق رکھنے والے افراد ہی انتخاب میں امیدوار کی حیثیت سے حصہ لے سکتے ہیں۔

3.4 ۔ الیکشن کمیشن Election Commission

الیکشن کمیشن ایک خود مختار ادارہ ہے پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں کے لیے انتخابات کا انعقاد کرانے کی ذمہ داری اس کے سپرد کی گئی ہے۔ یہ نہ صرف انتخابی فہرست تیار کرتا ہے اور سارے ملک کی انتخابی مشنری پر کنٹرول رکھتا ہے بلکہ یہ رہنمائی بھی کرتا ہے تاکہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ انداز میں منعقد ہوں۔

3.5 ۔ انتخابی طریقہ کار

انتخابات کے طریقہ کار کو عوامی نمائندگی ایکٹ میں درج کیا گیا ہے الیکشن کمیشن انتخابات کے لیے تاریخوں کا اعلان کرتا ہے ہر انتخابی حلقہ میں ایک ریٹرننگ عہدہ دار (Returning Officer) ہوتا ہے۔ جو انتخابات کی نگرانی کرتا ہے کوئی

بھی شخص جو اہلیت رکھتا ہو اور انتخابات میں حصہ لینے کا آرزومند ہو وہ اپنی نامزدگی (Nomination) کے کاغذات داخل کر سکتا ہے لیکن اس سے پہلے انتخابی فہرست میں اپنا نام رکھنے والے دو ٹرس کی تجویز اور تائید کروالینی پڑتی ہے۔ یہ امیدوار کسی پارٹی کے تحت یا پھر آزادانہ طور پر انتخابات میں حصہ لے سکتا ہے۔

ریٹرننگ آفیسر نامزدگی کے کاغذات کی تنقیح کرتا ہے اور درست نامزدگی کی فہرست کا اعلان کرتا ہے کوئی بھی امیدوار مقررہ وقت کے اندر اپنی نامزدگی سے دستبردار ہو سکتا ہے۔ دستبرداری کا وقت گزر جانے کے بعد انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کی قطعی فہرست کا اعلان کیا جاتا ہے۔ سیاسی جماعتوں کے امیدواروں کو مختص کردہ نشان (Symbol) دئے جاتے ہیں آزاد امیدوار الیکشن کمیشن کی فراہم کردہ فہرست کے آزاد نشانوں کو منتخب کرتے ہیں ۔ انتخاب میں حصہ لینے والوں کے ناموں کے آگے آزاد نشان کو رکھا جاتا ہے۔

نشان	پارٹی	امیدوار کا نام و پتہ
	کانگریس Cong.	
	بی جے پی B.J.P.	
	کیونسٹ پارٹی C.P.I.	
	آسام گنا پریشد A.G.P.	
	ڈی ایم کے D.M.K.	
	تلگو دیشم T.D.P.	

شکل نمبر 6.1 مختلف سیاسی پارٹیوں کے امتیازی نشان

انتخابی مہم کے دوران تمام امیدواروں کو الیکشن کمیشن کے رہنمایانہ اصولوں (Directive Principles) پر عمل پیرا ہونا پڑتا ہے۔ کوئی بھی امیدوار بدعنوانیوں کا مرتکب نہ ہو' بدعنوانیوں سے مراد رشوت، تحائف دینا' ووٹروں کو متاثر کرنے والے وعدے کرنا' مذہب یا ذات کے نام پر ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کرنا انتخابی مقصد کے لیے سرکاری مشنری کا استعمال کرنا' رائے دہی کے مرکز تک ووٹروں کو لانے کے لیے گاڑیوں کو کرایہ پر حاصل کرنا اور انتخابات کے دوران اجازت شدہ رقم سے زیادہ خرچ کرنا ہے۔ اگر کسی امیدوار کی انتخابی بدعنوانیوں کا پتہ چل جائے تو عدالت کی جانب سے ایسے امیدوار کا انتخاب کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔

3.6 ۔ رائے دہی Voting

ضلع کے انتخابی عہدہ دار رائے دہی کے انتظامات کرواتے ہیں۔ رائے دہی کے دن ووٹر کو ووٹ ڈالنے کی اجازت دی

جاتی ہے جن کے نام انتخابی فہرست میں درج ہیں۔ ان کے بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت(first finger of left hand) پر روشنائی لگائی جاتی ہے تاکہ اس بات کا یقین ہو جائے کہ ووٹر نے اپنے ووٹ کا استعمال کر لیا ہے۔ ووٹر اپنی مرضی سے امیدوار کے نام کے آگے سواستک ( ) کا نشان لگا دیتا ہے اور پھر اسے ووٹوں کے ڈبے میں ڈال دیتا ہے۔ مگر اب ووٹنگ کے لئے بہت سے حلقوں میں الکٹرانک مشین کا استعمال کیا جا رہا ہے۔

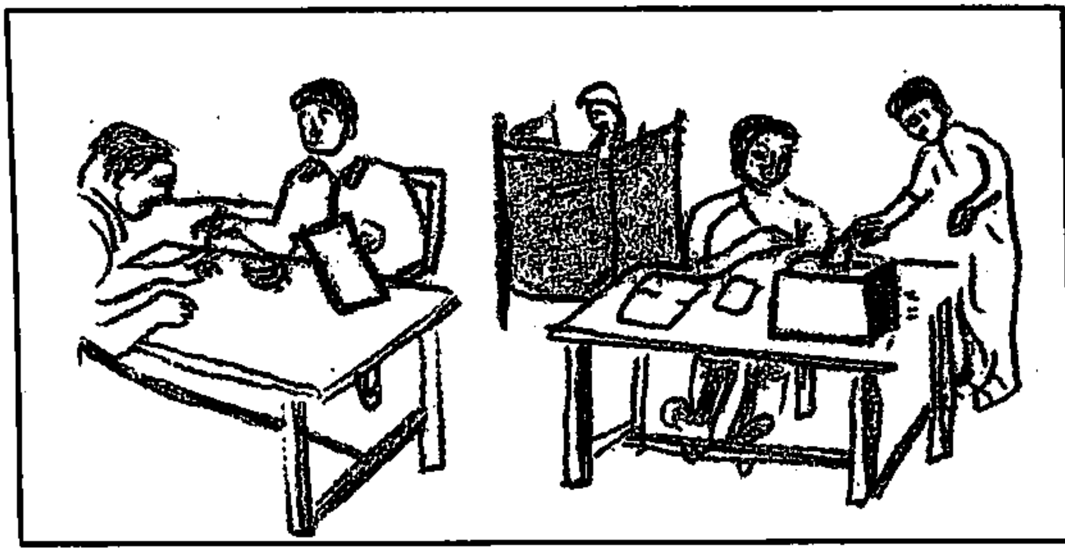

(شکل نمبر 6.2 رائے دہی کا ایک منظر)

3.7 ۔ انتخابات کے نتائج کا اعلان

رائے دہی کے بعد ووٹوں کی گنتی کیلئے مراکز قائم کئے جاتے ہیں اور وہاں ووٹوں کی گنتی کی جاتی ہے وہ امیدوار جو سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرتا ہے اسکی کامیابی کا اعلان کر دیا جاتا ہے جو امیدوار بہت کم ووٹ حاصل کرتا ہے اسکی ضمانت ضبط کر لی جاتی ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

آزادی کے فوری بعد ہر بالغ شہری کو ووٹ دینے کا اختیار دیا گیا اس میں مذہب، ذات پات، جنس وغیرہ کی کوئی قید نہیں رکھی گئی۔

ہندوستان میں پہلی مرتبہ عام انتخابات بالغ رائے دہی کی اساس پر 1952ء میں منعقد ہوئے۔ اب تک تیرہ عام انتخابات ہو چکے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کے امیدواروں کے علاوہ آزاد امیدواروں کی ایک بڑی تعداد انتخابی مہم میں شامل ہوتی ہے ہر عام انتخاب میں ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ موجودہ ووٹ دینے کی عمر 18 سال ہے۔

5 زاید معلومات

ہندوستان میں ووٹ دینے کا حق آزادی کے فوری بعد شہریوں کو حاصل ہو گیا۔ ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Bi - Cameral	(بائی۔ کیمرل)	دو ایوانی	ایسی مقننہ جس میں دو ایوان ہوتے ہیں اسکو دو ایوانی مقننہ کہا جاتا ہے جیسے ہندوستانی پارلیمنٹ (لوک سبھا اور راجیہ سبھا)۔
Constituency	(کانسٹیٹوینسی)	انتخابی حلقہ	انتخابات کے لیے ملک اور ریاست کو مختلف اکائیوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسکو انتخابی حلقہ کہتے ہیں۔
Election	(الیکشن کمیشن)	الیکشن کمیشن	ایک خود اختیار دستوری انتخابی ادارہ جس پر پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کے انتخابات کی ذمہ داری ہوتی ہے۔
First finger of the left hand	(فرسٹ فنگر آف دی لفٹ ہینڈ)	بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت	ووٹ ڈالنے سے پہلے ووٹر کے بائیں ہاتھ کی پہلی انگلی پر نشان لگایا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم رہے کہ یہ شخص ووٹ کا استعمال کر چکا ہے۔
Lower House	(لور ہاوز)	ایوان زیریں	ہندوستانی پارلیمنٹ میں ایوان زیریں (L.H.) کو لوک سبھا کہتے ہیں اسکے اراکین راست عوام سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔

Returning (ریٹرننگ آفیسر)	ریٹرننگ آفیسر	ہر انتخابی حلقے میں جو عہدہ دار انتخاب کی نگرانی کرتا ہے اسکو ریٹرننگ آفیسر کہا جاتا ہے۔
State Legislature. (اسٹیٹ لجسلیچر)	ودھان سبھا	ہر ریاست میں مجلس قانون ساز ہوتی ہے جس یودھان سبھا کہا جاتا ہے۔
Symbol (سمبل)	انتخابی نشان	ہر انتخاب لڑنے والے امیدوار کو ایک نشان دیا جاتا ہے اور اس کو انتخابی نشان کہتے ہیں۔
Upper House (اپر ہاوز)	ایوان بالا	ہندوستانی پارلیمنٹ میں ایوان بالا (U.H.) کو راجیہ سبھا کہتے ہیں اسکے اراکین کی تعداد 250 ہے۔
Universal (یونیورسل اڈلٹ) Adult Franchise (فرانچائس)	عام بالغ رائے دہی	ہر بالغ شہری کو ووٹ دینے کا حق' ہندوستان میں ووٹ دینے کی عمر 18 سال ہے۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) ۔ عام بالغ رائے دہی سے کیا مراد ہے؟

2) ۔ ہندوستان میں انتخابات کے طریقے کی وضاحت کیجیے؟

3) ۔ رائے دہی کے طریقہ کار کی وضاحت کیجیے؟

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ انتخابی حلقے

2) ۔ الکشن کمیشن

3) ۔ رائے دہی

4) ۔ انتخابی نتیجہ کا اعلان؟

5) ۔ نشان رائے دہی (Symbol) سے کیا مراد ہے

6) ۔ دوایوانی مقننہ

7) ۔ لوک سبھا

8) ۔ راجیہ سبھا

9) ۔ ودھان سبھا

10) ۔ ریٹرننگ آفیسر

7.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ ہندوستان میں ووٹ کا استعمال کرنے کی عمر.......................سال ہے (18 ' 21 ' 22)

2) ۔ ہر شخص جو.......................سال کا ہو وہ انتخابات میں حصہ لے سکتا ہے (23 ' 24 ' 25)

3) ۔ ہندوستان میں عام انتخابات.......................میں منعقد ہوئے تھے (1952 '1950 '1953)

4) ۔ موجودہ لوک سبھا ہندوستان کی.......................لوک سبھا ہے (تیرویں، چودھویں، گیارویں)

5) ۔ الکشن کمیشن ایک.......................ادارہ ہے۔

6) ۔ ....آفیسر نامزدگی کے کاغذات کی تنقیح کرتا ہے۔

7) ۔ انتخابی بدعنوانی کی صورت میں.......................منتخب امیدوار کا انتخاب کالعدم کردیتی ہے۔

8) ۔ ووٹر کو ایک مہر دی جاتی ہے جس پر.......................کا نشان ہوتا ہے۔

9) ۔ راجیہ سبھا میں نشستوں کی تعداد.......................ہے۔

☆☆☆
☆☆
☆

سبق 7 ہندوستان کی اہم سیاسی جماعتیں

Political Parties of India

1 ۔ سبق کی خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

3.1 ۔ کانگریس پارٹی (INC)

3.1.1 ۔ پروگرام

3.1.2 ۔ بی جے پی (بھارتیہ جنتا پارٹی) (BJP)

3.1.3 ۔ پروگرام

3.1.4 ۔ کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا (CPI)

3.1.5 ۔ پروگرام

3.2 ۔ حزب الاختلاف کا رول (Opposition)

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ فرہنگ اصطلاحات

6 ۔ نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

6.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کی خاکہ

ہندوستان میں ہمہ جماعتی نظام قائم ہے یہاں مختلف جماعتیں ہیں جن میں قومی جماعتیں اور علاقائی جماعتیں شامل ہیں اسکے علاوہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی ہیں۔اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ۔

- ☆ جمہوریت میں پارٹی سسٹم کی اہمیت کیا ہے۔
- ☆ ہندوستان میں پارٹی نظام کی کونسی قسم رائج ہے۔
- ☆ کانگریس پارٹی اور اسکا پروگرام کیا ہے۔
- ☆ بی جے پی اور اسکا پروگرام کیا ہے۔
- ☆ کیمونسٹ پارٹی اور اسکا پروگرام کیا ہے۔
- ☆ جمہوریت میں حزب الاختلاف کا رول کیا ہوتا ہے۔

2 تمہید

جمہوریت میں پارٹی نظام کی بہت اہمیت ہوتی ہے اور ان پارٹیوں کو جمہوریت میں لائف لائن(life lines) کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے بغیر جمہوریت کا تصور واضح نہیں ہوتا۔ ہندوستان میں کثیر جماعتی (ہمہ جماعتی) (Multi Party System)نظام ہے۔ عوام جمہوریت میں سیاسی پارٹیوں کے ذریعے ہی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

ہندوستان میں مختلف سیاسی جماعتیں ہیں جیسے کانگریس' بی جے پی' کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا' جنتادل وغیرہ۔انحصار کیلئے ہم صرف ملک کی تین بڑی سیاسی جماعتیں جیسے کانگریس' بی جے پی اور کیمونسٹ پارٹی کو بیان کرینگے اور ان کے پروگرام سے واقفیت حاصل کرینگے۔

3 سبق کا متن

3.1 ۔ کانگریس پارٹی Congress Party

کانگریس ملک کی سب سے پرانی جماعت ہے۔

برطانوی حکومت کو ہندوستانیوں کے مفادات کی نمائندگی کرنے کے لئےA.O.Hume نے28 ڈسمبر1885ء کو انڈین نیشنل کانگریس قائم کی اور یہی قومی تحریک کا آلہ بنی یہ ایک جماعت سے زیادہ ایک قومی تحریک تھی جس میں ہر مکتب فکر کے لوگ شامل تھے یہی جماعت قومی یکجہتی کی علمبردار تھی۔ قوم پرست اشتراکی سیکولر اور فرقہ وارانہ عناصر کے اختلافات کے باوجود کانگریس گاندھی جی کی قیادت میں ایک موثر تنظیم رہی چونکہ ان کے سامنے آزادی کا حصول اہم مقصد تھا۔

1947ء میں آزادی حاصل کرنے کے بعد کانگریس نا قابل تسخیر سیاسی جماعت کے طور پر ابھری اور 1977ء تک اقتدار میں رہی مرکز اور ریاستوں میں کانگریس کا ہی بول بالا تھا۔ 1977ء سے 1983ء کے قلیل عرصہ کو چھوڑ کر کانگریس پارٹی ہی برسر اقتدار رہی اسی لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ملک میں صنعتی، زراعتی تعلیمی اور سائنس کی جو بھی ترقی آج نظر آتی ہے وہ اسی جماعت کی دین ہے۔

کانگریس کی اپنی ایک طویل تاریخ ہے اور اپنے اس طویل سفر میں یہ بہت کچھ نشیب و فراز سے گزری اور آج بھی یہ ملک کی ایک بہت بڑی پارٹی ہے اگر چہ کہ مختلف فرقہ وارانہ فسادات نے اسکی شہرت پر داغ لگادیا ہے لیکن پھر بھی اسکے پاس ایک مظبوط پروگرام ہے۔

3.1.1 ۔ پروگرام

- ☆ ملک کو مستحکم حکومت فراہم کرنا۔
- ☆ بڑھتی ہوئی قیمتوں کو روکنا۔
- ☆ زراعت کو اہمیت دینا۔
- ☆ اقلیتوں کے قانونی اور آئینی حقوق کو موثر بنانا۔
- ☆ سماجی انصاف کیلئے جدوجہد کرنا۔
- ☆ پسماندہ طبقوں کی بھلائی اور ترقی کیلئے کام کرنا۔
- ☆ (SC) اور (ST) طبقوں کیلئے تعلیم اور ملازمتوں میں مواقع فراہم کرنا۔
- ☆ سرکار کے بیجا اصراف میں تخفیف کرنا۔
- ☆ مقامی حکومتوں میں خواتین کیلئے مناسب نمائندگی فراہم کرنا۔
- ☆ قومی اتحاد اور یکجہتی کیلئے کوشش کرنا۔
- ☆ خارجہ پالیسی کی بنیاد 'ناوابستگی' کے اصول پر گامزن رہنا۔
- ☆ انتظامیہ میں مزدوروں کی شرکت بڑھانے کی پابندی کرنا۔

3.1.2 ۔ بھارتیہ جنتا پارٹی B.J.P

بھارتیہ جنتا پارٹی سابقہ جن سنگھ کی ترمیم شدہ شکل ہے جن سنگھ 1951ء میں شیام پرشام مکھرجی کی صدارت میں قائم ہوئی۔ 1977ء میں جن سنگھ جے پرکاش نارائین کی تحریک سے متاثر ہو کر جنتا پارٹی میں شامل ہوگئی لیکن 1980ء میں لوک سبھا کے چناؤ میں شکست پر جنتا پارٹی منتشر ہوگئی اور یہ بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP) موجودہ روپ میں ڈھل گئی۔ اس جماعت کی تنظیم

بہت مضبوط ہے اسکے اراکین تربیت یافتہ اور قاعدوں کے پابند ہیں اس جماعت کا اٹوٹ رشتہ RSS(راشٹریہ سیوک سنگھ) سے ہے اسکے علاوہ اس میں وشواہندو پریشد(VHP)' بجرنگ دل اور کئی ایک ہندو ثقافتی اور سماجی تنظیمیں شامل ہیں۔

(BJP) بی جے پی قوم پرستی' قومی یکجہتی' مثبت سیکولرزم گاندھیائی سوشلزم اور اقدار پر مبنی سیاست کے نظریات پر کاربند رہنے کا دعوی کرتی ہے۔ یہ چند اصولوں اور قومی مقاصد پر مبنی مصالحت پر یقین رکھتی ہے۔ جمہوریت میں یقین رکھنے کی وجہ سے یہ تمام مطلق العنانیت کے رجحانات کی مخالفت کرتی ہے جہاں تک سیکولرزم کا سوال ہے یہ کسی خاص فرقہ کی خوشنودی کے خلاف ہے اسکے بجائے وہ اقلیتوں کی زندگی اور جائیداد کے مکمل تحفظ کی وکالت کرتی ہے۔

3.1.3 ۔ پروگرام

- ☆ یہ سیاسی نظام کو صاف ستھرا بنانے میں یقین رکھتی ہے۔
- ☆ منڈل کمیشن کی رپورٹ کی بنیاد پر پسماندہ طبقوں کی سماجی اور معاشی ترقی چاہتی ہے۔
- ☆ پورے ملک میں ملازتوں کی گیارنٹی چاہتی ہے۔
- ☆ آئین کی دفعہ 370 کو حذف کرنا چاہتی ہے۔
- ☆ پورے ملک کیلئے مشترکہ سول کوڈ(Civil code) بنانا چاہتی ہے۔
- ☆ اقلیتی کمیشن کے بجائے انسانی حقوق کمیشن بنانا چاہتی ہے۔
- ☆ یہ جماعت چھوٹی ریاستوں کے قیام کے حق میں ہے۔
- ☆ آزادانہ صحافت کی قائل ہے۔
- ☆ شہریوں کے کام کے حق کو اصولی طور پر تسلیم کرتی ہے۔
- ☆ سودیشی رجحان کو فروغ دینا چاہتی ہے۔
- ☆ دستکاری اور چھوٹی صنعتوں کیلئے علیحدہ وزارت کی حامی ہے۔
- ☆ عالمی سیاست کے پیش نظر مسلح افواج کو جوہری ہتھیاروں سے لیس کرنے کی حامی ہے۔
- ☆ یہ قومی مفاد اور عالمی امن کی خواہاں ہے۔

3.1.4 ۔ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا CPI

1917ء کے روسی انقلاب نے دنیا کے بہترین دماغوں کو متاثر کیا' مزدوروں' کمزور طبقات اور غریبوں کیلئے کیمونزم ایک نوید مسرت تھا ہندوستان کے انقلابی بھی مارکس کے نظریئے سے متاثر ہوئے اور اس طرح 1924ء میں کیمونسٹ پارٹی کا قیام عمل میں آیا۔

اس زمانے میں ملک میں حصول آزادی اہم ترین سوال تھا چنانچہ کیمونسٹ پارٹی نے کانگریس کے ساتھ تال میل پیدا کیااور ملک کی آزادی میں نمایاں رول ادا کیا۔

مابعد آزادی دور میں کیمونسٹ پارٹی قومی پارٹی کے طور پر مغربی بنگال' کیرالااور آندھراپردیش میں ابھری اور یہ 1967ء تک پارلمنٹ میں اہم اپوزیشن پارٹی تھی اور کانگریس کا واحد متبادل سمجھی جاتی تھی۔

1964ء میں سوویت یونین اور چین میں نظریاتی اختلافات کے بعد کیمونسٹ پارٹی میں پھوٹ پڑی۔

3.1.5 ۔ پروگرام

- ☆ یہ پارٹی صنعتوں کو قومی ملکیت بنانے کے حق میں ہے اور کام کے حق(Right to work) پر اصرار کرتی ہے۔
- ☆ مزدوروں کے حقوق کو وسیع کرنا چاہتی ہے۔
- ☆ آئین کی دفعہ 356 کو منسوخ کر کے مرکز اور ریاستوں کے مابین تعلقات صحیح وفاقی بنیاد پر قائم کرنا چاہتی ہے۔
- ☆ سماج کے پسماندہ لوگوں کو سماجی انصاف دلانے کی کوشش کرنا۔
- ☆ تمام مزدوروں کو ٹریڈیونین حق دینااور ان کے لئے پنشن اسکیم کو لاگو کرنا۔
- ☆ بڑے پیانے پر مفت طبی سہولیتں فراہم کرنا۔
- ☆ سہ لسانی فارمولے کی حمایت کرنا۔
- ☆ وزیروں کے خلاف بددیانتی کے الزامات کی تحقیقات کے لئے ایک مستقل عدالتی کمیشن قائم کرنا۔
- ☆ منی پوری اور دوسری ہندوستانی زبانوں کو آئینی درجہ دینا۔
- ☆ ملکی خارجہ پالیسی پر امریکی دباو قبول نہ کرنا۔
- ☆ کام کے حق کو بنیادی حقوق میں شامل کرنااور بیروزگاروں کو وظیفہ دینا۔
- ☆ دیہی ہمہ جہتی ترقی کیلئے بجٹ میں رقم کی گنجائش میں اضافہ کرنا۔

3.2 ۔ حزب الاختلاف کا رول Role of Opposition

انتخابات کے بعد سیاسی پارٹیاں دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ایک حکمران پارٹی (Ruling) اور دوسرے حزب الاختلاف(Opposition)۔ حکمران پارٹی کے ذمہ حکومت چلانے کی ذمہ داری ہوتی ہے اور وہ قانون سازی میں بہت اہم رول ادا کرتی ہے۔اور حزب الاختلاف کہلانے والی دوسری پارٹی کی جمہوریت میں کارکردگی کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ

حکومت کے بے جا کاموں کو روکنے اور صحیح تنقید کرنے کیلئے بہت ہی اہم کردار انجام دیتی ہے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ جماعت (پارٹی) جو حکومت نہیں بناتی اسکو حزب الاختلاف کہا جاتا ہے۔ جمہوری نظام حکومت میں عوام حکومت کے فیصلوں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن حکومت کی تبدیلی کیلئے ان کو پانچ سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس دوران حزب الاختلاف جماعت پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہیکہ وہ عوام کو حکومت کے فیصلوں کے بارے میں معلومات فراہم کرے۔ اور حکومت کے بے جا پالیسوں ۔کہ خلاف احتجاج کریں۔ کیونکہ عوام حکومت کے روزمرہ کاموں میں اپنے خیالات کو واضح نہیں کرسکتے اس لئے یہ کام صرف حزب الاختلاف ہی کرسکتی ہے۔

حزب الاختلاف کا دوسرا اہم فرض یہ ہیکہ وہ حکومت کو مطلق العنان(authoritarian) نہ ہونے دے اور حکومت کے فلاحی اقدامات کی تائید کرے اور یہ دیکھے کہ انکا نفاذ ہو رہا ہے یا نہیں ان کی تنقید تعمیری(constructive) ہو نہ کہ تخریبی (destructive) ۔

شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرنا بھی حزب الاختلاف کا اہم فرض مانا جاتا ہے۔ حزب الاختلاف کا یہ فرض بھی ہیکہ "وقفہ سوال" کہ دوران اہم انتظامی امور کے متعلق حکومت کو متوجہ کرے۔

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان میں کثیر التعداد جماعتی نظام (ہمہ جماعتی نظام) (Multi Party System) رائج ہے یہاں پارٹیاں قومی اور علاقائی ہیں قومی پارٹیاں کانگریس، بی جے پی، اور کیمونسٹ پارٹی ہیں جبکہ علاقائی پارٹیوں میں تلگو دیشم، آسام گنا پریشد، ڈی۔ ایم۔ کے دغیرہ شامل ہیں۔

آزادی کے بعد تقریباً تین دہوں تک کانگریس ملک کی سب سے بڑی پارٹی تھی ریاستوں اور مرکز میں اسکی حکومت تھی 1980ء کے بعد اس میں اندرونی انتشار وغیرہ سے یہ پارٹی کمزور ہوتی گئی مگر پھر بھی یہ ملک کی سب سے قدیم اور بڑی پارٹی ہے۔

بی جے پی دراصل جن سنگھ کا دوسرا روپ ہے۔ ابتداء میں یہ ہندی علاقوں تک محدود تھی لیکن موجودہ دور میں اس نے جنوب میں بھی اپنی رسائی کی ہے اور مرکز میں مخلوط حکومت کی سربراہ ہے۔

کیمونسٹ پارٹی بھی ہندوستان کی ایک اہم پارٹی ہے۔ مزدوروں اور محنت کش عوام کی سرپرستی کی وجہ سے یہ پارٹی بہت مقبول ہوئی مابعد آزادی یہ مغربی بنگال، کیرالا اور آندھرا پردیش میں مستحکم ہوئی اور کیرالا اور مغربی بنگال میں اپنی حکومتیں بھی قائم کیں۔ اس کو ابتداً کانگریس کا متبادل سمجھا جاتا تھا۔

5 فرہنگ اصطلاحات

Article 370	(آرٹیکل تھری سیونٹی)	دفعہ 370	دستور کی یہ دفعہ ریاست جموں وکشمیر سے متعلق ہے۔
Independance Day	(انڈیپنڈنس ڈے)	یوم آزادی	15 اگست 1947ء کو ہندوستان آزاد ہوا اور اسی دن کو یوم آزادی کہا جاتا ہے۔
Multi - Party System	(ملٹی پارٹی سسٹم)	ہمہ جماعتی نظام (کثیر التعداد جماعتی نظام)	اس طرح کا نظام جو کئی سیاسی جماعتوں پر مشتمل ہو ہمہ جماعتی نظام کہلاتا ہے۔ ہندوستان میں بھی یہی نظام رائج ہے۔
Opposition Party	(اپوزیشن پارٹی)	حزب الاختلاف	وہ پارٹی جو حکومت نہیں بناتی حزب الاختلاف کہلاتی ہے۔
Right to work	(رائٹ ٹو ورک)	کام کا حق	بنیادی حقوق میں کمیونسٹ پارٹی "کام کے حق" کو بھی شامل کرنا چاہتی ہے۔

6 نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات (15 سطری)

1) ۔ ہندوستان میں پارٹی نظام پر ایک نوٹ لکھیے؟

2) ۔ کانگریس پارٹی اور اسکے پروگرام کی تفصیل بتایئے؟

3) ۔ بی۔ جے۔ پی اور اسکا پروگرام واضح کیجئے؟

4) ۔ کمیونسٹ پارٹی اور اسکا پروگرام بتایئے؟

5) ۔ ہندوستان میں حزب الاختلاف کے رول کو واضح کیجئے؟

6) ۔ بی۔ جے۔ پی اور اسکی ہم خیال جماعتوں کے بارے میں لکھیے؟

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ کانگریس پارٹی کا قیام کب عمل میں آیا؟

2) ۔ Hume نے کس مقصد کیلئے پارٹی کے قیام کی سفارش کی؟

3) ۔ ہندوستان کو آزادی کب حاصل ہوئی ؟

4) ۔ سب سے پہلے ہندوستان میں کب غیر کانگریسی حکومت مرکز میں قائم ہوئی ؟

5) ۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کا پہلے کیا نام تھا اور یہ کب قائم ہوئی؟

6) ۔ بی۔جے۔پی کا قیام کس کی صدارت میں ہوا؟

7) ۔ جن سنگھ پارٹی کس کی تحریک سے متاثر ہو کر جنتا پارٹی میں شامل ہوئی؟

8) ۔ ہندوستان میں کیمونسٹ پارٹی کا قیام کب عمل میں آیا؟

9) ۔ آزادی کے بعد کن ریاستوں میں کیمونسٹ حکومت قائم ہوئی؟

10) ۔ کانگریس' بی جے پی اور کیمونسٹ جھنڈوں کو اتاریئے؟

6.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ ہندوستان میں.................... جماعتی نظام قائم ہے۔

2) ۔ ہندوستان کی سب سے قدیم پارٹی.................... ہے۔

3) ۔ کام کے حق پر اصرار .... پارٹی کرتی ہے۔

4) ۔ بی جے پی آئین کی دفعہ.................... کی مخالف ہے۔

5) ۔ اقلیتی کمیشن کی بجائے.................... انسانی حقوق کمیشن قائم کرنا چاہتی ہے۔

6) ۔ ہندوستان میں یوم جمہوریہ.................... منایا جاتا ہے۔

7) ۔ کانگریس پارٹی کا قیام.................... کو عمل میں آیا۔(1885 - 1887)

8) ۔ دفعہ 370.................... سے متعلق ہے(آسام۔کشمیر)

9) ۔ موجودہ بنیادی حقوق.................... ہیں (7 - 6)

☆☆☆
☆☆
☆

سبق 8 ہمارے ملک کو درپیش مسائل

Problems Faced by Our Country

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

3.1 ۔ (ہمارے ملک کے اہم مسائل)

3.1.1 ۔ آبادی

3.1.2 ۔ غربت

3.1.3 ۔ بیروزگاری

3.1.4 ۔ ناخواندگی

3.2 ۔ عام ابتدائی تعلیم

3.3 ۔ علاقہ واریت

3.3.1 ۔ علاقہ واریت کے نشوونما کے عوامل

3.4 ۔ فرقہ واریت

3.5 ۔ اقلیتوں کے مسائل

3.6 ۔ خواتین کا موقف

3.6.1 ۔ خواتین کا مستقبل

3.7 ۔ اطفال اور ان کے حقوق

3.7.1 ۔ بچے کے حقوق

3.8 ۔ قوانین معاشرہ اور فرد
3.9 ۔ غیر سماجی سرگرمیاں
4 ۔ سبق کا خلاصہ
5 ۔ زاید معلومات
6 ۔ فرہنگ اصطلاحات
7 ۔ نمونہ امتحانی سوالات
7.1 ۔ طویل جوابی سوالات
7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات
7.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے آبادی کے لحاظ سے یہ دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے ہندوستان مختلف مسائل میں گھرا ہوا ہے اس سبق کی تکمیل کے بعد آپ یہ بتانے کے قابل ہو جائیںگے کہ

- ☆ ہندوستان کو کن مسائل کا سامنا ہے۔
- ☆ علاقہ واریت کیا ہے اور اسکے نقصانات کیا ہو سکتے ہیں۔
- ☆ فرقہ واریت کا مفہوم کیا ہے۔
- ☆ اقلیتوں کے مسائل کیا ہیں۔
- ☆ ہندوستان میں خواتین کا موقف کیا ہے۔
- ☆ اطفال اور ان کے حقوق کیا ہیں۔
- ☆ غیر سماجی سرگرمیوں سے کیا مراد ہے۔

2 تمہید

ہر ملک کے اپنے مسائل ہوتے ہیں جن کا انحصار وہاں کے حالات پر ہوتا ہے۔ ہندوستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور اسکے اپنے چند مسائل ہیں۔ ہندوستان کے قائدین نے آزادی کے فوری بعد پارلیمانی طرز حکومت 'بالغ رائے دہی کی اساس پر معاشی ترقی کی منزل کی جانب پیش قدمی کی۔ ہندوستان کم وبیش دو صدیوں تک نو آبادیاتی استحصال کا شکار رہا ذات پات کی

اساس پر قائم کردہ سماجی تعلقات کی جڑیں اتنی مظبوط ہیں کہ انہیں آسانی سے اکھاڑ نہیں پھیکا جاسکتا۔ ہندوستانی خواتین اور نچلی ذاتیں صدیوں تک ظلم وستم کا شکار رہی ہیں۔ آزادی کے وقت برائے نام چند صنعتیں قائم تھیں۔ زراعت بھی فرسودہ طریقے پر کی جاتی تھی سرمایہ کاری کرنے والوں اور کام کرنے والے باصلاحیت افراد کا فقدان تھا۔

ہم نے آزادی کے بعد ایک طویل سفر طئے کیا ہے پانچ دہے بیت چکے ہیں اگرچہ کہ معاشی ترقی کی جانب کچھ پیش رفت ہوئی ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اور مسائل سے موثر طور پر نمٹنے کی کوشش کرنا ہے۔

3 سبق کا متن

3.1 ۔ (ہمارے ملک کے اہم مسائل)

آزادی کے بعد ہندوستان کو چند اہم مسائل کا سامنا کرنا پڑا جن میں چند حسب ذیل ہیں۔

3.1.1 ۔ آبادی (Population)

ہندوستان میں آبادی کا مسئلہ ایک بھیانک مسئلہ ہے اس وقت صرف چین (China) کو چھوڑ کر ہندوستان کی آبادی تمام ممالک میں سب سے زیادہ ہے جسکی وجہہ سے معاشی ترقی پر منفی اثر پڑ رہا ہے' اور ہماری معاشی منصوبہ بندی فعال ثابت نہیں ہورہی ہے معاشی ترقی کے تمام منصوبے ادھورے ہی رہ جارہے ہیں۔ علاوہ ازیں آبادی کے بڑھنے سے کئی اور مسائل بھی ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔

3.1.2 ۔ غربت (Poverty)

غربت کی تعریف یہ ہیکہ ایسی معیشت ہے جس میں سماج کے چند طبقوں کی زندگی کی گزر بسر کے لیے بنیادی ضرورتوں کی تکمیل نہ ہوتی ہو یا یہ کہ غذا، سکونت اور کپڑا جیسی بنیادی ضرورتیں تمام کو یکساں طور پر میسر نہ ہوں۔ غربت کا تصور کسی بھی معیشت کے لیے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے چاہے سرمایہ دارانہ ملک ہو یا ہندوستان جیسا ترقی پذیر ملک' ملک کی فی کس قومی آمدنی ہی اس بات کا تعین کرتی ہے کہ ملک ترقی یافتہ ہے یا ترقی پذیر۔ ہندوستان کی آبادی کا زیادہ حصہ غربت کی سطح سے بھی نچلے درجہ کی زندگی گزار رہا ہے۔ غریب طبقہ ضروریات زندگی اور بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔ شہری علاقوں سے زیادہ دیہی علاقے غربت کی لپیٹ میں ہیں حکومت ان کے معیار زندگی کو بلند کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔

3.1.3 ۔ بیروزگاری (Un employment)

بیروزگاری کامسئلہ تمام ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے لئے عام ہے۔

بیروزگاری کا مطلب ان تمام افراد کا مجموعہ ہے جو مفید طور پر پیداواری روزگار سے منسلک نہیں ہیں یا جنھیں مروجہ حقیقی شرح اجرت پر کام نہیں ملتا۔ بیروزگاری دو طرح کی ہوتی ہے۔

1 ۔ غیر رضاکارانہ بیروزگاری (Involuntary unemployment)

2 ۔ رضاکارانہ بیروزگاری (Voluntory unemployment)

غیر رضاکارانہ بیروزگاری ایسے حالات کو ظاہر کرتی ہے جس میں افراد رواں شرح اجرت پر نوکری کرنے تیار ہوجاتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں نوکری نہیں ملتی۔اس طرح کی بیروزگاری بہت عام ہے۔

رضاکارانہ بیروزگاری اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ افراد نوکری کرنے کو ترجیح نہیں دیتے کیونکہ وہ اثر ورسوخ کے حامل نہیں ہوتے ہیں یا پھر آرام سے رہنا پسند کرتے ہیں یا اپنی پسندیدہ اجرت کا کام ملنے تک وقت گزارتے رہتے ہیں تاکہ رواں شرح اجرت کو قبول کرنے سے بچا جائے۔یہ حالت ترقی یافتہ معاشی ماحول میں زیادہ موثر ہوتی ہے۔

حکومت ہند نے بیروزگاری کے مسئلہ سے نمٹنے کے لیے مختلف اسکیمات پر عمل آوری شروع کی ہے ۔ جدید پروگراموں میں تعلیم یافتہ بیروزگاری کی طرف توجہ دی جارہی ہے۔

3.1.4 ۔ ناخواندگی (Illiteracy)

خواندگی اور تعلیم فرد اور سماج کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آج تعلیم ایک بنیادی انسانی ضرورت بن چکی ہے ۔ہم جمہوری عہد میں سانس لے رہے ہیں۔ جمہوریت کی کامیاب کارکردگی کے لیے ایک بیدار اور باخبر عوام کی ضرورت ہوتی ہے۔ علم سے عوام میں تنقیدی شعور پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں عام حق رائے دہی کا طریقہ رائج ہے اور جب تک عوام تعلیم یافتہ نہ ہوں یہ حق مکمل طور سے ادا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تعلیم یافتہ اشخاص ہی ووٹ کے حق کا صحیح استعمال کرسکتے ہیں' قومی اور بین الاقوامی تبدیلیوں کو سمجھ سکتے ہیں اور جمہوری عمل میں موثر انداز سے شامل ہوسکتے ہیں۔

کئی معاملات میں ناخواندگی فرد کی بے بسی کا سبب ہوتی ہے خود غرض اور چالاک لوگ دوسروں کی ناخواندگی سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اگر شہریوں کی ایک کثیر تعداد ناخواندہ ہو تو وہاں سماج ترقی نہیں کرسکتا اور اس طرح جمہوریت بے اثر ہوکر رہ جاتی ہے۔

ناخواندگی ہندوستان کا ایک سنگین مسئلہ ہے ساری دنیا میں سب سے زیادہ ناخواندہ لوگ ہندوستان ہی میں پائے جاتے ہیں 1991ء میں خواتین کی خواندگی 39 فیصد تھی اور مردوں کی خواندگی 69 فیصد تھی۔ خواندگی کی شرح سے کیرالا

(Kerala)ریاست ہی تمام ریاستوں سے آگے ہے جبکہ بہار میں 88 فیصد ناخواندگی ہے اور آندھرا پردیش میں خواندگی کا فیصد 45 ہے۔

3.2 ۔ عام ابتدائی تعلیم

ہندوستان کی ترقی کے لیے عام ابتدائی تعلیم نہایت ضروری ہے ابتدائی تعلیم کی سہولتیں فراہم نہ کر کے تعلیم بالغان کی اسکیم چلانا بے فیض ثابت ہوتا ہے۔ دستور ہند نے ریاستی حکومتوں کو چودہ برس تک کے بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرنے کی ہدایت دی ہے لیکن ایسا ابھی تک ممکن نہ ہو سکا۔

سنہ 2000ء تک ابتدائی تعلیم کو عام کرنے کے عہد کا اعادہ کیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتدائی تعلیم کے میدان میں کچھ ترقی ضرور ہوئی ہے۔ تعلیم پر صرفہ اور مدارس کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے لیکن بچوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر یہ سب کچھ کافی نہیں ہے۔ آج بھی کئی ایسے دیہات ہیں جہاں اسکول نہیں ہیں۔ بہت زیادہ غریبی اور پسماندگی کی وجہ سے ماں باپ اپنے بچوں کو اسکول بھیجنے سے قاصر ہیں۔ عام ابتدائی تعلیم کی راہ میں سماجی اور مذہبی عوامل بھی مسائل پیدا کر رہے ہیں بہت سے لوگ آج بھی ایسے ہیں جو اس بات کی پیروی کرتے ہیں کہ لڑکیوں کو تعلیم کی ضرورت نہیں ہے اسکے علاوہ تعلیم منقطع(Dropouts) کرنے والے بچوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

ابتداء میں بچے کے نام اسکول میں رجسٹرڈ تو کئے جاتے ہیں لیکن جیسے جیسے جماعت بڑھتی جاتی ہے ان کی تعداد میں کمی واقع ہوتی جارہی ہے۔

تعلیم جیسے اہم مسئلہ سے نمٹنے کے لیے ریاستی حکومتوں نے بہت سے منصوبوں کا آغاز کیا 1985ء میں قومی خواندگی مشن (National Literacy Mission) کا قیام عمل میں آیا تاکہ ان پڑھ بالغان کو بنیادی خواندگی سے مستفید کیا جائے۔ اس خصوص میں رضاکارانہ تنظیمیں بھی ناخواندگی کے خاتمہ کے لیے مقامی افراد میں شعور پیدا کر رہی ہیں۔ ہندوستان کو ایک مکمل خواندہ ملک بنانے کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

ضروری اقدامات : خواندگی کی شرح کو بڑھانے کے لیے حسب ذیل اقدامات ضروری ہیں :

1) ۔ اسکول میں ابتدائی شرکت کو لازمی قرار دیا جائے اور غریب ماں باپ کو ترغیبی معاوضہ دیا جائے۔
2) ۔ لڑکیوں کی شرح شرکت میں اضافہ کیا جائے۔
3) ۔ بچوں کو ہاسٹل کی سہولت فرام کی جائے۔
4) ۔ ابتدائی مدارس کے وسائل کو بہتر بنایا جائے۔
5) ۔ بنیادی سہولتوں کو بہتر بنایا جائے۔

6) ۔ پسماندہ اور قبائلی علاقوں میں ابتدائی تعلیم کے فروغ پر زور دیا جائے۔

7) ۔ اولیائے طلبہ کے اندر تعلیمی شعور بیدار کیا جائے۔

3.3 ۔ علاقائیت یا علاقہ واریت (Regionalism)

ہندوستان اپنی وسعت اور معنوی اعتبار سے ایک بر صغیر (Sub-continent) ہے۔ ملک میں مذہبوں زبانوں تہذیبوں اور علاقوں کی کثرت ہے۔ یہاں علاقہ واریت ایک اہم اور بڑا مسئلہ ہے علاقہ واریت سے مراد ایک مخصوص علاقے کی زبان، رسم و رواج، ثقافت، معیشت اور طرز زندگی کے تحفظ کا رجحان ہے۔ علاقے کا تصور حالات کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

علاقہ زمین کے ایسے ٹکڑے کو کہتے ہیں جس میں کسی خاص ذات یا قبیلے کے لوگ رہتے ہیں۔ اپنے مخصوص علاقے سے وہاں کے رہنے والوں کا لگاؤ ہونا، علاقہ کی ترقی چاہنا، وہاں کے انتظام میں شرکت کی خواہش، فطری انسانی خواہش ہے جب علاقہ سے لگاؤ اور وفاداری حب الوطنی (Petriotism) پر غالب آجائے اور علاقہ میں علیحدگی پسندی کے رجحانات ظاہر ہونے لگیں تو علاقائیت کہلاتا ہے۔ علیحدگی پسندی علاقائیت کو خطرناک بنادیتی ہے یہ ملک کی ایکتا اور سالمیت کے لیے خطرہ بن جاتی ہے۔ علاقائیت کا دوسرا اپنا پسندیدہ رخ علاقائی عصبیت ہے یہ مقامی اور غیر مقامی (Local & Non Local) کی تفریق پیدا کرتی ہے۔ یعنی Sons of the Soil (دھرتی کے لال) کا نظریہ پیدا کرتی ہے۔

اس طرح علاقہ واریت لسانی قوموں کی جانب سے انکی شناخت اور تہذیبی انفرادیت کی برقراری کے لیے کی جانے والی دانستہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔

3.3.1 ۔ علاقہ واریت کی نشوونما کے عوامل

حالیہ عرصہ میں کئی ریاستوں میں علاقائی سیاسی جماعتوں (Regional Political Parties) کا ظہور عمل میں آیا ہے جیسے آندھرا میں تلگو دیشم (TDP)، ٹامل ناڈو میں (DMK)، آسام میں آسام گنا پریشد (AGP)، پنجاب میں اکالی دل وغیرہ۔ ان جماعتوں نے قومی جماعتوں کو شکست دے کر اقتدار حاصل کیا ہے۔ قومی سیاسی جماعتیں قومیت کے نظریہ کا پرچار کرتی ہیں لیکن علاقائی جماعتیں علاقائی شناخت کو ابھارتی ہیں اور علاقائی احساسات کو تقویت پہنچاتی ہیں اس میں کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔

ا ۔ ہندوستان کے سیاسی نقشہ میں تبدیلیاں : ہندوستان کی مختلف زبانوں سے ہندوستانی تہذیب کے مختلف پہلوؤں کی ترجمانی ہوتی ہے۔ قومی تحریک کے رہنماؤں نے لسانی اساس پر ملک کی علاقائی تنظیم نو کے اصولوں کو تسلیم کیا

آزادی کے بعد لسانی اساس پر ریاستوں کی تشکیل جدید کے مطالبہ نے زور پکڑا 1956ء سے 1966ء تک کے درمیان لسانی اساس پر کئی ریاستوں کا قیام عمل میں آیا لسانی ریاستوں کے قیام کے لئے چلائی جانے والی تحریکوں میں علاقائی جماعتوں کی جڑیں پیوست ہیں۔

ب ۔زبان کا مسئلہ (Linguism) : ہندوستان میں زبانوں اور بولیوں کی کثرت ہے دستور ہند کے آٹھویں شڈول میں 18 قومی زبانیں درج ہیں۔

ملک میں زبان کا مسئلہ ہمیشہ پیچیدہ اور نازک رہا ہے۔ کیونکہ زبان کے مسائل سیاسی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بھی رہے ہیں۔ اس لیے زبانوں کے حقوق کے لیے ان کی موافقت اور مخالفت کی تحریکیں چلی ہیں۔ آزادی کے پچاس سال بعد ملک کی کوئی قومی زبان نہیں بن سکی اب تک رابطہ کی زبان کا فریضہ انگریزی زبان ہی ادا کررہی ہے۔ زبانوں کا مسئلہ سیاست کی لپیٹ میں آکر اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ بعض لسانی گروہوں میں یہ خوف پیدا ہوا کہ ہندی کو خالص سرکاری اور رابطہ کی زبان کی حیثیت سے ان پر مسلط کیا جارہا ہے اسکی وجہ سے ان میں ناراضگی کی لہر دوڑ گئی ہے ہندی کو مسلط کرنے کی کوششوں کی وجہ سے علاقائی شناخت کا مسئلہ ابھر جاتا ہے۔

ج۔ مرکزیت : ملک میں حد سے زیادہ اقتدار کو مرکوز کیا گیا تو اسکے خلاف علاقہ واریت کی تحریک کا آغاز ہوا۔ ہندوستانی معاشرہ کی ساخت وفاقی نوعیت کی ہے اور اسکی ثقافت رنگ برنگی ہے۔ مرکز میں مطلق العنان حکومتوں کے قیام کی کوششوں کی وجہ سے علیحدگی پسند رجحانات کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

د۔ سماجی، معاشی اور ثقافتی عوامل : معاشی ترقی کے میدان میں علاقائی عدم توازن' سماجی پسماندگی تہذیبی شناخت کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں ایک علاقے کے عوام میں اضافہ کے حصول کے لیے تحریک کا آغاز ہوتا ہے۔ دھرتی کے لال کے مفادات کا تحفظ علاقہ واریت کی تحریک کا ایک اہم جزو ہوتا ہے۔ قبائلی شناختوں پر مبنی علاقہ واریت کو ملک کے وسط مشرقی اور شمال مشرقی علاقوں میں دیکھا جاسکتا ہے جموں وکشمیر و پنجاب میں علاقہ واریت کی شکل مذہبی ہے۔

3.4 ۔ فرقہ واریت (Communalism)

ہندوستان میں مختلف مذہبی گروہ پائے جاتے ہیں 1947ء میں ملک کی تقسیم مذہب کی بنیاد پر ہوئی اس وقت سے فرقہ واریت ہندوستانیوں کے اتحاد اور سیکولر طرز زندگی کے حق میں مضر ثابت ہورہی ہے۔ برطانوی دور حکومت میں پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو (Divide & Rule) کی پالیسی کے سبب فرقہ وارانہ فسادات ہوا کرتے تھے۔ لیکن آزادی کے پچاس سال بعد بھی ملک سے فرقہ واریت کا خاتمہ نہیں کیا گیا۔

فرقہ واریت ایک گروہ کی تنگ نظری اور جارحانہ رویہ پر مبنی ہوتی ہے جو دوسرے گروہ کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی

ہے۔ ایک گروہ دوسرے گروہ کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے مذہبی تنگ نظری اور جنون سے فرقہ وارانہ رجحان پیدا ہوتا ہے ۔مذہبی منافرت کے سہارے فرقہ پرستی زندہ رہتی ہے۔ چند لوگ سیاسی اقتدار یا معاشی فوائد کے حصول کے لیے فرقہ واریت کو ہوا دیتے ہیں۔ بعض افراد انتخابات میں عوام کی تائید حاصل کرنے کے لیے مذہبی جذبات کا استحصال کرتے ہیں۔

فرقہ واریت ہندوستانیوں کی ترقی اور یکجہتی کے لیے زبردست خطرہ بن چکی ہے اس سے نہ صرف انسانی احساسات مجروح ہوتے ہیں بلکہ فرد کے سوچنے کی صلاحیتوں پر بھی کاری ضرب لگتی ہے ہر قسم کی فرقہ واریت نقصان دہ ہوتی ہے۔

فرقہ واریت عوام کی سادہ لوحی کے باعث پنپتی ہے خود غرض اشخاص عوام کے مذہبی جذبات کو بھڑکاتے ہیں اور ان کے اندر احساس پیدا کرتے ہیں کہ ان کا مذہب خطرہ میں ہے۔ عام طور پر فرقہ وارانہ فسادات کے دوران غریب لوگ ہی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔

فرقہ واریت پر قابو پانے کیلئے اقدامات : ہمیں فرقہ وارانہ احساسات کی روک تھام کی کوشش کرنا چاہیے۔ ہمیں بلا لحاظ ملت و مذہب ایک دوسرے کے ساتھ اخلاص و یگانگت سے پیش آنا چاہئے۔ مذہبی عقیدے اور عبادت کو خانگی زندگی کی حد تک محدود رکھنا چاہئے ہم سب کو فرقہ واریت سے چوکس رہنا چاہئے۔ اس خصوص میں ہمیں سماجی اور سیاسی سطح پر مذہبی اختلافات کو بڑھاوا دینے والی قوتوں کی روک تھام کی کوشش کرنی چاہیے۔

صحافت اور میڈیا فرقہ پرستوں کے برے عزائم کو بے نقاب کرنے کے سلسلے میں مثبت کردار ادا کر سکتا ہے۔ مسلح پولیس کے دستوں میں تمام طبقات کے افراد کو شامل کیا جانا چاہئے۔ فرقہ وارانہ کشیدگی تناؤ اور تصادم کی صورت میں نظم و نسق کو فی الفور اقدامات کرنا چاہئے۔ صورتحال کو سنگین بنانے والے افراد کو سخت سزا دینا چاہئے اور ایک طویل مدتی لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے تاکہ فرقہ وارانہ فسادات دوبارہ وقوع پذیر نہ ہوں۔

3.5 ۔ اقلیتوں کے مسائل (Problems of Minorities)

اقلیتیں کسی ملک میں ریڑھ کی ہڈی (back bone) کے مانند ہوتی ہیں۔ ان کی خوش حالی کسی بھی ملک کی خوشحالی ہوتی ہے اور جب تک اقلیتیں خوشحال نہ ہوں وہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اقلیتوں کے مسائل کے پیش نظر دستور ہند نے ان کے لیے بہت ہی اہم تحفظات فراہم کئے ہیں۔ مذہبی آزادی کے حق کو بنیادی حق (Fundamental Right) قرار دیا گیا ہے۔ دستور کی دفعہ 29 کے تحت اقلیتوں کو ان کی زبان اور تہذیب کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے کوئی بھی تعلیمی ادارہ جیسے ریاست سے مالی امداد حاصل ہوتی ہے وہ کسی بھی شہری کو مذہب، نسل، ذات پات یا زبان کی بنیاد پر اپنے ادارہ میں شرکت سے محروم نہیں کر سکتا۔

دفعہ 30 Article کے مطابق تمام اقلیتوں کو تعلیمی اداروں کے قیام اور ان کا نظم و نسق چلانے کا حق دیا گیا ہے۔ ریاستی

حکومتیں تعلیمی اداراوں کو مالی امداد کی اجرائی کے سلسلے میں اقلیتی اداروں کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کرتیں ہر ریاستی حکومت اس بات کی کوشش کرتی ہیکہ ابتدائی سطح پر درس و تدریس کے لیے مناسب سہولتیں فراہم کی جائیں تاکہ لسانی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو ان کی مادری زبان میں تعلیم دی جائے۔

3.6 ۔ خواتین کا موقف

تمام انسان خواہ وہ مرد ہوں یا خواتین مساوی درجہ رکھتے ہیں مرد عورت کے درمیان عدم مساوات انسان کی پیدا کردہ ہے بہت سے معاشروں میں خواتین کو کم تر درجہ دیا گیا ہے۔ چونکہ ہمارا معاشرہ تبدیلی کے مرحلے سے گزر رہا ہے اس لیے ملک میں خواتین پیچیدہ صورت حال سے دوچار ہیں ۔ایک طویل عرصہ تک ہندوستانی معاشرہ پر مرد کی بالادستی قائم رہی اور خواتین کو مختلف انداز میں کچلا گیا۔ خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کیا گیا۔ بہت سی خواتین کو اظہار خیال کی اجازت نہیں دی گئی۔ خواتین نے بتدریج ناانصافیوں کو محسوس کرنا شروع کیا اب وہ مردانہ سماج کی قدروں کے خلاف احتجاج اور بغاوت کر رہی ہیں۔

پیدائش کے ساتھ ہی ہندوستان میں لڑکی کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے گو ہمارے معاشرہ میں لڑکے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن بہت سی خواتین سماجی حالات کے اعتبار سے لڑکی کی پیدائش نہیں چاہتیں۔ غریب خاندانوں میں لڑکیاں غذا کی کمی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ لڑکیوں کی حرکات و سکنات پر زیادہ پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔

ہندوستان میں یہ بات واضح ہیکہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں خواندگی کی شرح بہت ہی کم ہے۔ وہ بچے جو ابتدائی تعلیم کو مکمل کرنے سے پہلے ہی اسکول کو خیر باد (Drop out) کہہ دیتے ہیں ان میں اکثریت لڑکیوں کی ہوتی ہے۔اس خصوص میں (SC) اور (ST) کے علاوہ غریب خاندانوں اور دیہی علاقوں کی لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے۔

تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ لڑکیاں اسکول کے ماحول کو لڑکوں سے زیادہ پسند کرتی ہیں۔ اگر انھیں مناسب مواقع فراہم ہوں تو وہ اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتی ہیں۔ حالیہ عرصہ میں مختلف امتحانات کے نتائج سے یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ لڑکیوں کی کامیابی کا فیصد لڑکوں سے زیادہ ہے۔ لیکن لڑکیوں کی تعلیم کی راہ میں کئی رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں جیسے گھریلو کام بزرگوں اور بچوں کی دیکھ بھال، سماجی تحدیدات، حصول تعلیم کے معاملے میں لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک، اوائل عمر میں شادی وغیرہ۔ یہ تمام اسباب تعلیم کے معاملے میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔

اگرچہ کہ خواتین محنت کا ایک تہائی حصہ ہیں لیکن معیشت کے میدان میں ان کا حصہ مخفی ہے۔

ہندوستان میں بہت سی خواتین گھریلو کام کاج میں مصروف رہتی ہیں جو ایک غیر اہم معاشی سرگرمی کہلائی جاتی ہے پھر خواتین کو مختلف سماجی و ثقافتی اسباب کے سبب کام کی دنیا میں پیچھے کر دیا جاتا ہے۔ بہت سی مزدوری کرنے والی خواتین کم اجرت پر کام کرتی ہیں ان کے لیے پیش کے مواقع بہت محدود ہوتے ہیں۔

ہندوستان میں اگرچہ کہ ووٹ ڈالنے کا حق اور انتخابات میں حصہ لینے کا حق خواتین کو دستور کی رو سے عطا کیا گیا ہے لیکن بہت کم خواتین اعلیٰ ترین سیاسی عہدوں پر فائز ہیں۔ لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں میں ان کی نمائندگی بہت کم ہے۔

خواتین کو کچلنے والی سماجی برائیاں بہت ہیں جیسے بچپن کی شادی، ستی، جہیز کی لعنت (Dowry System) وغیرہ۔ جہیز کی لعنت زیادہ تر متمول گھرانوں متوسط طبقات، تعلیم یافتہ اور شہری طبقات میں پائی جاتی ہے غریب خاندانوں میں جہیز کا مسئلہ بہت سنگین ہے۔ خواتین کو ان کے ماں باپ کے پاس سے روپیہ پیسہ لانے کا اصرار کیا جاتا ہے انہیں اذیتیں دی جاتی ہیں یہاں تک کہ ان کو زندہ جلادیا جاتا ہے۔ 1961ء میں جہیز ممنوع ایکٹ (Anti Dowry Act) منظور کیا گیا لیکن اس پر برابر عمل نہیں ہورہا ہے نوجوانوں کو اس سمت میں آگے آنا چاہئے اور بغیر جہیز کی شادی کا تہیہ کرنا چاہئے تب ہی یہ لعنت دور ہوسکتی ہے۔

3.6.1 ۔ خواتین کا مستقبل

دستور ہند نے خواتین کو مساوات فراہم کی ہیں ان کے ہاتھوں میں اقتدار کی منتقلی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔

آج خواتین صرف تحفظات کا مطالبہ نہیں کررہی ہیں بلکہ وہ فلاح و بہبود کی خاطر آزادی کے علاوہ اقتدار کی مانگ بھی کررہی ہیں۔ ایسا ناممکن نہیں ہے۔ ہمیں ایک ایسے معاشرہ کی ضرورت ہے جہاں خواتین آزاد ہوں اور مردوں کی طرح ان کی عزت کی جائے ہمیں ان سماجی اور ثقافتی رسومات کو بدلنا ہوگا۔ جو خواتین کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ حالیہ عرصہ میں خواتین کے موقف میں ضروری تبدیلی ہوئی ہے اور یہ خوش آئینہ علامت ہے۔

3.7 ۔ اطفال اور ان کے حقوق (Children & their Rights)

بچے مستقبل کے شہری ہوتے ہیں ان کا تحفظ اور فلاح و بہبود ریاست اور معاشرہ کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ بچوں کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کرنے کے لیے ہمیں ایک ایسے ماحول کی ضرورت ہے جہاں تمام بچے اپنی مخفی (Latent Talents) صلاحیتوں کو اجاگر کرسکیں ان کی مناسب پرورش پر ہی ملک کے مستقبل کا انحصار ہوتا ہے۔

ہندوستان میں 1991ء میں آبادی کا ایک تہائی حصہ بچے تھے دستور ہند نے استحصال (Expliotation) سے بچنے کے حق کو ایک بنیادی حق قرار دیا ہے۔ دستور کی دفعہ 24 نے کارخانوں اور دکانوں (mines) میں بچوں سے کام لینے پر پابندی عائد کی ہے۔ اسکے علاوہ رہنمایانہ اصولوں (Directive Principles) میں بھی حسب ذیل امور کی جانب وضاحت کی گئی ہے۔

کم عمر بچوں سے کام نہ لیا جائے۔

بچوں کو صحت بخش انداز میں آزادی اور وقار کے ماحول میں ترقی کرنے کے لیے مواقع اور سہولتیں فراہم کی جائیں۔

استحصال، اخلاق اور مادی محرومیوں سے بچوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔

1974ء میں اطفال کی قومی پالیسی میں اعلان کیا گیا کہ 'ریاست کی یہ پالیسی ہوگی کہ وہ بچوں کو پیدائش سے پہلے اور اسکے بعد ان کی نشو نما ہونے تک مناسب سہولتیں فراہم کرے گی تاکہ ان کی مکمل جسمانی ذہنی اور سماجی ترقی ہو سکے۔

3.7.1 ۔ بچے کے حقوق

ذیل میں بچوں کے چند حقوق درج کئے گئے ہیں۔

زندہ رہنے کا حق۔ جس میں زندگی کا حق، صحت، غذا اور مناسب معیار زندگی شامل ہے۔

حفاظت کا حق۔ جس میں استحصال کی تمام شکلوں سے آزادی کے علاوہ غیر انسانی سلوک اور لاپرواہی سے بچنے کا حق شامل ہے۔

ترقی کرنے کا حق۔ جس میں تعلیم کا حق، بچپن کا ارتقاء اسکی دیکھ بھال، سماجی صیانت، فرصت کے اوقات گزارنے کا حق، تفریح اور ثقافتی سرگرمیاں شامل ہیں۔

شرکت کرنے کا حق۔ بچے کے خیالات کا احترام، اظہار خیال کی آزادی، صحیح معلومات تک رسائی، خیال، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق شامل ہے۔

ہندوستانی حکومت نے بچوں کے لیے چند اہم قوانین مرتب کئے جیسے :

1933ء کے بچوں کی مزدوری کو رہن رکھنے کے ایکٹ کا مقصد ماں باپ کی جانب سے قرضوں کے عوض مالکین کے پاس بچوں کو رہن رکھنے کی رسم کا خاتمہ مقصود تھا۔

1938ء کے بچوں کے روزگار کے ایکٹ نے یہ بات صاف کردی کہ بچوں کو خطرناک کاموں کو انجام دینے کے لیے مامور نہیں کیا جاسکتا۔

1948ء کے کارخانوں کے ایکٹ نے وضاحت کی کہ بچوں کو کسی بھی کارخانے میں کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

3.8 ۔ قوانین معاشرہ اور فرد

ہندوستانی معاشرہ ایک قدیم معاشرہ ہے پچھلے کئی دہوں میں معاشرہ میں تبدیلیاں پیدا کرنے کے لیے کئی اہم قوانین بنائے گئے ان کا مقصد چند قدیم رسومات کو مٹانا تھا۔ اور سماجی اور معاشی تعلقات کی از سر نو تشکیل تھی یا افراد اور شہریوں کے موقف کا دوبارہ تعین کرنا تھا۔ مثال کے طور پر اراضیات کی اصلاحات کے قانون کے سبب زمیندار کمزور ہوگئے۔

جہیز کی رسم عہد قدیم سے ہی معاشرہ میں رائج تھی وسیع قوانین اور سخت سزاؤں کے باوجود اس لعنت میں کمی نہیں

ہوئی۔ جب تک شہریوں میں مذموم سماجی رسومات کو تبدیل کرنے کے لیے رضامندی پیدا نہیں ہوگی تب تک قانون کے اثرات کارگر ثابت نہیں ہونگے اس خصوص میں ہمارے رویہ میں بنیادی تبدیلی پیدا ہونی چاہیے۔

تعلیم کی ضروریات :۔ صرف ترقی پسند قوانین کا ہونا کافی نہیں عوام کو اپنے حقوق کے بارے میں واقفیت ہونی چاہئے اور اس بات سے بھی واقف ہوں کے ان قوانین کو کس طرح روبہ عمل لایا جاسکتا ہے۔ ہندوستان میں قانونی خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔

ہندوستان کا قانونی نظام برطانوی حکومت کی دین ہے۔ ہندوستانی عوام کی ایک بڑی اکثریت ملک کے قوانین کو سمجھ نہیں سکتی کیونکہ وہ انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں۔ عام آدمی کا عدالت سے رجوع ہونا بہت مشکل ہے کیونکہ عدالتی کارروائی میں نہ صرف کافی اخراجات ہوتے ہیں بلکہ اس میں بہت وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔

شہریوں کے حقوق :۔ دستور ہند اور دوسرے قوانین نے ہندوستانی شہریوں کو بہت سے حقوق کا تحفظ عطا کیا ہے۔ مساوات کا حق (Right to Equality) ایک بنیادی حق تسلیم کیا گیا ہے ریاست کسی بھی شخص کو اس حق سے محروم نہیں کریگی۔ قانون کی نگاہ میں سارے شہری مساوی درجہ رکھتے ہیں قانون سب کا محافظ ہے۔ مذہب، نسل، ذات، جنس وغیرہ کی اساس پر امتیازی سلوک کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ریاست گزرے ہوئے زمانہ کا احاطہ کرتے ہوئے قوانین کو نافذ نہیں کریگی۔ کسی بھی شخص کو اس وقت تک سزا نہیں دی جائیگی جب تک کہ وہ موجودہ قانون کی خلاف ورزی نہ کریگا۔

شہریوں کے حقوق میں سب سے اہم زندگی کا حق ہے۔ (دفعہ 21) اس میں وضاحت کی گئی ہیکہ قانون کے بتائے ہوئے طریقہ کار سے ہٹ کر کسی بھی شخص کو اسکی زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ کسی بھی قسم کی وحشیانہ ایذا رسانی غیر انسانی اور بدترین برتاؤ کو انسانی توقیر کے خلاف ایک جرم قرار دیا گیا ہے اور اسے زندگی کے حق پر ایک حملہ تصور کیا گیا ہے۔ شہریوں کی غیر منصفانہ گرفتاری اور حراست کے خلاف تیقن دیا گیا ہے اگر کسی شخص کو حراست میں لیا جائے تو اسکی گرفتاری کے اسباب بتانے ہونگے۔ یہ بھی قانون میں وضاحت کی گئی ہے کہ وہ گرفتار شدہ فرد جسے پولیس کی حراست میں رکھا گیا ہے اسے 24 گھنٹوں کے اندر قریبی مجسٹریٹ کے آگے پیش کیا جائیگا۔ اگر کسی شخص کو زبردستی حراست میں رکھا گیا ہو تو ایسی صورت میں محروس شخص کو عدالت کے سامنے پیش کرنا ہوگا اور اسکی حراست کو ثابت کرنا ہوگا۔

3.9 ۔ غیر سماجی سرگرمیاں (Anti Social Activities)

ایک اچھا معاشرہ وہ ہوتا ہے جہاں لوگ باہمی عزت واحترام کے ساتھ رہتے ہیں اور سماجی زندگی کا اصول یہ ہے کہ ایک فرد کی بہتری دوسرے افراد کی بہتری پر منحصر ہوتی ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہیکہ بعض افراد اپنے فائدے کی خاطر دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور معاشرہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسی سرگرمیاں جو مفادات عامہ (Public Interest) کے لیے مضر

ہوتی ہیں تو انہیں غیر سماجی سرگرمیاں کہا جاتا ہے۔اس طرح اسمگلنگ، منشیات، کالا دھن(Black Money)، نفع خوری، ذخیرہ اندوزی غیر قانونی ذرائع سے حاصل کردہ دولت، رشوت ستانی، جرائم وغیرہ غیر سماجی سرگرمیاں کہلاتی ہیں۔

اسمگلنگ و نفع خوری (Smuggling) :۔ اسمگلنگ کی اشیاء خفیہ طریقے سے درآمد برآمد کرتے ہیں قانون کی عائد کردہ ڈیوٹی کی رقم ادا نہیں کرتے۔اس طرح یہ قانونی جرم ہے نفع خوری میں اشیاء کو بہت زیادہ داموں پر فروخت کیا جاتا ہے جبکہ ان اشیاء کی طلب زیادہ ہوتی ہے۔ ہنگامی حالات جیسے جنگ یا قدرتی آلام کے زمانے میں اشیاء ما تحیاج کی رسد کم ہو جاتی ہے ایسے حالات میں سنافع خوران کو زیادہ دام میں فروخت کر کے زیادہ سے زیادہ نفع کماتے ہیں یہ بھی ایک قانونی جرم ہے۔

منشیات :۔ منشیات اور نشیلی دوائیوں کی تجارت ایک عالمی مسئلہ بن گئی ہے۔ ہیروین، حشیش، چرس اور گانجہ وغیرہ منشیات کہلاتی ہیں چونکہ ان خطرناک اشیاء پر پابندی عائد کی گئی ہے اس لیے انھیں غیر قانونی طور پر فراہم کیا جاتا ہے ناجائز طریقوں سے منشیات کی تجارت کی جاتی ہے۔اس بری لعنت میں ہماری نوجوان نسل کی ایک بڑی تعداد مبتلا ہے۔ابتداء میں یہ تفریح طبع کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن جلد ہی وہ عادت بن جاتی ہے۔اور یہ لت فرد کی زندگی کو تباہ کر دیتی ہے ان لوگوں کی تعلیم وغیرہ سے دلچسپی برقرار نہیں رہتی اور وہ اپنا زیادہ وقت منشیات کے حصول میں صرف کرنے لگتا ہے۔ منشیات کی خریدی کے لیے وہ جائز اور ناجائز طریقے سے دولت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جب یہ چیزیں اسکو خاطر خواہ تعداد میں میسر نہیں ہوتیں تو اسکی بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ایسے شخص کو ہمیشہ شریانوں (Veins) کے پھٹ جانے اور ادویات کی زیادہ خوراک کے لینے سے موت کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔اس لیے ہم کو چاہیے کہ زندگی سے کھیلنے والی دوائیوں سے دور رہیں۔اور حکومت کو چاہیے کہ وہ منشیات کے کاروبار کے خاتمہ کے لیے سخت اقدامات کرے۔

رشوت ستانی :۔ روپے اور پیسے کے ذریعے جائز اور ناجائز کام نکالنے کو رشوت کہتے ہیں۔ رشوت ستانی کی دباء ہندوستان میں بہت تیزی سے پھیل رہی ہے اور یہ ایک سنگین شکل اختیار کر چکی ہے کوئی کام رشوت کے بغیر انجام نہیں پاتا۔ ہر چھوٹا، بڑا افسر اس میں ملوث پایا گیا ہے۔اعلیٰ سطح پر ہونے والی رشوت ستانی کے بارے میں اب عوام میں شعور پیدا ہو تا جارہا ہے ۔ چند اداروں جیسے لوک آیوکتہ (Lok Ayukta) وغیرہ کی مدد سے اس لعنت کو ختم کرنیکی کوشش کی جارہی ہے لیکن ابھی تک اس پر قابو نہ پایا جاسکا۔ رشوت ستانی کو روکنے کے لیے بدعنوانیوں میں ملوث افراد کے خلاف مقدمات کی رفتار کو تیز کرنا ایک مثبت اقدام ہے۔

غریب اور کمزور جو رشوت نہیں دے سکتے محرومی کا شکار ہو جاتے ہے وہ اکثر جائز حقوق سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ رشوت موجودہ دور میں اس قدر عام ہو گئی ہیکہ یہ اب ہماری سماجی ضرورت بنتی جارہی ہے۔اس پر قابو پانا انتہائی ضروری ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان ایک وسیع و عریض اور ترقی پذیر ملک ہے یہ کئی مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ مسائل کو حل کرنے کی حکومت کی جانب سے کوششیں جاری ہیں اور کچھ حد تک پیش رفت بھی ہوئی ہے لیکن ابھی بہت سے مسائل حل طلب ہیں۔ ہندوستان میں ناخواندہ افراد کی ایک کثیر تعداد ہے۔ ناخواندگی فرد اور معاشرہ کی ترقی میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔

ہندوستان کی ترقی کے لیے عام ابتدائی تعلیم کی ضرورت ہے فرقہ پرستی سیکولر طرز زندگی اور اتحاد کے لیے خطرہ ہے ہمیں مذہبی تعصبات کو ختم کرنیکی کوشش کرنی چاہئے۔ اور فرقہ پرست عناصر پر روک لگانی چاہئے۔

ہندوستان میں علاقہ داریت بھی ایک اہم مسئلہ بن گئی ہے اگر اس جانب توجہ نہ دی گئی تو شائد ایک دن ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔ ہمیں ایک مخصوص علاقے کے باشندوں کی آرزوؤں اور شکایتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اسکے ساتھ ہی ہمیں محدود مفادات کے لیے علاقائی احساسات کا استحصال کرنے والے عناصر سے بھی چوکس رہنا چاہئے۔

ہندوستان کے لیے ذات پات کا مسئلہ بھی پیچیدہ نوعیت کا حامل ہے گو کہ چھوت چھات اور ذات پات کے امتیازات انحطاط پذیر ہیں۔ لیکن ابھی تک موجود ہیں۔ (SC) اور (ST) کی ایک کثیر تعداد کی زندگی قابل رحم ہے۔ ہمارے سماجی رویوں میں بنیادی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔

ہندوستان میں خواتین کے ساتھ مختلف انداز میں امتیازی سلوک کیا جاتا ہے اس میں بہت سی غیر صحت بخش رسومات ہیں جو خواتین کی شخصیت کو مسخ کرتی ہیں۔ ہندوستان صرف اسی وقت ترقی کر سکتا ہے جب خواتین کو مساوی درجہ دیا جائے اور وہ آزادی کے ساتھ اپنے حقوق کا استعمال کریں۔

ریاست اور سماج کی ذمہ داری ہیکہ وہ بچوں کا تحفظ کریں اور ان کی فلاح و بہبود کو فروغ دیں۔ ہمیں ایک ایسے ماحول کی ضرورت ہے جہاں بچے خوش حالی اور سلامتی کے ساتھ رہ سکیں اور زندگی میں اپنی بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکیں۔

عوام کو اپنے حقوق و فرائض اور قوانین سے واقف ہونا چاہئے اور یہ بات بھی جانی چاہئے کہ کس طرح قوانین کو روبہ عمل لایا جا سکتا ہے۔ ترقی پسند قوانین کے ذریعے مطلوبہ تبدیلیاں لائی جا سکتی ہیں بشرطیکہ عوام قوانین سے آگاہ ہوں۔

ایسی سرگرمیاں جو مفادات عامہ کے لیے مضر رساں ہوتی ہیں انھیں غیر سماجی سرگرمیاں کہا جاتا ہے، اسمگلنگ، نفع خوری، کالا دھن، منشیات کا کاروبار، ذخیرہ اندوزی، رشوت ستانی، جرائم وغیرہ غیر سماجی سرگرمیاں کہلاتی ہیں۔ ان سرگرمیوں سے سماج اور ملک کو بے حد نقصان پہونچتا ہے۔ ان سرگرمیوں کی روک تھام بے حد ضروری ہے۔

5 زاید معلومات

رشوت ستانی کی وباء تمام دنیا میں پھیل چکی ہے اور اس لعنت کو دور کرنے کے لیے حکومتیں کوشش کر رہی ہیں یہ لعنت کم ہونے کی بجائے اور تیزی سے پھیل رہی ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Centralization 1	(سنٹرالائزیشن)	مرکزیت	اقتدار کو مرکز کی حد تک محدود کرنا۔
Divide & Rule 2	(ڈیوائیڈ اینڈ رول)	پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو	ہندوستان پر حکومت کرتے وقت انگریزوں نے یہ پالیسی بنائی تھی وہ یہاں کے عوام میں پھوٹ ڈالتے تو یہ لوگ آپس میں لڑتے تھے اور وہ آسانی سے حکومت کرتے تھے
Dowry	(ڈوری)	جہیز	یہ ایک سماجی لعنت ہے جس میں لڑکے والے لڑکی والوں سے رقمی مطالبات کرتے ہیں اور اس کی تکمیل نہ ہونے پر خواتین پر مظالم کیے جاتے ہیں
Drop out	(ڈراپ اوٹ)	تعلیم ادھوری چھوڑنا	ایسے بچے جو ابتداء میں اسکول میں نام درج کراتے ہیں لیکن دوران تعلیم وہ اسکول چھوڑ دیتے ہیں۔
Directive Principles of state policy	(ڈائریکٹیو پرنسپلس آف اسٹیٹ پالیسی)	مملکت کی حکمت عملی کے رہنمایانہ اصول	سماجی ارتقاء کے لئے دستور ہند نے رہنمایانہ اصول بتائے ہیں۔
Expliotation	(اکسپلائٹیشن)	استحصال	کسی کی کمزوری کا ناجائز فائدہ اٹھانا۔
Fundamental Rights	(فنڈمنٹل رائٹس)	بنیادی حقوق	دستور ہند نے اپنے شہریوں کو 6 بنیادی حقوق عطاء کیے ہیں جو شخصی نشوونما ترقی کے لیے بیحد ضروری ہیں
Hoarding	(ہورڈنگ)	ذخیرہ اندوزی	قیمتوں میں اضافہ کے پیش نظر مال کا ذخیرہ کرنا اور جب ان کے دام بڑھ جائیں ان کو فروخت کرنا۔
Illitracy	(ال لیٹریسی)	ناخواندگی	تعلیم کا اوسط نہایت کم ہونا یا نہ ہونے کے برابر ہونا۔

Intocxicating drugs	(انٹاکسیکیٹنگ ڈرگس) منشیات		نشہ اور دوائیاں جن کے استعمال سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے
Involuntary	(ان والینٹری ان	غیر رضا رکارانہ	غیر رضاکارانہ بیروزگاری ایسے حالات کو ظاہر کرتی
Un employment	(ان امپلائمنٹ)	بیروزگاری	ہے جس میں افراد نوکری کی تلاش میں رہتے ہیں لیکن انہیں نوکری نہیں ملتی
Mines	(مائن)		کان زمین کھود کر دھاتیں نکالی جاتی ہیں اور اس کو کان کن کہتے ہیں
Patriotism	(پیٹریائی زم)	حب الوطنی	اپنے وطن سے محبت کرنا۔
Population	(پاپولیشن)	آبادی	کسی ملک میں مرد، عورت اور بچوں کی تعداد کو آبادی سے موسوم کیا ہے
Right to Equality	(رائٹ ٹوا کوالٹی)	مساوات کا حق	یہ ایک بنیادی حق ہے جس کی رو سے تمام شہری مساوی درجہ رکھتے ہیں
Son of the Soil	(سن آف دی سوئل) دھرتی کے لال		مخصوص علاقوں میں پیدا ہونے والے افراد
Sub-continent	(سب کانٹینٹ)	برصغیر	ایک چھوٹا بڑا عظیم
Voluntary	(والینٹری ان	رضا رکارانہ	رضاکارانہ بیروزگاری سے مراد ایسی بیروزگاری ہے
Unemployment	امپلائمنٹ)	بیروزگاری	جس میں افراد نوکری کرنے کو ترجیح نہیں دیتے

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) ۔ ہندوستان کی ترقی میں حائل مسائل کا تذکرہ کیجیے؟
2) ۔ علاقہ واریت سے کیا مراد ہے۔ اسکی نشوونما کے عوامل بیان کیجیے؟
3) ۔ خواتین کے موقف کا تنقیدی جائزہ لیجیے؟
4) ۔ اطفال اور ان کے حقوق پر تبصرہ کیجیے؟
5) ۔ غیر سماجی سرگرمیوں کے بارے میں اپنے خیالات واضح کیجیے؟
6) ۔ لوک آیوکتہ اور لوک پال کے اہم فرائض بیان کیجیے؟

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ عام ابتدائی تعلیم کے مقصد کے حصول کے لیے کیا اقدامات کیے جائیں؟
2) ۔ ہندوستان میں فرقہ پرستی کی روک تھام کے لیے کیا طریقے اپنائے گئے ہیں؟
3) ۔ ہندوستان میں خواتین کے مستقبل پر ایک نوٹ لکھیے؟
4) ۔ زندگی کے حق کی وضاحت کیجیے؟
5) ۔ منشیات کے استعمال کے خطرات واضح کیجیے؟
6) ۔ ہمارے معاشرہ کی غیر سماجی برائیوں میں سے کسی دو پر نوٹ لکھیے؟
7) ۔ فرقہ پرستی سے کیا مراد ہے؟
8) ۔ رشوت ستانی کا کیا مفہوم ہے اور اسکا سدباب کیونکر ممکن ہے؟
9) ۔ اقلیتوں کے مسائل پر نوٹ لکھیے؟
10) ۔ جہیز کی رسم کے نقصانات بتایئے؟

7.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ دنیا میں سب سے زیادہ آبادی والا ملک.......................ہے۔ (1) چین (2) ہندوستان (3) امریکہ۔

2) ۔ ہندوستان میں خواندگی کی شرح سب سے زیادہ.......................اسٹیٹ میں ہے۔

(1) آندھرا پردیش (2) کیرالا (3) مغربی بنگال۔

3) DMK ریاست.......................کی ایک علاقائی جماعت ہے۔ (1) ٹامل ناڈو (2) آسام (3) کیرالا۔

4) ۔ لڑکیوں کی شادی کی اقل ترین عمر.......................سال ہے (1) 18 (2) 20 (3) 21۔

5) ۔ قومی خواندگی کے مشن کو.......................سن میں قائم کیا گیا۔ (1) 1987 (2) 1988 (3) 1990 ۔

6) ۔ جہیز پر امتناع کا ایکٹ.......................میں مرتب کیا گیا ۔

7) ۔ دستور کی کس دفعہ کے تحت بچوں کو خطرناک کام پر مامور کرنے سے منع کیا گیا.......................

8) ۔ ہندوستانی دستور کی رو سے کتنے بنیادی حقوق شہریوں کو عطا کئے گئے ہیں ....

9) ۔ آندھرا پردیش میں کونسی علاقائی جماعت حکمران ہے.......................

10) ۔ ہندوستان کے آٹھویں شیڈول میں.......................قومی زبانیں درج ہیں۔

11) ۔ دفعہ.......................کی رو سے اقلیتوں کو تعلیمی اداروں کے قیام کا حق دیا گیا ہے۔

12) ۔ ....سال سے کم عمر بچوں کو کارخانوں میں کام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

☆☆☆

☆☆

☆

سبق 9 ہندوستان کی خارجہ پالیسی

India's Foreign Policy

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

3.1 ۔ ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول

3.2 ۔ بڑی طاقتوں کے ساتھ تعلقات

3.2.1 ۔ ہندوستان اور امریکہ

3.2.2 ۔ ہندوستان اور سوویت یونین

3.3 ۔ ہندوستان اور دولت مشترکہ

3.4 ۔ ہندوستان کے پڑوسیوں کے ساتھ تعلقات

3.4.1 ۔ ہندپاک تعلقات

3.4.2 ۔ ہندچین تعلقات

3.4.3 ۔ ہندوستان اور سری لنکا

3.5 ۔ ہندوستان اور سارک

3.6 ۔ تیسری دنیا اور ہندوستان

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ فرہنگ اصطلاحات

6 ۔ نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

6.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

ہندوستان ایک آزاد اور خود مختار ملک ہے اسکی اپنی ایک خارجہ پالیسی ہے جسکے چند اصول ہیں۔ اسکے تعلقات ہر دو بلا کس سے برابر کے ہیں۔ اس سبق کے مطالعہ کے بعد آپ یہ جاننے کے قابل ہو جائینگے کہ

☆ خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے۔
☆ اسکے بنیادی اصول کیا ہیں۔
☆ ہندوستان کی خارجہ پالیسی اپنے پڑوسی ملکوں کے ساتھ کیسی ہے۔
☆ تیسری دنیا اور ہندوستان کے تعلقات میں کیسی ہم آہنگی ہے۔

2 تمہید

دور حاضر میں جدید ذرائع نقل و حمل، اور مواصلاتی نظام کے سبب قومیں ایک دوسرے سے قریب آگئی ہیں۔ عالمی معاشرہ میں ہر ریاست دوسری ریاستوں کے تعلقات پر اثر انداز ہونیکی کوشش کرتی ہے تاکہ اپنے قومی مفاد و اغراض کو ملحوظ رکھا جاسکے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے ہر ریاست دوسری ریاستوں سے تعلقات استوار کرنے کے لیے چند مخصوص اصول مرتب کرتی ہے ان ہی اصولوں کی بنیاد پر کسی بھی ملک کے خارجی تعلقات کا انحصار ہوتا ہے۔

خارجہ پالیسی ان فیصلوں اور کاروائیوں کی حامل ہے۔ جو ریاستوں کے باہمی تعلقات کو پیش کرتی ہے۔

مختصر یہ کہ خارجہ پالیسی اصولوں کا ایک وسیع خاکہ ہے جس کے ذریعے ایک ریاست بیرونی ممالک میں اپنے مفاد کے تحفظ کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ 1947ء میں بھارت کی آزادی کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے خارجہ پالیسی کا خاکہ مرتب کیا یہ پالیسی ان قرار دادوں پر مشتمل تھی جو انڈین نیشنل کانگریس نے آزادی سے پہلے منظور کی تھی اس لیے پنڈت نہرو کو آزاد ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا معمار کہا جاتا ہے۔

3 سبق کا متن

3.1 ۔ ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول

ہندوستان کے دستور کی دفعہ 51 میں خارجہ پالیسی سے متعلق ہدایتیں دی گئی ہیں۔ جن میں کہا گیاہیکہ ریاست اس بات کی کوشش کرے کہ عالمی تحفظ اور امن کو فروغ ملے، قوموں کے درمیان باعزت اور منصفانہ تعلقات قائم ہوں اور بین الاقوامی قوانین اور معاہدوں کا احترام ہو۔ ہندوستانی خارجی پالیسی کے حسب ذیل اصول ہیں۔

1 ۔ ناوابستگی (Non-alignment) : ہندوستان شروع ہی سے ناوابستہ تحریک کا رہنما رہا ہے اور ناوابستگی ملک کی خارجہ پالیسی کی بنیاد ہے۔

ناوابستگی کا مطلب ہے کہ ملک کسی فوجی بلاک میں شامل نہیں ہوگا اور عالمی امن کے لیے عالمی مسائل میں اپنی رائے اور پالیسی کا آزادی کے ساتھ اظہار کریگا دوسرے الفاظ میں ناوابستگی بے تعلقی کو ظاہر نہیں کرتی بلکہ دو حریف بلاکوں سے علیحدہ ایک مثبت پالیسی ہے جو انصاف کے تقاضوں کی تکمیل کرتی ہے۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد دنیا دو فوجی بلاکس میں تقسیم ہوگئی ایک بلاک کی قیادت امریکہ اور دوسرے بلاک کی قیادت روس کے ہاتھ میں ہے اور دونوں کے درمیان سرد جنگ جاری تھی۔ ایسی صورت میں ناوابستہ تحریک کافی مقبول ہوئی اور موجودہ حالت میں اس تحریک میں کئی ممالک شامل ہوگئے ہیں۔

2 ۔ پنچ شیل (Punchsheel) : پنچ شیل پانچ اصولوں کو کہتے ہیں۔ یہ اصول چین اور ہندوستان کے وزراء اعظم نے 1954ء میں وضع کیے تھے اور ساتھ ہی عالمی امن کی خاطر حسب ذیل اصولوں کی تدوین کی۔

(1) ایک دوسرے کی علاقائی سالمیت اور اقتدار کا احترام کرنا (Respect for territorial Integrity)

(2) ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت (Non-Interference)

(3) باہمی عدم جارحیت (Mutual Non-Aggression)

(4) باہمی مساوات (Mutual Equality)

(5) پر امن بقائے باہم (Peaseful Coexistence)

گو کہ دنیا میں مختلف سیاسی، معاشی اور سماجی نظام قائم ہیں لیکن ان کے درمیان ٹکراؤ لازمی نہیں ہے۔ مختلف نظام ایک دوسرے کے ساتھ امن وامان سے رہ سکتے ہیں اس طرح عالمی امن قائم رہ سکتا ہے اصل میں یہ اصول جیو اور جینے دو ("Live and let live") پر اصرار کرتا ہے۔ ابتداء میں ہر نظریہ دنیا کو فتح کرنا چاہتا ہے جس سے دنیا میں جنگ و

جدل کے حالات پیدا ہوتے ہیں مگر بلآخر تھک ہار کر ہر ایک نظریہ کو دنیا سے سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے۔

ملکوں کو صحت مند سماجی زندگی کے لیے بھی اس اصول پر عمل کرنا ضروری ہے اس اصول کو رواداری کہا جاسکتا ہے چونکہ کہ ہندوستان میں مختلف تہذیبوں اور مذاہب کے لوگ رہتے ہیں اس لیے اس اصول پر کاربند ہو کر ملک کی سالمیت برقرار رکھی جاسکتی ہے۔

3۔ (3) نو آبادیاتی نظام اور سامراجیت کی مخالفت (Opposition to Imperialism & Colonialism)

ہندوستان خود نو آبادیاتی نظام کا شکار رہا ہے اسے غلامی کا تلخ تجربہ ہے اس لیے اس نے ہمیشہ آزادی کی تحریکوں کی پرزور حمایت کی۔

سامراجیت کا مقصد اپنی ریاست کی سرحدوں کی توسیع کرنا ہے۔ جب کوئی ریاست اپنی سرحدوں سے تجاوز کرتی ہے اور اسکی توسیع کے لیے دنیا کے بڑے بڑے مقامات پر قابض ہو جاتی ہے تو اسے نو آبادیاتی نظام کہتے ہیں۔ اپنی سامراجیت کی پیاس بجھانے کے لیے سفید فام اقوام نے ایشیائی اور آفریقی ملکوں میں نو آبادیات قائم کیں اور ان پر سیاسی غلبہ حاصل کیا اور ان کا خوب استحصال کیا نوابادیاتی نظام کی طرح سامراجیت کے اثرات بھی مضر ہیں اس لیے یہ قابل مذمت ہیں اور ان کا سدباب ضروری ہے۔

ہندوستان نے ٹیونس، انڈونیشاء، لیبیاء الجزائیر اور مراکش کی آزادی کی جدوجہد کی تائید کی اور اس کا یہ عقیدہ ہیکہ ہر ملک کو اپنے فیصلے کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

4 ۔ (4) **اقوام متحدہ پر مکمل اعتماد :** ہندوستان نے ابتداء ہی سے اقوام متحدہ سے تعاون کی پالیسی اختیار کی اور اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعے اقوام متحدہ کے مقاصد پر عمل آوری کی۔ اقوام متحدہ کے مختلف شعبوں میں ہندوستان نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ہندوستان اقوام متحدہ کے مقاصد اور اسکے اصولوں پر مکمل یقین رکھتا ہے اس لیے اقوام متحدہ کے فیصلوں کے مطابق ہندوستان نے امن کے قیام میں ہاتھ بٹایا۔ ہندوستان اقوام متحدہ کے وجود کو عالمی امن کے لیے ضروری تصور کرتا ہے۔

5 ۔ (5) **نسلی امتیاز کی مخالفت :** رنگ ونسل کی بنیاد پر مختلف نسلوں میں تفریق کرنا ہی نسلی امتیازی پالیسی کا اصول ہے۔ ہندوستان کا خیال ہیکہ نسلی تعصب آدمی کے وقار کو مجروح کرتا ہے۔ اس خیال کے پیش نظر ہندوستان نے نسلی امتیاز کی پالیسی کی شدت سے مخالفت کی اور اس پالیسی کے خاتمہ پر زور دیا۔ اس پالیسی کی وجہہ سے سفید فام اقوام کو تمام حقوق حاصل تھے لیکن سیاہ فام اقوام ان مراعات سے محروم تھیں۔ مہاتما گاندھی نے سب سے پہلے نسلی امتیاز کے خلاف آواز اٹھائی۔

6 ۔ (6) **پڑوسی ممالک سے دوستانہ تعلقات :** پڑوسی ممالک سے دوستانہ تعلقات رکھنا ہندوستان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد رہی ہے چنانچہ نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش، سری لنکا، پاکستان وغیرہ ہندوستان کے پڑوسی ممالک ہیں اور ان ممالک کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی پر ہندوستان ہمیشہ قائم رہا۔ تاکہ ان سے تعلقات میں کوئی خرابی نہ آنے پائے۔

7۔ (7) **عالمی مسائل کا پرامن حل :** عالمی امن کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ملکوں کے تنازعات پرامن طریقے سے حل کئے جائیں۔ آپسی تنازعات ہی اکثر جنگ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ تنازعات آپسی بات چیت یا ثالث کے ذریعے حل کئے جاسکتے ہیں۔ عالمی عدالت بھی اس سلسلہ میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ کے رول کو بھی موثر بنا کر عالمی مسائل کا حل نکالا جاسکتا ہے۔

3.2 ۔ بڑی طاقتوں کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات

دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا کے توازن قوت میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی یعنی امریکہ اور روس دنیا کی دو عظیم طاقتوں کی حیثیت سے ابھرے ان کے سوا دنیا کے دیگر ممالک یا تو امریکہ کے حلیف کی حیثیت اختیار کر گئے یا پھر روسی بلاک میں شریک ہو گئے۔ ان دو عظیم طاقتوں سے دوسرے ملکوں کی وابستگیاں یا تو نظریاتی یکسانیت کی بناء پر ہوئیں یا پھر بہ اقتضائے حالات یا ان ملکوں کا جغرافیائی موقف تھا۔

3.2.1 ۔ ہندوستان اور امریکہ (India & USA)

ہندوستان اور امریکہ جمہوریتیں ہیں اور ان کے درمیان علاقائی یا کوئی اور تنازعہ نہیں ہے اس لیے ان کے تعلقات خوشگوار ہیں۔ لیکن ہندوستان شروع سے ہی ناوابستہ تحریک کا پابند رہا ہے اور یہ پالیسی امریکہ کے لیے پسندیدہ نہیں رہی ہے۔ 1960ء کی دہائی تک امریکہ ہماری پالیسی کو موقع پرستانہ سمجھتا تھا۔ ہندوستان نے سوشلسٹ طرز سماج کو اپنی منزل کی حیثیت سے اختیار کیا۔ واشنگٹن کی بعض پالیسیوں نے ہمارے مفادات کو راست طور پر متاثر کیا۔ امریکہ ہم سے ناخوش اس لیے ہے کیونکہ ہم نے ایٹمی عدم پھیلاو معاہدہ (CTBT) پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ امریکہ کی مفاد پرستانہ پالیسیوں کی ہندوستان نے ہمیشہ مخالفت کی۔ ہندوستان نے دنیا کے دوسرے ملکوں کے ساتھ ملکر ویٹ نام کا تخلیہ کرنے امریکہ سے مطالبہ کیا تھا اس لیے واشنگٹن ہم سے خفا ہو گیا تھا۔ اس طرح ہند امریکی تعلقات میں وقفہ وقفہ داری تناؤ رہا جس کا سبب پالیسی معاملات یا اصولوں پر حقیقی اختلاف رہا یا ہندوستان کے علاقائی مفادات کے ساتھ امریکہ کے عالمی مفادات کا ٹکراو رہا۔ ان تمام وجوہات کے باوجود ہندوستان نے ہمیشہ امریکہ سے اچھے تعلقات رکھنے پر زور دیا اور اس طرح وہ دنیا کی دو بڑی جمہوریتوں میں اچھے تعلقات کا پرزور حامی رہا۔

3.2.2 ۔ ہندوستان اور سویت یونین (India & USSR)

ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے بعض مغربی ناقدین یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہندوستان کی خارجہ پالیسی موافق سویت اور مخالف امریکن ہے۔

سویت یونین چونکہ سوشلزم پر یقین رکھتا تھا اس لیے ہند سویت تعلقات غیر نزاعی رہے۔ ہند سویت معاہدہ برائے امن ودوستی پر اگست 1971ء میں دستخط ہوئے۔ جسکو بعض ناقدین ایک فوجی اتحاد قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ فوجی اتحاد نہیں ہے۔
معاہدہ کی دفعہ 4 نے ہندوستان کی ناوابستگی کی پالیسی کو تسلیم کیا ہے اور اس بات کی توثیق کی گئی کہ یہ پالیسی عالمگیر امن اور بین الاقوامی سلامتی کی برقراری اور دنیا میں کشیدگی کو کم کرنے میں ایک اہم عامل ہے۔
جب بھی سویت یونین کی پالیسی دنیا میں امن درہم برہم کرنے کی رہی ہندوستان نے اسکی مخالفت کی چنانچہ 1956ء میں سویت یونین نے ہنگری میں فوجی مداخلت کی تو ہندوستان نے اسکے خلاف رائے ظاہر کی اسکے علاوہ چیکو سلواکیہ کے ساتھ بھی روس کی پالیسی کی ہندوستان نے کبھی حمایت نہیں کی۔ اسکے علاوہ، بہت سے مسائل پر ہم نے سویت یونین کی تائید نہیں کی۔
ان تمام باتوں کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان بڑی طاقتوں کے دباؤ میں آکر ان کی پالسیوں کی حمایت نہیں کرتا اور ہر ایک کے ساتھ اسکے روابط دوستانہ ہیں۔

3.3 ۔ ہندوستان اور دولت مشترکہ (India & Common wealth)

دولت مشترکہ (common wealth) سابقہ برطانوی نو آبادیات پر مشتمل ایک مجلس ہے اب وہ تمام ممالک آزاد ہیں اور اپنی خارجی اور داخلی پالسیاں مرتب کرنے میں آزاد ہیں 1931ء میں برطانوی پارلیمنٹ کے ویسٹ منسٹر قانون (Statute of West minister) کا نفاذ ہوا اسی وقت دولت مشترکہ کا قیام عمل میں آیا تاج برطانیہ (Crown of England) کی قیادت میں دولت مشترکہ کے ممبر ممالک کا اہم مقصد باہمی اشتراک اور تعاون ہے۔ دولت مشترکہ میں اس وقت 54 ممالک ہیں جو دنیا کے تمام بر اعظموں میں موجود ہیں اسکے تمام اراکین دنیا کی آبادی کا ایک چوتھائی حصہ ہیں۔
ہندوستان نے دولت مشترکہ میں کلیدی اور اہم رول ادا کیا ہے دولت مشترکہ نے عالمی، معاشی اور ترقیاتی مسائل پر اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ دولت مشترکہ نے تمام بڑے عالمی مسائل جیسے نو آبادیات نسل پرستی، تکنیکی امداد، چھوٹے ممالک کے خصوصی مسائل، عالمی قرضوں کا بحران، نیا بین الاقوامی معاشی نظام اور شمال جنوب مکالمے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔
ہندوستان بحیثیت رکن دولت مشترکہ زمبابوے اور نامیبیا کی آزادی کی عمل تحریک میں مدد کی اور اس نے جنوبی آفریقہ میں رنگ پرستی کے خاتمہ کے لیے دباؤ ڈالا۔

3.4 ۔ ہندوستان کے پڑوسیوں کے ساتھ تعلقات

ہندوستان ایک وسیع و عریض ملک ہے اسکے پڑوسیوں میں بنگلہ دیش، بھوٹان، نیپال، چین، پاکستان اور سری لنکا شامل ہے۔اختصار کے لیے ہم صرف ہندوستان کے چین، سری لنکا اور پاکستان کے ساتھ تعلقات کا تذکرہ کرینگے۔

کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی میں پڑوسیوں سے تعلقات ایک اہم جز کی حیثیت رکھتے ہیں، تاریخی و معاشی روابط اور تہذیبی رشتے ہندوستان کو اپنے پڑوسی ممالک سے دوستانہ تعلقات استوار کرنے کی اساس فراہم کرتے ہیں۔ ہندوستان کے بڑے رقبہ کی وجہہ سے اسکے چھوٹے پڑوسی ممالک اسے خوف اور شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہندوستان کو اپنی صیانت کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔

3.4.1 ۔ ہند۔پاک تعلقات

ہمارے ملک کے پڑوسی ملک پاکستان سے ہندوستان کے تعلقات خوشگوار نہیں رہے۔دراصل ملک کی تقسیم کی وجہہ سے کئی مسائل پیدا ہوئے۔دونوں ممالک کے درمیان کشمیر ایک نزاعی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ہندوستان کشمیر کو ملک کا ایک اٹوٹ حصہ تصور کرتا ہے لیکن پاکستان کو اس سے اختلاف ہے۔جب 1965ء میں جنگ چھڑ گئی تو دونوں ممالک کے تعلقات میں ابتری پیدا ہوئی اور پھر 1971ء کی جنگ میں پاکستان کی تقسیم عمل میں آئی اور بنگلہ دیش وجود میں آیا۔

جولائی 1972ء میں ایک باہمی شملہ معاہدہ طئے کیا گیا اور اس کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ طاقت یا تیسرے ملک کی مداخلت کے بغیر دونوں ممالک کے درمیان پائے جانے والے مسائل کو بات چیت کے ذریعے حل کیا جائیگا۔

پنجاب میں سکھوں کی جانب سے چلائی جانے والی علیحدہ پسند تحریک کے دوران ہند۔پاک تعلقات میں مزید ابتری پیدا ہوگئی۔پاکستان ہمیشہ بین الاقوامی سطح پر کشمیر کے مسئلہ کو اٹھاتا رہا اور یہ بات ہندوستانی حکومت کے لیے ناپسندیدہ رہی اسکے باوجود ہندوستان کی جانب سے مسائل کے پرامن حل کے لیے کوششوں کا سلسلہ جاری ہے۔

3.4.2 ۔ ہند۔چین تعلقات

ہندوستان اور چین دنیا کے دو بڑے ممالک ہیں جنکی آبادی تمام ملکوں سے زیادہ ہے اور یہ دو ممالک قدیم تہذیبوں کا گہوارہ رہے ہیں۔دونوں کے درمیان باہمی تعلقات کی ایک طویل تاریخ ہے۔دونوں کا ایشیاء کی بڑی طاقتوں میں شمار ہوتا ہے۔

چین 1949ء میں ایک اشتراکی ملک بنا اس نے برطانوی حکمرانوں کی جانب سے تعین کردہ ہندوستان اور تبت کے درمیان والی سرحد کو تسلیم نہیں کیا۔اس سرحد کو میک موہن لائن (Mac Mohan Line) کہا جاتا ہے۔

ہندوستان اور چین کے درمیان 1954ء میں ایک معاہدہ ہوا جسکو پنچ شیل (Punchsheel) کہتے ہیں جسکے تحت ایک

دوسرے کے داخلی امور میں عدم مداخلت، ایک دوسرے کی علاقائی وحدت، سالمیت اور آزادی کا احترام وغیرہ امور کو شامل کیا گیا۔

بدھ مت کے مذہبی پیشوا دلائی لاما اور ان کے ساتھی جب سے ہندوستان میں پناہ لیے ہوئے ہیں ہند چینی تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوا۔ 1962ء میں ہندوستان اور چین میں جنگ چھڑ گئی۔ چین ہندوستان کو ایشیاء میں اپنا حریف سمجھتا ہے۔ اس طرح ایک مدت تک ہند۔ چین تعلقات منجمد رہے۔ 1976ء میں دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات بحال ہوئے۔ دنوں نے یہ محسوس کیا کہ سرحدی جھگڑا ایک طویل مدتی جھگڑا ہے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوششوں کے ساتھ دونوں ممالک نے یہ محسوس کیا کہ تجارت ترسیل وابلاغ وغیرہ کے میدان میں تعلقات کو فروغ دینے سے دونوں ممالک کو فائدہ ہوگا۔ دونوں ممالک نے 1993ء میں ایک معاہدہ کیا جس میں یہ طئے کیا گیا کہ تنازعات کو گفت وشنید کے ذریعے طئے کیا جانا چاہئے۔

3.4.3 ۔ ہندوستان اور سری لنکا

سری لنکا اور ہندوستان دو پڑوسی ممالک ہیں۔ بحر ہند میں سری لنکا ایک چھوٹا سا جزیرہ جو ہندوستان کے جنوب میں واقع ہے۔ ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان اصل مسئلہ ان ہندوستانیوں کا ہے جو 1948ء سے سری لنکا میں سکونت پذیر ہو گئے ہیں۔ سری لنکا میں پناہ گزیں ہندوستانیوں کے ساتھ امتیازی سلوک سے ہندوستان فکر مند رہا کیوں کہ بہت سے ہندوستانی ٹامل (Tamil) زبان بولنے والے تھے۔ سری لنکا میں ایک قانون بنایا گیا جسکی رو سے ٹامل آبادی کی اکثریت کو شہریت یا مساویانہ حقوق سے محروم کردیا گیا۔ اس طرح سنہالی اور ٹامل باشندوں کے درمیان خون ریز خانہ جنگی کے سبب سری لنکا اور ہندوستان کے تعلقات پر گہرے اثرات پڑے۔ جن کو دور کرنیکی کوشش کی جارہی ہے۔

3.5 ۔ ہندوستان اور جنوبی ایشیائی انجمن برائے علاقائی تعاون

India and South Asain Association for Regional Co-opration (SAARC)

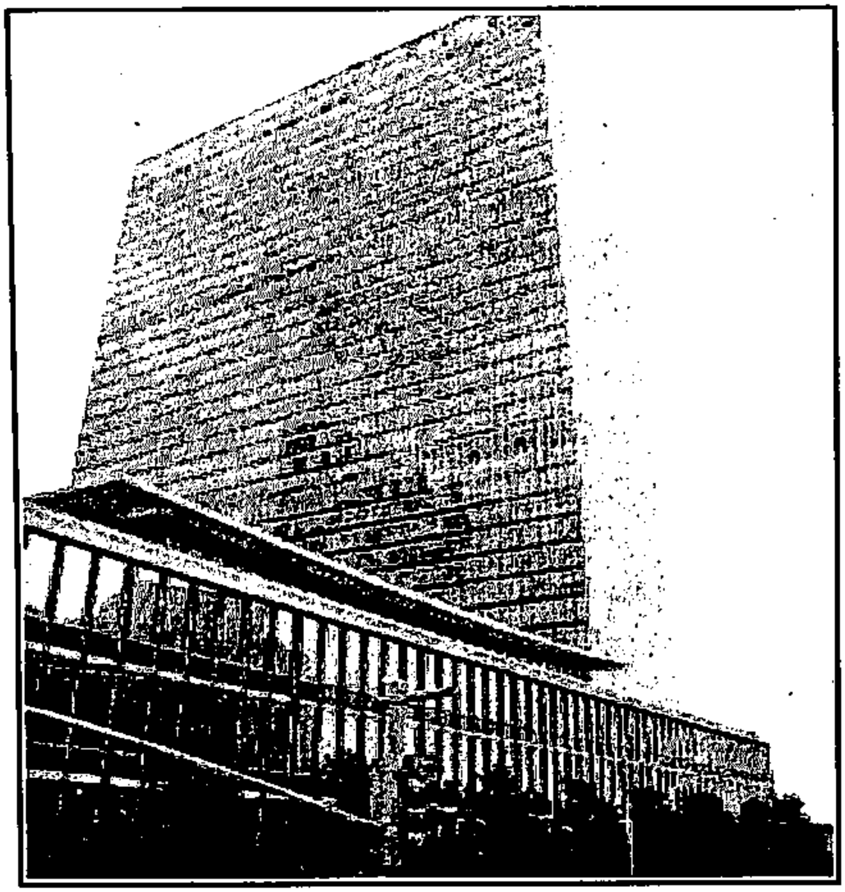

سیاسی، معاشی اور تہذیبی مقاصد کا حصول علاقائی بلاکوں کی تشکیل کا مشترکہ نصب العین رہا ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے سارک (SAARC) کا پہلا اجلاس 1985ء میں ڈھاکہ میں منعقد ہوا اس انجمن کے سات اراکین بنگلہ دیش، بھوٹان، ہندوستان، نیپال، پاکستان، سری لنکا اور مالدیپ ہیں جو اس تنظیم میں شامل ہیں اس تنظیم کے آٹھ اہم مقاصد ہیں۔

1) ۔ جنوبی ایشیاء میں عوامی فلاح کو فروغ دینا۔

2) ۔ عوام کا معیار زندگی بلند کرنا۔

3) ۔ علاقہ میں سماجی اور معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا۔

4) ۔ باہمی سمجھ بوجھ اور اجتماعی کفالت کو فروغ دینا۔
5) ۔ علاقائی مسائل کو باہمی تعاون کے ذریعے حل کرنا۔
6) ۔ باہمی اعتماد اور بھروسہ کو بڑھاوا دینا۔
7) ۔ باہمی تعاون کو فروغ دینا۔
8) ۔ بین الاقوامی سطح پر اور دوسرے علاقائی گروہوں کے ساتھ جنوبی ایشیائی تعاون مضبوط کرنا۔

سر دست علاقائی تعاون کے لیے 9 میدان (Areas) مخصوص کیے گئے اور ان کی ذمہ داری مختلف ممالک کو سونپی گئی جیسے زراعت (بنگلہ دیش)، صحت اور آبادی (نیپال)، میٹرولوجی (Metrology) (ہندوستان)، ڈاک (بھوٹان)، دیہی ترقی (سری لنکا)، سائنس اور ٹکنالوجی (پاکستان)۔ ان مالک کے درمیان تعاون پیدا کرنے کی راہ میں باہمی تنازعات بڑی رکاوٹ ہیں جن کو حل کرنے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔

علاقائی تعاون کے لیے سازگار حالات پیدا کرنے کی ذمہ داری علاقے کے بڑے ملکوں پر عائد ہوتی ہے۔ اس علاقہ کا سب سے بڑا ملک ہندوستان ہے۔ غیر ضروری ٹکراو اور ہتھیاروں کی دوڑ سے دور رہ کر ہی تعمیری پروگراموں پر توجہ دی جاسکتی ہے۔ آج غریب ملکوں کا بیشتر سرمایہ دفاعی اقدامات پر صرف ہو رہا ہے اور یہی سرمایہ ترقیاتی کاموں پر لگا کر یہ ملک معاشی لحاظ سے طاقتور بن سکتے ہیں۔

مذہبی، لسانی اور نسلی بندھنوں نے ان ممالک کی قومی سرحدوں کو پار کر لیا ہے۔ اس سے قومی یکجہتی اور قومی شناخت کے پیچیدہ مسائل پیدا ہوگئے ہیں اس منطقہ کی سیاسی فضا کو مکدر کرنے والے سب سے زیادہ نزاعی مسائل باہمی نوعیت کے حامل ہیں۔

3.6 ۔ تیسری دنیا اور ہندوستان

پچاسویں دہائی کے وسط میں نئے تشکیل پانے والے ممالک کو عام طور پر تیسری دنیا کے ممالک کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے۔ تیسری دنیا کی اصطلاح، ایشیا، آفریقہ اور لاطینی امریکہ کے بہت نئے آزاد اور ترقی پذیر ممالک کی نمائندگی کرتی ہے ان کا تعلق نہ تو ترقی یافتہ مغربی گروپ (پہلی دنیا) سے ہے اور نہ ہی سوشلسٹ گروپ (دوسری دنیا) سے ہے۔

تیسری دنیا کے ممالک کے کچھ مشترکہ خدوخال اور مسائل ہیں۔ بہت سے ممالک سابق میں مغربی سامراجی طاقتوں کی نوآبادیاں رہے ہیں اور یہ ممالک شدید معاشی عدم مساوات، غربت اور پسماندگی کا شکار ہیں اسکے علاوہ یہ بڑھتی ہوئی آبادی، نسلی اور فرقہ وارانہ مخالفتیں جیسے مسائل سے گھرے ہوئے ہیں۔

الجیریائی مصنف (Fanoon) کی رائے میں آزادی کے لیے کشمکش کرنے والے اور سامراجی طاقتوں کی جانب سے

استحصال کے خلاف لڑنے والے یہ سابق نو آبادیات دنیا میں ایک ممتاز سیاسی گروہ کی صورت اختیار کر رہے ہیں۔ ہندوستان نے بہت سے بین الاقوامی امور کے تعلق سے تیسری دنیا کے موقف اور زاویہ نظر کو تبدیل کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔

ہندوستان کی عدم وابستگی کی پالیسی تیسری دنیا کے بہت سے ممالک کے لیے ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ ہندوستان نے عرب۔ ایشیائی ممالک کی چوٹی کانفرنس کو 1953ء میں بینڈنگ (انڈونیشیاء) میں منعقد کرنے کے سلسلے میں اہم رول ادا کیا ہے اس کانفرنس میں تیسری دنیا کے بنیادی موقف اور مسائل کو پیش کیا گیا۔

غیر وابستہ ممالک کی الجیریا میں 1973ء میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں نئے بین الاقوامی معاشی نظام کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ ایک طویل عرصہ تک ہندوستان جدید نو آبادیاتی بالادستی کے خلاف رہا۔ اس نے تیسری دنیا کے داخلی امور میں برتر طاقتوں کی مداخلت کی بھی مخالفت کی۔ ہندوستان کے چند بین الاقوامی معاہدوں کی بھی مخالفت کی جو تیسری دنیا کے لیے سازگار نہیں تھے اور جنہیں بڑی طاقتیں اپنے زور و جبر سے مسلط کرنا چاہتی تھیں۔

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان کی خارجہ پالیسی شعوری طور پر منتخب کردہ اصولوں پر مبنی ہے۔ اس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ بین الاقوامی میدان میں قومی مفادات کا تحفظ ہو۔

ہندوستان کو اپنی خارجہ پالیسی ایسی دنیا میں تشکیل دینی تھی جس میں بہت سے ممالک دو طاقتور بلاک میں بٹ گئے تھے۔ ایک بلاک میں مغربی ممالک شامل تھے جسکی قیادت امریکہ کر رہا تھا دوسرے بلاک میں سوشلسٹ ممالک تھے جنکی رہنمائی سویت یونین کر رہا تھا۔ اگرچہ کہ دوسری جنگ عظیم ختم ہو چکی تھی لیکن عالمی فضاء میں تناؤ اور کشیدگی باقی تھی۔

ہندوستان نے نو آبادیاتی نظام کی مخالفت کی۔ عدم وابستگی کو اپنی خارجہ پالیسی کا ستون قرار دیا۔ اس پالیسی کا مقصد اقوام عالم کے درمیان دوستانہ تعلقات اور تعاون کے جذبہ کو تقویت دینا اور عالمی امن کو فروغ دینا ہے۔

ہندوستان نے دو بڑی عالمی طاقتوں سے مساویانہ تعلقات برقرار رکھنے کو ترجیح دی اسکو اپنی معاشی حالت درست کرنا تھا اور اس پالیسی میں ہندوستان بڑی حد تک کامیاب رہا۔

دولت مشترکہ سابقہ برطانوی نو آبادیات پر مشتمل ایک مجلس ہے۔ ہندوستان نے دولت مشترکہ میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔

ہندوستان کے پڑوسی ممالک جیسے چین' پاکستان' بنگلہ دیش' نیپال' سری لنکا' بھوٹان وغیرہ سے اپنے تعلقات استوار کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور ان میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں ان کو دور کرنیکی کوشش کی جارہی ہے۔ چنانچہ سارک (SAARC) کا قیام بھی اسی سمت میں ایک پہل ہے۔

تیسری دنیا کے ممالک میں وہ ممالک شامل ہیں جو ایشیائی، آفریقی اور لاطینی امریکہ میں ہیں اور ان کا تعلق نہ تو ترقی یافتہ مغربی گروپ اور نہ تو سوشلسٹ گروپ سے ہے۔ان کے مسائل ملتے جلتے ہیں یہ عدم مساوات، غربت، نسلی اور فرقہ وارانہ مخالفتوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہندوستان ان کے مسائل میں دلچسپی لیکر ان کے مسائل کو حل کرنیکی کوشش میں مصروف بہ کار ہے۔

5 فرہنگ اصطلاحات

Common Wealth	(کامن ویلتھ)	دولت مشترکہ	سابقہ برطانوی نوآبادیات پر مشتمل ایک مجلس۔
C.T.B.T	(سی ٹی بی ٹی)	ایٹمی عدم پھیلاؤ معاہدہ	ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاو کا معاہدہ۔
Expliotation	(اکسپلائی ٹیشن)	استحصال	کسی کی کمزوری یا مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھانا۔
Foreign Policy	(فارن پالیسی)	خارجہ پالیسی	یہ خارجہ پالیسی اصولوں کا ایک وسیع خاکہ ہے جس کے ذریعہ ایک ریاست بیرونی ممالک میں اپنے مفاد کے تحفظ کے لیے کوشاں رہتی ہے۔
Imperialism	(امپریلزم)	سامراجیت	توسیع پسندی۔اپنی ریاست کی سرحدوں کی توسیع کرنا۔
Mac Mohan Line	(میک موہن لائن)	میک موہن لائن	ہندوستان اور چین کے درمیان والی سرحد جو برطانوی حکمرانوں کی جانب سے متعین کردہ ہے ہے۔
Non-alignment	(نان الائمنٹ)	ناوابستگی	یہ ناوابستگی کا مطلب کسی بھی فوجی بلاک سے جو اپنے آپ کو الگ رکھنا۔اور عالمی مسائل پر پر اپنی پالیسی کا آزادی کے ساتھ اظہار کرنا۔
Punch Sheel	(پنچ شیل)	پنچ شیل	یہ پانچ اصول ہیں اور وزیر اعظم چین چواین لائی اور پنڈت نہرو نے 1954ء میں یہ اصول وضع کیے تھے۔

Racial discrimination (ریسل ڈس کریمینشن) نسلی امتیاز		رنگ و نسل کی بنیاد پر مختلف نسلوں میں تفریق کرنا۔
SAARC (سارک) جنوبی ایشیائی انجمن برائے علاقائی تعاون		اس میں ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، بھوٹان اور مالدیپ شامل ہیں۔ اس کا مقصد سیاسی، معاشی اور تہذیبی مقاصد کا مشترکہ حصول ہے۔
Super powers (سوپر پاورس) عظیم طاقتیں		امریکہ اور روس کو عظیم طاقتیں کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ایٹمی اسلحہ اور معاشی لحاظ سے مظبوط ہیں۔

6 نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) ۔ کسی ملک کی خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟
2) ۔ ہندوستانی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول بتایئے؟
3) ۔ ہندوستان کے تعلقات روس اور امریکہ سے کیسے ہیں۔ وضاحت کیجیے؟
4) ۔ ہندوستان کے تعلقات اپنے پڑوسی ملکوں سے کیسے ہیں بیان کیجیے؟
5) ۔ سارک (SAARC) ممالک کونسے ہیں اور ان میں باہمی ربط کیسا بڑھایا جاسکتا ہے؟
6) ۔ تیسری دنیا کا مفہوم بتایئے؟
7) ۔ ہندوستان پاکستان تعلقات پر اپنے خیالات کا اظہار کیجیے؟
8) ۔ پنچ شیل (Punch Sheel) کے اصول بتایئے؟
9) ۔ ہندوستان اور دولت مشترکہ ۔

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ آزاد ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا خاکہ کس نے مرتب کیا؟
2) ۔ ہندوستان کے علاوہ پنچ شیل اصولوں کی کس ملک نے پہلے تائید کی تھی؟

3) ۔ دنیا کی دو عظیم طاقتیں کونسی سمجھی جاتی ہیں؟

4) ۔ CTBT کا مفہوم بتایئے؟

5) ۔ دولت مشترکہ سے کیا مراد ہے ؟

6) ۔ مک موہن لائن(Mac Mohan Line) کیا ہے ؟

7) ۔ بدھ مذہب کے مذہبی پیشوا کون ہیں؟

8) SAARC کا مفہوم بتایئے؟

9) ۔ سارک میں شامل بڑے ممالک کونسے ہیں؟

10) ۔ بنڈنگ (انڈونیشیاء) کی 1953ء میں کونسی کانفرنس منعقد ہوئی؟

6.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ افلاس، بیروزگاری، ناخواندگی وغیرہ.......................... کے مسائل ہیں۔

2) ۔ سارک کا پہلا اجلاس 1985ء میں.......................... میں منعقد ہوا۔

3) ۔ 1954ء میں ہندوستان اور چین میں جو معاہدہ ہوا اسکو.......................... کہتے ہیں۔

4) ۔ دنیا میں سب سے زیادہ آبادی والا ملک.......................... ہے۔

5) ۔ 1962ء میں ہندوستان اور.......................... کے درمیان جنگ چھڑی۔

6) ۔ سری لنکا کی سرکاری زبان.......................... ہے (ٹامل۔ سنہالی)

7) ۔ ہندوستان کے جنوب میں.......................... جزیرہ واقع ہے (سری لنکا۔ بنگلہ دیش)

8) ۔ 1971ء میں.......................... وجود میں آیا (افغانستان۔ بنگلہ دیش)

9) ۔ .... کا مقصد سرحدات میں توسیع کرنا ہے (سامراجیت۔ اشتراکیت)

10) ۔ 1956ء سویت یونین نے.......................... میں فوجی مداخلت کی (ہنگری۔ افغانستان)

☆☆☆

☆☆

☆

سبق 10 اقوام متحدہ

United Nations Organisation

1 ۔ سبق کا خاکہ
2 ۔ تمہید
3 ۔ سبق کا متن
3.1 ۔ اقوام متحدہ کے اغراض و مقاصد
3.1.1 ۔ رکنیت
3.2 ۔ اہم ادارے
3.2.1 ۔ جنرل اسمبلی
3.2.2 ۔ سلامتی کونسل
3.2.3 ۔ معاشی و سماجی کونسل
3.2.4 ۔ سکریٹریٹ (معتمدی)
3.2.5 ۔ سیکریٹری جنرل (معتمد عمومی)
3.2.6 ۔ بین الاقوامی عدالت
3.2.7 ۔ تولیتی کونسل
3.3 ۔ اقوام متحدہ کے خصوصی ادارے
3.3.1 ۔ بین الاقوامی مزدور تنظیم
3.3.2 ۔ تعلیمی سائنسی اور کلچرل تنظیم (UNISCO)
3.3.3 ۔ عالمی تنظیم صحت (W.H.O)
3.3.4 ۔ غذائی زرعی تنظیم
3.3.5 ۔ بین الاقوامی مالی فنڈ (I.M.F)

3.3.6 ۔ بین الاقوامی تجارتی تنظیم (W.T.O)
3.4 ۔ اقوام متحدہ کی اہم کامیابیاں اور ناکامیاں
4 ۔ سبق کا خلاصہ
5 ۔ زاید معلومات
6 ۔ فرہنگ اصطلاحات
7 ۔ نمونہ امتحانی سوالات
7.1 ۔ طویل جوابی سوالات
7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات
7.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائینگے کہ
اقوام متحدہ کے قیام کے اہم مقصد کو جان سکیں۔
اقوام متحدہ کے ادارے کون کونسے ہیں۔
اقوم متحدہ کی ایجنسیاں کونسی ہیں۔
اور اقوام متحدہ کی کارکردگی کے بارے میں بھی واقف ہو جائیں گے۔

2 تمہید

پہلی جنگ عظیم (19-1914) کے بعد سیاسی رہنماوں نے دنیا کی قوموں کے درمیان تنازعات کو حل کرنے اور جنگوں کو روکنے کے لیے ایک عالمی تنظیم کی ضرورت محسوس کی۔ اس غرض سے مجلس اقوام (League of Nations) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ لیکن یہ تنظیم اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہی اور اسکے 20 سال بعد ہی دنیا کو ایک اور عالمگیر جنگ (دوسری)45-1939 سے سابقہ پڑا اور جسکی ہولناک تباہی نے سیاسی رہنماوں کے ضمیر کو جھنجوڑ کر رکھ دیا اور اس طرح 24 اکٹوبر 1945ء کو مجلس اقوام متحدہ (UNO) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ابتداء میں اس ادارے کے صرف 51 ممالک رکن تھے لیکن اب یہ ادارہ ایک عالمگیر ادارہ بن گیا ہے۔

3 سبق کا متن

3.1 ۔ اقوام متحدہ کے اغراض و مقاصد

اس تنظیم کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

آنے والی نسلوں کو جنگ سے محفوظ رکھنا۔

انسانی حقوق، فرد کا احترام اور قوموں کی مساوات کا اعادہ کرنا۔

بین الاقوامی معاہدوں کا احترام کرنا۔

انسانی آزادیوں کے فروغ کے لیے سماجی ترقی اور معیار زندگی کو فروغ دینا۔

عالمی امن قائم رکھنے کے لیے مساعی کرنا۔

ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات کو فروغ دینا۔

3.1.1 ۔ رکنیت

ابتداء میں جب اس تنظیم کا قیام عمل میں آیا اس وقت اسکے ممبر ممالک کی تعداد صرف 51 تھی لیکن اب یہ تنظیم ایک عالمگیر تنظیم بن گئی ہے۔ اس کی رکنیت ہر وہ ملک کے لیے کھلی ہے جو عالمی امن کا پیروکار ہے اور اسکے اغراض و مقاصد کی تائید کرتا ہے۔ اسکی رکنیت سلامتی کونسل کی سفارش پر جنرل اسمبلی منظور کرتی ہے۔

3.2 ۔ اہم ادارے

اقوام متحدہ کے حسب ذیل اہم ادارے ہیں۔

(1) جنرل اسمبلی (2) سلامتی کونسل (3) معاشی و سماجی کونسل (4) سکریٹریٹ (معتمدی) (5) سکریٹری جنرل (معتمدِ عمومی) (6) بین الاقوامی عدالت (7) تولیتی کونسل۔

3.2.1 ۔ جنرل اسمبلی (General Assembly)

جنرل اسمبلی اقوام متحدہ کا سب سے بڑا ادارہ ہے اور یہ اقوام متحدہ کے تمام ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ وہ تمام ممالک جنہوں نے سان فرانسسکو کانفرنس میں شرکت کی اور اسکے اعلامیہ پر دستخط کیے وہ اقوام متحدہ کے رکن بن گئے اسکے علاوہ اس کی رکنیت ان تمام دیگر امن پسند ممالک کے لیے کھلی ہیں جو منشور کے تحت ذمہ داریوں کو قبول کرتے ہیں اور جنرل اسمبلی کو

سلامتی کونسل کی سفارش پر نئے رکن کو داخلہ دینے کا اختیار ہے۔

ہر ایک رکن ملک پانچ افراد پر مشتمل وفد جنرل اسمبلی کے لیے بھیج سکتا ہے لیکن اسے صرف ایک ہی ووٹ دینے کا اختیار ہے جنرل اسمبلی کے لیے سال میں کم از کم ایک مرتبہ اجلاس کرنا ضروری ہے اور یہ اجلاس ہر سال ستمبر کے تیسرے منگل (Tuesday) کو ہوتا ہے لیکن اگر ارکان چاہیں تو ایک سال میں کئی مرتبہ اسکے اجلاس ہو سکتے ہیں جنرل اسمبلی ہر سال سالانہ اجلاس کے موقع پر اپنے صدر کا انتخاب کرتی ہے۔ جنرل اسمبلی کے کام کا زیادہ حصہ مختلف کمیٹیوں کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔

جنرل اسمبلی کا بنیادی فرض عالمی صورتحال پر عام بحث سے متعلق ہے۔

دفعہ 10 کے تحت جنرل اسمبلی کو حسب ذیل امور پر بحث کرنے کا اختیار ہے۔

(1) ۔ جنگ اور امن کے معاملات اور اس صورتحال پر جس سے بین الاقوامی امن اور سلامتی کو خطرہ ہو۔

(2) ۔ ان کے مختلف حلوں پر غور کر سکتی ہے اور تنازعات کے تعلق سے سفارشات مرتب کر سکتی ہے۔

(3) ۔ عالمی غربت، معاشی تعاون اور عالمی صحت سے متعلق مسائل کے حل کے لیے تجاویز پیش کر سکتی ہے۔

جنرل اسمبلی کو سکریٹری جنرل (Secretary General) کے تقرر کا حق حاصل ہے جو اقوام متحدہ کی ایک اہم فعال شخصیت ہوتا ہے اسکے علاوہ جنرل اسمبلی اقوام متحدہ کے دیگر اداروں اور اسکے مختلف کمیٹیوں کے لیے صدر نشین منتخب کرتی ہے جیسے سلامتی کونسل کے غیر مستقل ارکان، تولیتی کونسل کے ارکان، معاشی اور سماجی کونسل کے ارکان وغیرہ۔

جنرل اسمبلی کا فرض اقوام متحدہ کے اداروں کی نگرانی ہے اسکے علاوہ یہ اقوام متحدہ کا بجٹ منظور کرتی ہے۔ مختلف اداروں کے فنڈس مختص کرتی ہے اور اسکے سالانہ حسابات کی توثیق کرتی ہے غیر سیاسی معاملات میں جنرل اسمبلی کا رول بہت نمایاں ہے۔

3.2.2 ۔ سلامتی کونسل (Security Council)

سلامتی کونسل اقوام متحدہ کا سب سے اہم ادارہ ہے۔ اسکا تعلق سیاسی فرائض سے ہے دنیا میں امن و سلامتی کا اہم فرض اسکے سپرد ہے۔ اسکے ارکان دو قسم کے ہوتے ہیں (i) مستقل (ii) غیر مستقل۔ مستقل ارکان امریکہ، روس، برطانیہ، چین اور فرانس ہیں۔ غیر مستقل ارکان دو سال کے لیے منتخب کئے جاتے ہیں اور ان کا انتخاب جنرل اسمبلی کے ذریعے عمل میں آتا ہے۔ اہم مسائل پر تمام پانچ مستقل ارکان کو ووٹ دینا ضروری ہوتا ہے یعنی اگر اہم معاملات پر ایک بھی مستقل رکن ووٹ نہ دے تو سلامتی کونسل اس قرارداد کو منظور نہیں کرتی ایسی کسی بھی قرارداد کو پانچ مستقل ارکان کی متفقہ رضامندی ضروری ہے۔ تمام پانچ مستقل ارکان کو حق تنسیخ (VETO POWER) کا اختیار دیا گیا ہے۔ قرارداد کی سلامتی کونسل میں منظوری پر اقوام

متحدہ کسی جارح ملک کے خلاف سخت کاروائی جس میں معاشی پابندی اور فوجی کاروائی بھی شامل ہے، کر سکتی ہے۔

سلامتی کونسل کا سب سے اہم فرض دنیا میں امن و سلامتی کی بر قراری ہے جسکے تحت کئی دیگر فرائض آتے ہیں۔ کونسل پر امن انداز میں مسئلہ کے حل کے طریقوں کی سفارش بھی کر سکتی ہے۔اس طرح سلامتی کونسل بین الاقوامی تنازعات میں تفتیشی، مصالحتی، ثالثی فرائض انجام دیتی ہے۔ سلامتی کونسل کا سب سے اہم اختیار منشور کی خلاف ورزی کرنے والے ملک کے خلاف سزاء کی کاروائی کرنا ہے اور یہ جارح ملک کے خلاف فوجی اقدامات بھی کر سکتی ہے چونکہ اقوام متحدہ کی خود اپنی کوئی فوج نہیں رہتی اس لیے اسکی مدد کے لیے ایک ملٹری اسٹاف کمیٹیMSC کی گنجائش فراہم کی گئی ہے جو مستقل ارکان کے فوجی کمانڈروں پر مشتمل ہوتی ہے۔

سلامتی کونسل کے دوسرے فرائض کو انتخابی اور تقرری فرائض کے زمرے میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

3.2.3 ۔ معاشی اور سماجی کونسل (Economic and Social Council)

اقوام متحدہ سیاسی فرائض کے علاوہ غیر سیاسی فرائض پر بھی زور دیتی ہے اس طرح یہ معاشی، تمدنی، صحت عامہ اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں دنیا کے ممالک کے درمیان باہمی تعلقات پر زور دیتی ہے معاشی اور سماجی کونسل دنیا کے ممالک کے درمیان معاشی اور سماجی تعاون کے تمام پہلوں پر کام کرتی ہے۔

یہ کونسل منتخبہ اقوام کے 54 ارکان پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ جنرل اسمبلی کے تابع کام کرتی ہے اسکے فرائض بہت وسیع ہیں۔اسکے ارکان حکومتوں کے نمائندے ہوتے ہیں اسکے اجلاس سال میں تین مرتبہ منعقد ہوتے ہیں۔ کونسل کمیٹیوں اور سب کمیٹیوں کے ذریعہ اپنے فرائض انجام دیتی ہے۔اس کا اہم فرض اقوام متحدہ کے خصوصی اداروں جیسے تنظیم خوراک وزراعت (FAO)، اقوام متحدہ کی تعلیمی سائنسی اور تمدنی تنظیم (UNESCO) اور عالمی تنظیم صحت (WHO) کی نگرانی کرنا ہے۔

3.2.4 ۔ سکریٹریٹ (معتمدی) Secretariat

اقوام متحدہ کو کارکرد طریقے پر فرائض کی انجام دہی کیلئے سکریٹریٹ موجود ہے۔اسکے فرائض حسب ذیل ہیں۔

1 ۔ پہلے فرض کو پارلیمانی کلرک کا فرض کہا جاتا ہے۔اس میں عہدہ داروں کی ایک جماعت ہوتی ہے جو مختلف خدمات جیسے تقاریر کا ترجمہ کرنا، روئیداد لکھنا، کتب خانوں کی سہولت فراہم کرنا وغیرہ ہوتا ہے۔

2 ۔ دوسرے فرض کو اطلاعاتی فرض کہا جاسکتا ہے۔اقوام متحدہ کے ارکان ممالک کو دستاویزات و مضامین وغیرہ فراہم کرنا ہوتا ہے

3 ۔ معاشی اور تکنیکی مدد کی فراہمی کے لیے مختلف ارکان ممالک سے ماہر انتظام کار بھرتی کئے جاتے ہیں۔

4 ۔ اقوام متحدہ سکریٹریٹ کا سب سے اہم کام سفارتی ہوتا ہے۔

3.2.5 ۔ سکریٹری جنرل (معتمد عمومی) Secretary General

اقوام متحدہ کے عہدہ داروں میں سکریٹری جنرل کا عہدہ بہت اہم ہوتا ہے اسکا تقرر سلامتی کونسل کی سفارش پر جنرل اسمبلی کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ وہ اقوام متحدہ کے مختلف اداروں کے اجلاسوں میں شرکت کرتا ہے۔ یہ جنرل اسمبلی کو سالانہ رپورٹ پیش کرتا ہے اور اسکو سلامتی کونسل کے علم میں کسی ایسے معاملے کو لانے کا اختیار دیا گیا ہے جس سے اسکی رائے میں بین الاقوامی امن اور سلامتی کی برقراری کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

اقوام متحدہ کے قیام کے ابتدائی دنوں میں سکریٹری جنرل کا رول محدود تھا لیکن 1960ء کے اوائل سے اس عہدہ کی اہمیت بڑھتی ہی گئی ہے۔

3.2.6 ۔ بین الاقوامی عدالت (International Court of Justice)

1946ء میں سابقہ عالمی عدالت کا نام بدل کر بین الاقوامی عدالت انصاف رکھا گیا۔ یہ عادلت 15 ججس پر مشتمل ہوتی ہے جو جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل دونوں کی جانب سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ ججس کا انتخاب انفرادی حیثیت میں کیا جاتا ہے اور عموماً قانون میں نمایاں حیثیت رکھنے والے افراد کا تقرر کیا جاتا ہے۔

اس عدالت کو دنیا کی عدالت قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ دنیا کی قوموں کے درمیان اٹھنے والے اکثر تنازعات پر اسکو کوئی حقیقی اختیار حاصل نہیں۔ عدالت کا دائرہ اختیار انفرادی ممالک کے فیصلوں پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں ایک اہم دشواری یہ ہیکہ عدالت کے فیصلے متعلقہ ریاستوں پر لازمی طور پر قابل پابندی نہیں۔ فیصلوں کی خلاف ورزی بھی کی جاسکتی ہے۔

اس عدالت پر دوسری حد بندی یہ ہیکہ صرف ریاستیں یا ممالک عدالت سے رجوع ہو سکتے ہیں اس میں افراد یا عالمی تنظیمیں فریق نہیں بن سکتے۔ اقوام متحدہ قانونی مشاورت کے لیے اس سے رجوع ہو سکتی ہے اسکا صدر مقام ہیگ (Heague) (نیدرلینڈ) میں واقع ہے۔

3.2.7 ۔ تولیتی کونسل (Tursteeship Council)

اقوام متحدہ کے ایک اہم ادارے کے طور پر تولیتی کونسل کی تخلیق کی گئی تاکہ بعض ایسے علاقوں کا نظم و نسق چلایا جاسکے جن پر نو آبادیاتی طاقتیں حکومت کرتی تھیں اور ان علاقوں کو حکومت خود اختیاری اور آزادی کے لیے تیار کیا جائے۔ اقوام متحدہ کے تحت تولیتی کونسل جنرل اسمبلی کی عام نگرانی کے تابع کام کرنے والا ایک علیحدہ ادارہ ہے۔ تولیتی کونسل کی رکنیت نظم و نسق چلانے والی طاقتوں، سلامتی کونسل کے تمام مستقل ارکان اور مزید دیگر ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔

اختیارات: ۔ تولیتی کونسل کے حسب ذیل اختیارات ہیں۔

1 ۔ کونسل کو تولیتی علاقے کا نظم و نسق چلانے والی ریاستوں سے یہ جاننے کا حق حاصل ہے کہ ان علاقوں کا انتظام کیسے چلایا جارہا ہے۔

2 ۔ ان علاقوں کے نظم و نسق کے بارے میں ان علاقوں میں رہنے والے عوام کے مختلف طبقات کی جانب سے درخواستیں قبول کر سکتی ہے۔

3 ۔ ان علاقوں کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے وقفہ وقفہ سے دورہ کرنے کا اختیار شامل ہے۔اس طرح تولیتی کونسل تولیتی علاقوں میں نظم و نسق میں اصلاح کی تجویز کر سکتی ہے۔

3.3 ۔ اقوام متحدہ کے خصوصی ادارے (Special Agencies of UNO)

اگرچہ کہ اقوام متحدہ کا بنیادی مقصد بین الاقوامی امن اور سلامتی ہے اسکے علاوہ عوام کی سماجی معاشی ترقی کے فروغ کے لیے بھی یہ مختلف سرگرمیوں کو انجام دیتی ہے اس مقصد کے لیے اسکے منشور میں مختلف خصوصی اداروں کی گنجائش فراہم کی ہے۔یہ ادارے معاشی 'سماجی 'تہذیبی 'تعلیمی 'صحت وغیرہ جیسے شعبوں میں مختلف کام انجام دے رہے ہیں۔

ذیل میں چند خصوصی اداروں کی فہرست پیش کی گئی ہے۔

3.3.1 ۔ بین الاقوامی مزدور تنظیم ((International Labour Organisation (ILO))

اس تنظیم کا خاص مقصد دنیا کے مزدوروں کی زندگی کو سکھی بنانا ہے۔یہ مزدوروں کے کام کے اوقات اجرتوں اور ان کے بچوں اور عورتوں کے حقوق کی حفاظت جیسے امور کی دیکھ بھال کرتی ہے۔اسکا ہیڈ کوارٹر جینوا میں ہے۔

3.3.2 ۔ تعلیمی سائنسی اور کلچرل تنظیم UNISCO

(U.N.Educational Scientific and Cultural Organisation)

اس کا قیام 1946ء میں عمل میں آیا یہ محسوس کیا گیا کہ اگر دنیا کے عوام تعلیم سائنس اور تمدن کے ذریعہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں تو اس سے پائیدار عالمی امن قائم کرنے میں بڑی مدد ملے گی یہ دنیا کی قوموں کے درمیان سائنس اور کلچر کے ذریعے تعاون کی فضا پیدا کر کے عالمی امن کو تقویت پہنچانا چاہتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے تو مغالطہ نہ ہوگا کہ ادارہ اقوام متحدہ کے جملہ شعبوں میں سب سے زیادہ کامیابی اسی تنظیم نے حاصل کی ہے یہ تنظیم وقتاً فوقتاً مختلف ملکوں میں سمینار منعقد کراتی ہے اس تنظیم کے ذریعے بین الاقوامیت کے جذبہ کو تقویت ملی۔

3.3.3 ۔ عالمی تنظیم صحت (W.H.O) (World Health Organisation)

اس تنظیم کا اہم مقصد دنیا میں صحت کے معیار کو بلند کرنا اور مختلف بیماریوں کو ختم کرنا ہے یہ صحت کے مرکز قائم کرتی ہے اور طبی ریسرچ کے انتظامات کرتی ہے۔اس تنظیم کے علاقائی دفتر بھی ہیں۔

3.3.4 ۔ غذائی زرعی تنظیم (FAO) (Food and Agriculture Organisation)

اس تنظیم کا سب سے اہم مقصد غذائی پیداوار میں اضافہ کرنا، دنیا کے معیار زندگی کو بلند کرنا ہے اور زراعت کو ترقی دینا ہے۔یہ تنظیم ممبر ممالک کو خوراک اور زراعت کی معلومات بہم پہونچاتی رہتی ہے۔اسکا ہیڈ کوارٹر روم (Rome) میں ہے۔

کھیتوں اور پودوں کو جو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں ان کو ختم کرنے کے لیے یہ متعدد تدابیر اختیار کرتی ہے اور اس مقصد کے لیے تحقیق کا انتظام کرتی ہے۔

3.3.5 ۔ بین الاقوامی مالی فنڈ (IMF) (International Monetory Fund)

اسکے ذریعے پس ماندہ اور غیر ترقی یافتہ ملکوں کی امداد کی جاتی ہے تاکہ وہ فنی صنعتوں کو ترقی دے سکیں اور خوش حال ہو جائیں۔اس کا اہم مقصد یہ ہیکہ ترقی پذیر ممالک بھی ترقی یافتہ بن جائیں تاکہ دنیا میں خوشحالی کا دور شروع ہو۔

3.3.6 ۔ بین الاقوامی تجارتی تنظیم (WT0) (World Trade Organisation)

اس تنظیم کا اہم مقصد غیر ترقی یافتہ ممالک کو استحصال سے بچانا ہے کیونکہ ترقی یافتہ ممالک پس ماندہ ممالک سے انتہائی سستے داموں میں خام اشیاء خریدتے ہیں اور پھر انہی ممالک کو بہتر قسم کی چیزیں بنا کر منہ مانگے دام وصول کرتے ہیں۔

اگر ہم بہ حیثیت مجموعی ادارہ UNO کی سرگرمیوں پر نظر ڈالیں تو ہمیں یہ پتہ چلے گا کہ اس ادارہ نے غیر سیاسی امور میں اپنی مختلف تنظیموں کے ذریعے بہت کامیابی حاصل کی اسکے ذریعے انسانی نسل کی بہتر انداز میں خدمت کی جارہی ہے اور پوری کوشش کی جارہی ہیکہ انسانوں کے مصائب دور ہوں اور اس دنیا میں امن اور خوش حالی بحال رہے۔

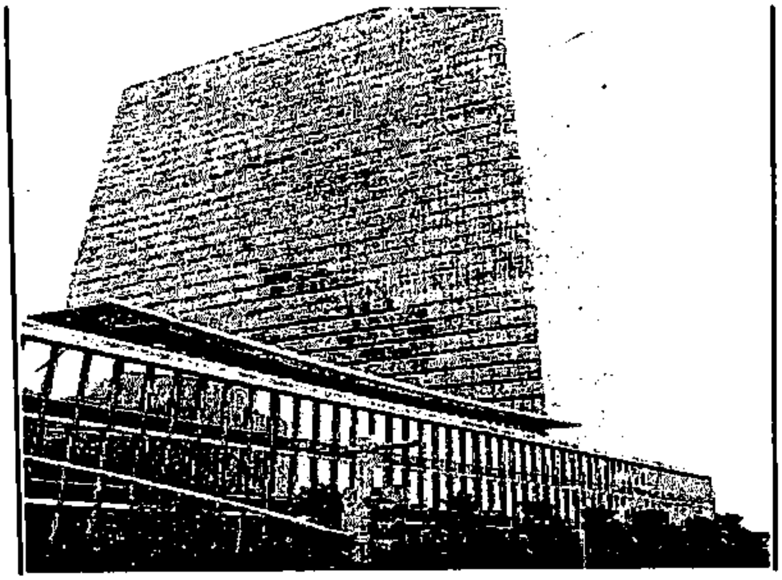

3.4 ۔ اقوام متحدہ کی اہم کامیابیاں اور ناکامیاں

اقوام متحدہ کے قیام کا سب سے بڑا مقصد عالمی امن ہے اس سلسلہ میں اقوام متحدہ کامیابیوں اور ناکامیوں کا ملا جلا ریکارڈ رکھتا ہے۔ اگرچہ کہ ادارہ اقوام متحدہ بہت سے تنازعات کا قطعی تصفیہ کرنے سے قاصر رہا ہے لیکن اس نے بعض نازک اور اہم موقعوں پر کشیدگیوں کو کم کرنے میں مدد دی ہے۔ ادارہ اقوام متحدہ سے بجاطور پر یہ توقعات وابستہ ہیں کہ اسکی وجہ سے عالمی پیمانے پر جنگ کو واقع ہونے سے روکا جاسکتا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ ادارہ اقوام متحدہ بین الاقوامی مباحث اور گفت و شنید کے تعلق سے ایک اہم پلیٹ فارم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور بین الاقوامی طور پر تبادلہ خیال کے ایک فورم کی حیثیت سے نہایت اہم رول ادا کرتا رہا ہے اس ادارہ نے کئی ایک مقامی تنازعات کو بڑی جنگوں کی شکل اختیار کرنے سے روک دیا ہے اور اس نے دنیا کے کم و بیش ایک ہزار ملین عوام کو سیاسی آزادی سے ہمکنار کیا ہے۔ اس نے بنیادی حقوق اور فطری عظمت کا اعلان کیا اور نو آبادیاتی نظام کا خاتمہ کرتے ہوئے انسانی قدر و منزلت کی حمایت کی۔ چنانچہ کوریا میں اور نہر سوئز کے تنازعہ میں اور ایسے ہی دوسرے موقعوں پر جنگ کو روکنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ انڈونیشیا کو آزادی صرف اسی ادارہ کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ UNO میں کوئی خامی نہیں ہے اس ادارہ کا سب سے بڑا نقص سلامتی کونسل میں VETO کا طریقہ ہے جس سے UNO کی کارکردگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے اور یہ اختیار UNO کی راہ میں زبردست رکاوٹ بن گیا ہے۔

اسکا دوسرا نقص یہ ہیکہ اس کے مستقل ممبرس خاص کر امریکہ اور روس کے باہمی اختلافات نے اس ادارے پر بڑی حد تک برا اثر ڈالا ہے نتیجتاً دنیا کی قوموں کا اس ادارے پر اعتماد کم ہوتا جارہا ہے۔

ابھی تک دنیا نہ تو جنگ کے خطروں سے محفوظ ہوسکی اور نہ یہ کہا جاسکتا ہیکہ عالمی امن مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔

اسرائیل اور عرب مملکتوں کے جھگڑے، عراق ایران جنگ اور پھر عراق پر ناکہ بندی، افغانستان میں روس کی جارحیت وغیرہ ایسے جھگڑے ہیں جواب بھی حل طلب ہی ہیں۔ اسرائیل اور جنوبی افریقہ علی الاعلان جنرل اسمبلی کی قراردادوں کا مضحکہ اڑاتے ہیں لیکن ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی جاسکتی۔ اقوام متحدہ کی سب سے بڑی خامی یہ ہیکہ اسکے پاس اپنی کوئی فوج نہیں یہ محض تجویزیں پاس کرسکتی ہے لیکن انھیں نافذ نہیں کرسکتی۔ اسکے فیصلوں کا نفاذ تمام تر ممبر مملکتوں کی مرضی پر منحصر ہے۔ بدقسمتی سے آج بھی بڑی طاقتیں اتنی زیادہ خود غرضی میں مبتلا ہیں کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر بین الاقوامی مفاد کو ٹھکرادیتی ہیں۔

4 سبق کا خلاصہ

پہلی جنگ عظیم کی تباہیوں کے بعد مجلس اقوام (League of Nation) کا قیام عمل میں آیا تاکہ آئندہ جنگوں کی روک تھام ہوسکے لیکن بہت جلد یہ تنظیم اپنے مقاصد میں ناکام ہوگئی۔ جب دوسری جنگ عظیم کی ابتداء ہوئی اور دنیا کو غیر معمولی جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑا تو اس قسم کی ہولناک اور تباہ کن جنگوں کو مستقبل میں روکنے کے لئے اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا۔

اسکے اہم اداروں میں جنرل اسمبلی، سلامتی کونسل، تولیتی کونسل، معاشی وسماجی کونسل اور بین الاقوامی عدالت انصاف ہیں۔ اسکے علاوہ کئی اور ایجنسیاں جیسے (UNESCO, WHO, ILO) وغیرہ اس ادارے کے تحت کام کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ کا سابقہ ریکارڈ کامیابیوں اور ناکامیوں کا ملا جلا ریکارڈ ہے یہ ادارہ سیاسی، سماجی اور معاشی میدان میں بہت ہی کارکرد رہا ہے۔

5 زاید معلومات

اس ادارہ کی کارکردگی بڑھانے کے لیے مختلف تجاویز پیش کی جارہی ہیں۔ سلامتی کونسل کے مستقل اراکین کی تعداد کو زیادہ کرنے کا منصوبہ ہے اور اس میں ہندوستان کی شمولیت کی بیشتر ممالک سفارش کررہے ہیں۔

6 فرہنگ اصطلاحات

United Nations of Organisation	(یونائٹڈ نیشن آرگنائزیشن)	اقوام متحدہ	واحد عالمی تنظیم۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اکٹوبر 1945ء میں قائم کیا گیا۔ اس کا اہم مقصد دنیا میں امن وامان قائم کرنا ہے۔
Veto Power	(ویٹو پاور)	حق تنسیخ	اقوام متحدہ کے مستقل ارکان کا ایک غیر معمولی حق جس کے تحت وہ سلامتی کونسل کے کسی بھی فیصلے کو رد کرسکتے ہیں۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) ۔ اقوام متحدہ کا قیام کب اور کیسے عمل میں آیا؟

2) ۔ اقوام متحدہ کے اہم ادارے کونسے ہیں؟

3) ۔ بین الاقوامی امور میں اقوام متحدہ کی کامیابیوں اور ناکامیوں پر تبصرہ کیجیے؟

4) ۔ سلامتی کونسل کے بارے میں لکھیے؟

5) ۔ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل(Secretary General) کے بارے میں لکھیے؟

6) ۔ اقوام متحدہ کے خصوصی ایجنسیوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

7.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ ویٹو پاور(Veto Power) کسے کہتے ہیں؟

2) ۔ تعلیمی سائنسی اور کلچرل تنظیم(UNESCO) سے کیا مراد ہے؟

3) ۔ بین الاقوامی عدالت انصاف

4) ۔ اقوام متحدہ کے مقاصد مختصراً لکھیے؟

5) ۔ اقوام متحدہ کی رکنیت کیسے ممالک کے لیے کھلی ہے؟

6) ۔ تولیتی کونسل کے تحت کیسے علاقوں کا نظم ونسق چلایا جاتا ہے؟

7) ۔ عالمی صحت تنظیم (WHO) کا اہم مقصد کیا ہے؟

8) ۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کیا کام انجام دیتا ہے؟

9) ۔ دوسری جنگ عظیم کب ختم ہوئی؟

7.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ بین الاقوامی عدالت کا صدر دفتر.......................میں واقع ہے(نیویارک ۔ ہیگ)

2) ۔ سلامتی کونسل کے.......................مستقل ارکان ہیں(5 - 6)

3) ۔ اقوام متحدہ تنظیم سے پہلے ایک اور تنظیم قائم تھی جسکا نام.......................تھا(مجلس اقوام۔ سارک)

4) ۔ جنرل اسمبلی کا اجلاس ہر سال کا ٹمر September کے تیسرے.................. کو ہوتا ہے(اتوار۔ منگل)

5) ۔ موجودہ سکریٹری جنرل.............................. ہیں(کوفی عنان۔ بطرس غالی)

6) ۔ ILO کا مفہوم

7) ۔ WTO کا مفہوم

8) ۔ FAO کا مفہوم

9) ۔ ILO کا صدر دفتر.............................. میں واقع ہے۔

10) ۔ پہلی جنگ عظیم کب ہوئی۔

☆☆☆

☆☆

☆

سبق 11 موجودہ عالمی مسائل

Present Problems of the World

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

3.1 ۔ سرد جنگ

3.1.1 ۔ سرد جنگ کے اثرات

3.2 ۔ اسلحہ کی دوڑ

3.2.1 ۔ اسباب

3.3 ۔ انسانی حقوق

3.4 ۔ ماحولیاتی مسائل

3.5 ۔ عالمی دہشت گردی

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ فرہنگ اصطلاحات

6 ۔ نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

6.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

تمام دنیا میں ایک بے چینی کا ماحول ہے ترقی پذیر اور ترقی یافتہ دونوں ممالک چند ایک مسائل سے گھرے ہوئے ہیں۔ اور یہ اپنے مسائل کو حل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

اس سبق کے مطالعہ کے بعد آپ یہ بتانے کہ قابل ہو جائینگے کہ

- ☆ سرد جنگ کسے کہتے ہیں۔
- ☆ اسلحہ کی دوڑ کیا ہے اور اسکے نقصانات کیا ہیں۔
- ☆ انسانی حقوق کی اہمیت کیا ہے۔
- ☆ ماحولیاتی مسائل کا کیا حل ہے۔
- ☆ عالمی دہشت گردی کی روک تھام کیوں ضروری ہے۔

2 تمہید

دنیا میں ہر طرف بے چینی کا ماحول ہے ترقی یافتہ ممالک اور ترقی پذیر ممالک کئی ایک عالمی مسائل سے دوچار ہیں۔ سرد جنگ کا دور ختم ہو چکا ہے لیکن اب بھی اسکا اثر باقی ہے۔ اسلحہ کی دوڑ میں ترقی پذیر ممالک اپنے معاشی پروگراموں کو روبہ عمل لانے سے احتراز کر رہے ہیں۔ جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں اور اگر خدانخواستہ تیسری عالمی جنگ ہوئی تو ساری دنیا راکھ کے ایک ڈھیر میں تبدیل ہو جائیگی۔

انسانی حقوق کی اہمیت کیا ہے اور انسانیت کی ترقی کے لیے انسانی حقوق کا تحفظ کیوں ضروری ہے۔ دوسرا اہم مسئلہ ماحولیات سے متعلق ہے۔ آبادی کی خاطر جنگلوں کا صفایا کیا جارہا ہے۔ جس سے موسموں میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے۔ آلودگی کا مسئلہ بھی ہمہ گیر نوعیت اختیار کر چکا ہے۔ اسکے علاوہ دہشت گردی نہایت تیزی سے ابھر رہی ہے جسکی وجہ سے معصوم لوگوں کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی ہے۔ دہشت گردی کی لپیٹ میں تقریباً تمام ممالک شامل ہیں اسکو ختم کرنیکے کے لیے مختلف تجاویز پیش کی جارہی ہیں لیکن پھر بھی یہ عالمی مسئلہ بنا ہوا ہے۔

3 سبق کا متن

3.1 ۔ سرد جنگ (Cold War)

سرد جنگ کی اصطلاح کو سب سے پہلے برنارڈ برانچ نے (Birnard Branch) جو ایک امریکی ماہر معاشیات تھا

استعمال کیا۔ لیکن والٹر لیمن (Walter Lipman) نے اس اصطلاح کی تشہیر کی اور روس اور امریکہ کے درمیان پیدا شدہ اختلافات کو اس سے موسوم کیا۔

"سرد جنگ کا مطلب ایک دوسرے کے تعلق سے بغیر مسلح آمیزش کے نفسیاتی تناؤ جاری رہنا ہے"

1945ء کے دوران جب کہ دوسری جنگ عظیم قریب الختم تھی سرد جنگ کی کیفیت نہ صرف امریکہ اور روس میں پائی جاتی تھی بلکہ ان کے دوسرے ساتھی ملکوں میں بھی نمایاں تھی بعض ایسے دیرینہ دشمنی رکھنے والے ملکوں نے بھی سرد جنگ کی تکنیک کو اپنی دشمنی کے اظہار کے لیے اختیار کیا تھا۔

جنگ کے بعد روس اور امریکہ دو بالادست طاقتیں بن کر ابھریں اور ہر ایک نے دنیا میں اپنے دائرہ اثر کو بڑھانے اور نئے نئے ملکوں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے کی جدوجہد شروع کی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں میں شدید رقابت پیدا ہوئی۔ چنانچہ عالمی پیمانہ پر بڑی طاقتوں کے درمیان پائی جانے والی کیفیت کو سرد جنگ کا نام دیا گیا اور یہ کسی وقت بھی عالمی جنگ میں تبدیل ہو سکتی تھی۔ اسے ایسی کیفیت کے مثل قرار دیا جاسکتا ہے جیسے طوفان سے پہلے خاموشی۔ الغرض دنیا کی بڑی طاقتوں نے اس سرد جنگ کو اس لیے جاری رکھا کہ کسی نہ کسی طرح دنیا کے دوسرے ملکوں کو اپنے زیر اثر لائیں۔

3.1.1 ۔ سرد جنگ کے اثرات

1 ۔ سرد جنگ کی برقراری سے ساری دنیا میں مستقل طور پر فوجی اتحادات وجود میں آتے رہتے ہیں۔

2 ۔ سرد جنگ کی کیفیات جاری رہنے سے مختلف ملکوں میں ہتھیاروں کی دوڑ کا سلسلہ شروع ہوا۔

3 ۔ ذراسی غلطی عالمی جنگ کا سبب بن سکتی ہے۔

4 ۔ اسکی وجہ سے مختلف ملکوں میں معاشی ترقیات بری طرح متاثر ہوئیں۔

5 ۔ عالمی ذرائع اور انسانی محنت کا رخ ہتھیاروں کی طرف موڑ دیا گیا۔

1972ء میں دونوں بلاکوں میں تناؤ اور کشیدگی کم کرنے امریکی صدر نکسن نے روس کا دورہ کیا اور پھر روسی صدر برزنیف نے امریکہ کا دورہ کیا اور تباہ کن جوہری ہتھیاروں پر تحدید عائد کرنے کے تعلق سے ایک معاہدہ پر دستخط بھی کیے جسے SALT معاہدہ (Strategic Arms Limitation Talks) کہتے ہیں۔ اس کے باوجود ان میں سے کوئی بھی اپنے دائرہ اثر سے دست بردار نہیں ہونا چاہتا تھا۔ حال میں روس کا شیرازہ بکھرنے کے بعد امریکہ اپنے آپ کو عالمی لیڈر سمجھ رہا ہے۔

3.2 ۔ اسلحہ کی دوڑ (Arm's Race)

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد اسلحہ کی دوڑ میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے۔ ہر سال دفاعی اخراجات میں اضافہ ہی ہو تا جارہا ہے جبکہ دنیا کی آبادی کا زاید از نصف حصہ غربت، ناخواندگی، قلت خوراک، خرابی صحت وغیرہ میں مبتلا ہے۔ قیمتی وسائل ان تباہ کن لمحات پر ضائع کئے جارہے ہیں۔

غریب ممالک میں بھی اسلحہ کی دوڑ جاری ہے۔ تیسری دنیا کے تقریباً 96 ممالک اپنے بجٹ کا زیادہ حصہ دفاع پر خرچ کررہے ہیں۔ تین دہوں میں ہتھیاروں کی برامدات میں ساری دنیامیں سات گنااضافہ ہوا۔ بعض اوقات تیسری دنیا کے بعض ممالک جدید اور مہلک ترین ہتھیار صرف اپنی عزت ووقار کے لیے درآمد کرتے ہیں جبکہ وہ ان کا صحیح استعمال بھی نہیں جانتے۔

اس کے باوجود تیسری دنیا کے ممالک ہتھیاروں کو درآمد کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس طرح ترقی یافتہ ممالک کو جو ان ہتھیاروں کو بناتے ہیں کافی آمدنی وصول ہوتی ہے۔ 1982ء میں جب امریکہ معاشی کساد بازاری سے گزر رہا تھا ہتھیاروں کی برآمد سے اسکو 30 ارب ڈالر کی بھاری رقم ملی۔ اسکے علاوہ ہتھیار برآمد کرنے والے ملک ہتھیاروں کے ذریعے غریب ممالک پر اپنا کنٹرول برقرار رکھتے ہیں۔

3.2.1 ۔ اسباب

اسلحہ کے اس جنون کو شروع کرنے میں جو عوامل شامل ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

1) ۔ مغربی یورپ اور شمالی امریکہ میں بے مثال خوشحالی ہے اور وہاں کے عوام عام طور پر خارجہ اور دفاعی امور کے بارے میں فکر مند رہتے ہیں اور صرف معاشی بحران کی صورت میں وہ فکر مند ہوتے ہیں۔ جسکی وجہ سے سیاست دان اپنے جنگی کھیل کو عملی جامہ پہنانے میں آزاد رہتے ہیں۔

2) ۔ نظریاتی جنونیت ہتھیاروں کی دوڑ کی دوسری اہم وجہ ہے۔

3) ۔ طاقتور فوجی صنعتی کامپلکس کا بالخصوص امریکہ اور روس میں قیام، جنگی دوڑ کا ایک اور سبب ہے۔

4) ۔ مختلف قوموں کے درمیان ہتھیاروں کی دوڑ بڑھانے والا ایک اور اہم عامل ان ممالک کی اپنے پاس ہتھیار رکھنے کی بڑھتی ہوئی خواہش ہے۔

اس خطرناک دوڑ کو ختم کرنے کے لیے مختلف تحریکات شروع کی گئیں لیکن ابھی تک اس پر مکمل قابو نہیں پایا جاسکا۔

3.3 ۔ انسانی حقوق (Human Rights)

لاسکی (Laski) نے حقوق کی تعریف اس طرح کی ہے کہ

”حقوق سماجی زندگی کے ان حالات کا نام ہے جن کے نہ ہونے سے فرد اپنی ذات کی تکمیل بہترین ڈھنگ سے نہیں کر سکتا“

انسانی حقوق وہ چند بنیادی حقوق ہیں جن کے بغیر انسان مہذب زندگی گزارنے سے قاصر رہتے ہیں انسانی حقوق اس کے پیدائشی حقوق ہوتے ہیں۔ انسانی تاریخ پر اگر ہم نظر ڈالیں تو ہمیں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ انسانی حقوق ہر دور میں پامال ہوتے رہے ہیں اور ان کو حاصل کرنے کے لیے انسان مسلسل جدوجہد اور کوشش کرتا رہا۔ وقتاً فوقتاً مصلحین، فلاسفرس اور سماجی مصلحین نے اپنے خیالات اور تحریروں کے ذریعہ انسانی حقوق کی بحالی کی پرزور وکالت کی۔ چنانچہ امریکی انقلاب (1976) اور فرانسی انقلاب (1789) اسکی زندہ مثالیں ہیں، ان حقوق میں زندہ رہنے کا حق، مساوات کا حق، تقریر کی آزادی، پریس کی آزادی، جائداد کا حق وغیرہ شامل ہیں۔ بنیادی انسانی حقوق انسانی وجود کی وقعت اور عظمت مرد و عورت اور چھوٹے بڑے ممالک کے مساویانہ حقوق پر ایقان دلاتا ہے۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 10 ڈسمبر 1948ء میں انسانی حقوق کے عالمی اعلان نامہ کو منظور کیا اس سے موجودہ دنیا میں انسانی حقوق کو سمجھنے کے سلسلے میں ایک نئے عہد کا آغاز ہوا۔ اس اعلان نامہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ انسانی خاندان کے تمام ارا کین کے مساویانہ حقوق اور ان کی عظمت ہی دنیا میں آزادی' انصاف اور امن کی بنیاد ہے۔ یہ اعلان کیا گیا کہ تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور وہ عظمت و حقوق میں مساوات رکھتے ہیں۔ اس میں نہ صرف شہری اور سیاسی حقوق بلکہ معاشی ' سماجی اور ثقافتی حقوق سے بھی بحث کی گئی ہے۔ کام کرنے اور تعلیم کے حق پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس دنیا میں ہر شخص کو بلا کسی امتیازی سلوک کے اعلان نامہ میں پیش کردہ تمام آزادیوں اور حقوق سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے ہر فرد سماج اور ملک ان حقوق اور آزادیوں کے لیے احترام کے جذبہ کو فروغ دینے کی کوشش کریں گے اور ان کی موثر عمل آواری کے لیے عاجلانہ اقدامات بھی کریں گے۔ پچھلے چند دہوں میں انسانی حقوق کے تحفظ کے تعلق سے کچھ پیش رفت ہوئی تاہم دنیا کے کئی حصوں میں انسانی حقوق کو پامال کیا جارہا ہے۔ ہمیں انسانی حقوق کے لیے احترام اور محبت کے جذبہ کو فروغ دینا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ تمام انسان انسانی حقوق سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اسی کے پیش نظر دنیا میں کئی ممالک نے اپنے دستور میں چند بنیادی حقوق کی ضمانت دے رکھی ہے۔

3.4 ۔ ماحولیاتی مسائل

پچھلے دو تین دہوں میں ماحولیاتی آلودگی، نباتات و حیوانات کی تعداد و انواع کی دنیا میں کمی قدرتی وسائل میں کمی وغیرہ

بڑے عالمی مسائل بن گئے ہیں۔ جدید صنعتوں، سائنس، ٹکنالوجی اور شہری آبادی میں تیزی سے اضافہ کے سبب ہمارے ماحول کو شدید نقصان پہونچا ہے۔ اور اس طرح کرہ ارض ہوا اور پانی کی آلودگی کا شکار ہو گئی۔ ہمارا ماحول بگڑ گیا جس سے ہماری زندگی خطرہ میں پڑ گئی۔

جوں جوں شہری آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے توں توں عالمی سطح پر جنگلات کا صفایا ہو رہا ہے۔ پراجکٹوں کی تعمیر، بھاری صنعتوں کا قیام، سڑکوں کی تعمیر، لکڑی کے حصول اور کھیتی باڑی کے مقاصد کے لیے جنگلات کو بے دردی سے کاٹا جارہا ہے اور یہ اندازہ لگایا گیا ہیکہ صرف تیسری دنیا کے ممالک میں ہر سال گیارہ ملین ہیکٹر جنگلات کو کاٹا جارہا ہے۔ اور ایک اندازہ کے مطابق ہندوستان میں ہر سال تیرہ ہزار سے بھی زیادہ کلو میٹر کے رقبے پر پھیلے ہوئے جنگلات کا صفایا ہو رہا ہے۔ اسکی وجہ سے کرہ ارض میں خطرناک حد تک عدم توازن پیدا ہو چکا ہے۔ جنگلات کے صفایے سے قدرتی مصائب و آلام کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ بارش میں غیر متوقع طور پر کمی، دریاوں میں ریت کا جم جانا، قحط سالی اور سوکھا پڑنا وغیرہ جیسے حالات پیدا ہوتے جارہے ہیں ۔ صنعتوں سے پیدا ہونے والا زہریلا مادہ، کارخانوں اور موٹروں سے خارج ہونے والا دھواں فضاء میں پھیل کر فضائی آلودگی پیدا کررہا ہے جس سے انسانی صحت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔

آج سب سے زیادہ ماحول کو آلودہ کرنے والی اور صحت کے لیے زبردست خطرہ پیدا کرنے والی شئے تابکاری ہے جو جوہری ہتھیاروں کے تجربہ سے خارج ہو رہی ہے اور جس سے فضاء مکدر ہو رہی ہے۔

زمین کی زرخیزی (Fertility) اور اسکی دوبارہ بحال ہونے کی قوت، کیمیائی کھاد، جراثیم کش ادویات کے کثرت استعمال سے خراب ہو رہی ہے۔ یہ کیمیائی اجزاء ہوا پانی اور زمین کو بری طرح آلودہ کررہے ہیں جسکی وجہ سے زمین کی زرخیزی ختم ہوتی جارہی ہے۔ ان کیمیائی اشیاء سے ہماری صحت اور ماحول پر بھی مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

اسکے علاوہ دنیا کے ناقابل تجدید وسائل (Non-Renewable Sources) بھی کم ہوتے جارہے ہیں دولت مند صنعتی ممالک جو دنیا کی آبادی کا صرف 20 فیصد ہیں دنیا کے قدرتی وسائل کا 90 فیصد حصہ حاصل کرتے ہیں اور بہت بڑی مقدار میں آلودگی پیدا کرتے ہیں۔

اب یہ تمام ممالک کا فرض ہیکہ وہ اس بھیانک مسلہ کی طرف اپنی توجہ مرکوز کریں اور ماحولیاتی آلودگی کو کنٹرول کرنے والے منصوبے اپنائیں اور دنیا کو صاف ستھری اور خوشگوار بنانے کے لیے اپنے وسائل کا استعمال کریں۔

3.5 ۔ عالمی دہشت گردی

ہمارا کرہ ارض جہاں مختلف مسائل سے گھرا ہوا ہے وہاں دہشت گردی (terrorisın) بھی ایک خوفناک مسلہ بنا ہوا ہے۔ اسکی لپیٹ میں امیر و دولت مند اور غریب دونوں ممالک شامل ہیں۔ صرف مٹھی بھر دہشت گرد دنیا کے امن و سکون کو

ہلا کر رکھ دیئے ہیں۔ تمام ممالک کو اس مسئلہ کی سنگینی کا احساس ہے اور اسکو ختم کرنیکی بہت سی کوششیں بھی کی جارہی ہیں لیکن ابھی تک اس پر مکمل قابو نہیں پایا جاسکا۔

بڑی قومیں ابتداء میں کسی بھی ملک کے خلاف جوانکی سنوائی نہیں کرتا دہشت گردی کے گروہوں کو تیار کرتے ہیں ان کو اسلحہ سے لیس کیا جاتا ہے پھر ان کے ذریعے نہ صرف ان ملکوں میں بلکہ عالمی سطح پر بھی دہشت گردی کروائی جاتی ہے جس سے معصوم لوگوں کی زندگی پر خطر اور غیر یقینی ہو جاتی ہے۔

دہشت گردی کا مسئلہ صرف مقامی نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے اور اس سے نمٹنے کے لیے عالمی سطح پر کوشش کی جانی چاہیے۔ تمام ممالک کے لیے ضروری ہیکہ وہ اس سے نمٹنے کے لیے سخت ترین قوانین نافذ کریں اور ان ممالک کا سماجی، سیاسی بائیکاٹ کریں جو دہشت گردی کی مدد کرتے ہیں۔ بڑی طاقتوں کو چاہیے کہ وہ صرف اپنی بقاء اور انا کے لیے دہشت گردی کو فروغ نہ دیں۔ اس مسئلہ کو صرف انسانی بنیادوں پر حل کرنیکی ضرورت ہے نہ کہ مفاد پرستی کے لیے اسکو اندرونی طور پر ہوا دی جائے۔

4 سبق کا خلاصہ

ہمارا یہ کرہ ارض مختلف مسائل سے گھرا ہوا ہے جن میں اسلحہ کی دوڑ، دہشت گردی، ماحولیاتی عدم توازن، سرد جنگ انسانی حقوق کی پامالی وغیرہ شامل ہیں۔

سرد جنگ اگرچہ کہ بڑی طاقتوں کے درمیان تھی لیکن یہ ان کے دوسرے ساتھی ملکوں میں بھی نمایاں ہوئی۔ دیرینہ دشمنی رکھنے والے ممالک نے بھی سرد جنگ کی تکنیک کو اپنی شخصی دشمنی کے اظہار کے لیے اختیار کیا۔ اسلحہ کی دوڑ کا غریب ملکوں میں بھی ایک عام چلن ہو گیا ہے جب کہ یہ ممالک غربت ' پسماندگی ' قلت خوراک جیسے بھیانک مسائل میں گھرے ہوئے ہیں ان مسائل پر توجہ دینے کی بجائے وہ اپنے ملکوں کے بجٹ کا زیادہ تر حصہ اسلحہ کی خریدی پر خرچ کر رہے ہیں۔ انسانی حقوق کی پامالی بھی ایک عظیم مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ اقوام متحدہ نے اسکی اہمیت کے پیش نظر 1948ء کو انسانی حقوق کے عالمی اعلان نامہ کو منظور کیا جس میں انسانی حقوق کی اہمیت کو واضح کیا گیا اور اسکو انسانیت کی بقا کے لیے ضروری قرار دیا۔

ماحولیاتی مسئلہ بھی بہت اہم ہے کیونکہ ماحول کو بگاڑنے کے لیے بڑی حد تک صنعتی اور ترقی یافتہ ممالک ذمہ دار ہیں۔ جوہری تجربات نے اس مسئلہ کو اور بھی بھیانک بنادیا۔ شہری آبادی کے لیے بے دردی سے جنگلات کا صفایا کیا گیا جس سے ماحول پر سنگین اثرات مرتب ہوئے۔ آخری اور اہم مسئلہ ہے عالمی دہشت گردی کا۔ جس سے نہ صرف ترقی یافتہ اور مالدار ممالک پریشان ہیں بلکہ ترقی پذیر ممالک بھی اسکی لپیٹ میں ہیں۔ اسکو ختم کرنے کے لیے مختلف سطحوں پر کوشش کی جارہی ہیں لیکن ابھی تک اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔

5 فرہنگ اصطلاحات

American Revolution	(امریکن ریولیوشن)	امریکی انقلاب	1776ء امریکی انقلاب کی تاریخ ہے۔
Bresnef	(برزنیف)	برزنیف	روسی صدر جنہوں نے امریکہ کا دورہ کیا۔
Cold War	(کولڈ وار)	سرد جنگ	فریقین کے مابین کسی مسلح کاروائی کے بغیر نفسیاتی تناؤ کا جاری رہنا سرد جنگ کہلاتا ہے۔
French Revolution	(فرنچ ریولیوشن)	فرانسی انقلاب	1789ء فرانسی انقلاب کی تاریخ ہے۔
Fundamental Rights	(فنڈمنٹل رائٹس)	بنیادی حقوق	یہ وہ حقوق ہیں جو کسی ملک کے دستور میں شہریوں کو عطا کئے جاتے ہیں۔
Human Rights	(ہیومن رائٹس)	انسانی حقوق	وہ بنیادی حقوق ہیں جنکے بغیر انسان اپنی زندگی نہیں گزار سکتا۔
Non-Renewable Sources	(نان رینوئیبل سورسس)	ناقابل تجدید وسائل	یہ وہ وسائل ہیں جو ختم ہونے کے بعد دوبارہ حاصل نہیں ہوتے جیسے پٹرول، کوئلہ وغیرہ۔
R. Nixan	(رچرڈ نکسن)	رچرڈ نکسن	امریکی صدر جنہوں نے سرد جنگ کے خاتمے کے لیے روس کا دورہ کیا تھا۔
Terrorism	(ٹررزم)	دہشت گردی	خوف و دہشت کا ماحول جو امن عام میں خلل انداز ہوتا ہے۔

6 نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1)۔ موجودہ عالمی مسائل کون سے ہیں بیان کیجیے؟
2)۔ سرد جنگ سے کیا مراد ہے؟
3)۔ اسلحہ کی دوڑ کے نقصانات واضح کیجیے؟
4)۔ انسانی حقوق کی اہمیت بتایئے؟
5)۔ ماحولیاتی مسائل اور ان کے تحفظ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
6)۔ دہشت گردی سے کیا مراد ہے اور اسکا سد باب کس طرح کیا جاتا ہے؟

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1)۔ دوسری جنگ عظیم کب سے کب تک لڑی گئی؟
2)۔ جنگ کے بعد کونسی دو عظیم طاقتیں ابھریں؟
3)۔ کس امریکی صدر نے روس کا دورہ کب کیا؟
4) SALT کا مفہوم بتایئے؟
5) NATO کا مفہوم بتایئے؟
6)۔ لاسکی (Laski) نے حقوق کی تعریف کس طرح کی؟
7)۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کے اعلان نامہ کو کب منظور کیا؟
8)۔ ماحولیات سے کیا مراد ہے؟
9)۔ آلودگی سے یا مراد ہے؟

6.3 ۔ معروضی سوالات

1)۔ دہشت گردی ایک.......................مسئلہ ہے۔
2)۔ کوئلہ، پٹرول وغیرہ.......................وسائل ہیں۔
3)۔ شہری آبادی میں اضافہ کی وجہ سے.......................کا صفایا کیا جارہا ہے۔
4)۔ امریکی انقلاب کی تاریخ.......................ہے۔
5)۔ فرانسی انقلاب کی تاریخ.......................ہے۔
6)۔ دنیا کی بڑی طاقت.......................ہے (امریکہ۔ جاپان)
7)۔ پر سکون ماحول.......................پسندیدہ ہے (سب کا۔ کسی کا بھی نہیں)
8)۔ برزنیف.......................کے صدر تھے (امریکہ۔ روس)

☆☆☆
☆☆
☆

سبق 12 ناوابستہ (غیر جانبدار) تحریک کا آغاز اور ارتقاء

Non Alignment Mevement—Origin and Development

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

3.1 ۔ تحریک کا آغاز

3.2 ۔ ناوابستہ تحریک کے مقاصد

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ فرہنگ اصطلاحات

6 ۔ نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

6.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کاخاکہ

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ ناوابستہ تحریک کے بارے میں یہ جان سکیں گے کہ

- ☆ ناوابستہ تحریک کاوجود کیوں ہوا۔
- ☆ اس تحریک کی کیااہمیت ہے ۔
- ☆ اوراس تحریک سے دنیاکے عالمی ممالک پر کیااثرات مرتب ہوئے۔

2 تمہید

غیر جانبدار تحریک (ناوابستہ تحریک) کا آغاز دوسری جنگ عظیم کے بعد شروع ہوا۔اس وقت دنیادو فوجی بلاکس میں منقسم تھی امریکہ اور روس دنیاکی دو عظیم طاقتیں ان بلاکس کی سربراہ تھیں۔ان کے درمیان سرد جنگ جاری تھی اور یہ عظیم طاقتیں اپنے مفاد کے لیے کام کرتی تھیں۔ایسی صورتحال میں چند عظیم سیاسی مفکرین وسربراہوں نے غیر جانبدار تحریک کا آغاز کیاجس میں ہمارے ملک کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو پیش پیش تھے۔

3 سبق کامتن

3.1 ۔ تحریک کا آغاز

پہلی جنگ عظیم کے بعد دنیاکی تباہی کو مزید روکنے کے لیے مجلس اقوام (League of Nations) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مگر یہ مجلس اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام رہی اور بہت جلد دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہواجس کی ہولناک تباہیوں نے سیاسی رہنماؤں کے ضمیر کو جھنجوڑ کر رکھ دیااور انہی کی کوششوں سے 1945ء میں اقوام متحدہ(UNO) کاقیام عمل میں لایا گیا تاکہ دنیاکو مزید تباہی سے بچایاجاسکے۔

دوسری جنگ عظیم(1939-45) کے بعد نو آبادیاتی نظام Colonial Rule ٹوٹنا شروع ہوا۔ایشیاءاور آفریقہ میں آزادی کی تحریکوں نے زور پکڑاامریکہ اور روس جو دنیاکی عظیم طاقتیں تھیں اور دو بڑے فوجی بلاکس یعنی NATO اور WARSA معاہدہ کی سربراہ تھیں ان کے درمیان سرد جنگ جاری تھی ایک دوسرے کے خلاف نفرت ودشمنی کاماحول تھا جنگ تو نہیں تھی مگر جنگ جیسے تمام حالات موجود تھے۔اس طرح امریکہ اور روس کے فوجی معاہدات نے دنیاکے ممالک کو دو بلاکس میں تقسیم کر دیا تھا۔ان دونوں ممالک کی بالادستی کو ختم کرنے کے لیے پنڈت جواہر لال نہرو، صدر ناصر اور مارشل ٹیٹو جیسے دنیاکے عظیم قائدین نے ناوابستہ تحریک کا آغاز کیا۔

نئی ریاستوں کے سامنے قومی تعمیر و ترقی کا بڑا سوال تھا اور اس کا دارومدار عالمی امن پر تھا اور قومی تعمیر و آزادی کے لیے فوجی معاہدات سے دوری نہایت ضروری تھی اور اسکے لیے ایک نئی تحریک وجود میں آئی اور اسی نئی تحریک کو ناوابستہ تحریک کا نام دیا گیا۔ اس تحریک کی ابتداء کرنے والوں میں ہندوستان کے پنڈت نہرو، مصر کے جمال عبدالناصر اور یوگوسلاویہ کے مارشل ٹیٹو تھے۔ 1961ء میں اس تحریک میں صرف 25 ممالک تھے مگر اب یہ تحریک عالم گیر بن گئی ہے۔

ابتداء میں امریکہ اور روس نے اس تحریک کا مذاق اڑایا۔ ان کے خیال میں اس تحریک کی نوعیت صرف عارضی تھی۔ اس تحریک کا اصل مفہوم فوجی معاہدوں اور ان کی سیاست سے دور رہنا تھا اور آزادی کے ساتھ عالمی مسائل کے حل کرنے میں تعاون کرنا تھا۔ یہ اصول بڑی طاقتوں کی محکومی سے انکار کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا سب سے اہم مقصد آزاد خارجہ پالیسی اور عالمی امن کا قیام ہے۔

3.2 ۔ ناوابستہ تحریک کے مقاصد

اس تحریک کے چند اہم مقاصد حسب ذیل ہیں۔

☆ فوجی معاہدوں سے دوری

☆ ترک اسلحہ (Disarmament)

☆ نئی بین الاقوامی معاشی تنظیم NIEO

بڑی طاقتوں کے درمیان فوجی معاہدے دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے نہیں بلکہ ان کے مفادات کی تکمیل کے لیے ہیں لہذا ان سے دوری نہایت ضروری ہے ناوابستہ تحریک کسی بلاک کی مخالفت اور موافقت نہیں کرتی بلکہ اسکے پیش نظر عالمی امن رہتا ہے۔

اس تحریک کا دوسرا اہم مقصد یہ ہیکہ ہتھیاروں کی دوڑ جو عالمی امن کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ ہے اسکو روکا جائے۔ جنگ اور جنگ کی تیاری غریب ملکوں کے معاشی نظام اور ترقی پر برا اثر ڈالتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک (Developing Countries) کے لیے ترک اسلحہ کا مسئلہ قومی تعمیر سے وابستہ ہے۔ اس لیے یہ تحریک جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کی سخت مخالف ہے۔

اسکے علاوہ ترقی یافتہ ممالک (Developed Countries) خام مال (Raw Materials) کو نہایت ہی کم داموں میں خریدتے ہیں اور پھر ان کو تیار مال کی شکل میں بہت ہی مہنگے داموں میں فروخت کرتے ہیں جس کی وجہ سے غریب ممالک کا جو جدید ٹکنالوجی سے واقف نہیں ہوتے استحصال (Expliotation) ہوتا ہے۔ اس لیے یہ تحریک ایک ایسی معاشی تنظیم کی خواہاں ہے جو انصاف پر مبنی ہو اور جس میں ترقی پذیر ممالک کا معاشی مفاد مضمر ہو۔ اس میں چار اصول اہم ہیں۔

i) ۔ ترقی یافتہ ممالک سے بڑے پیمانے پر وسائل کی منتقلی۔

ii) ۔ بین الاقوامی مالیاتی اداروں جیسے World Bank اور IMF میں ترقی پذیر ممالک کی نمائندگی۔

iii) ۔ ترقی پذیر ممالک کے لیے تجارت میں خصوصی مراعات۔

iv) ۔ معقول شرائط پر سرمائے کی منتقلی۔

سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد یہ سوال پیدا ہو تاہیکہ اب اس تحریک کی ضرورت اور اسکا مستقبل کیا ہے اب عالمی طاقتوں کا توازن بدل چکا ہے صرف امریکہ ہی دنیا کی بڑی طاقت بن گیا ہے وہ اپنے اشاروں پر دنیا کے کمزور اور چھوٹے ممالک کو حراساں کر رہا ہے اور ترقی یافتہ ممالک جیسے جاپان' جرمنی وغیرہ بھی معاشی بحران کا شکار ہو گئے ہیں عالمی تجارت ماند پڑ گئی ہے اور معیار زندگی کے لیے شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ روس اور یوگوسلاویہ کے ٹکڑے ہونے کے بعد سابق اشتراکی ممالک ترقی یافتہ ممالک کی معیشت پر مزید بوجھ بن گئے ہیں۔ غریب ملکوں کو اپنا حق اور انصاف ملنا مشکل نظر آرہا ہے سلامتی کونسل (Security Council) پر بھی امریکہ اور اسکے پٹھو برطانیہ کا غلبہ ہے۔ بین الاقوامی معاشی و اقتصادی اداروں پر بھی امریکہ کا غلبہ ہے۔ اس پس منظر میں ناوابستہ تحریک کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ تحریک میں شامل ممالک اتحاد اور عزم کے ساتھ ترقی یافتہ ممالک کی چالاکی دباؤ اور ان کی بالادستی کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اپنی حالت میں سدھار لا سکتے ہیں۔

4 سبق کا خلاصہ

دوسری جنگ عظیم کے بعد نو آبادیاتی نظام ٹوٹنا شروع ہوا۔ دنیا کی دو عظیم طاقتیں دو فوجی بلاکس میں منقسم تھیں۔ امریکہ اور روس ان کے سربراہ تھے۔ ان کے درمیان سرد جنگ جاری تھی اور یہ طاقتیں کمزور اور کم ترقی یافتہ ممالک کا استحصال کرنے میں مصروف تھیں۔ ان دونوں کی مخالفت یا موافقت سے ہٹ کر ایک نئی تحریک جسے ناوابستہ تحریک کہتے ہیں وجود میں آئی جس کے روح رواں ہمارے ہندوستان کے اس وقت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو تھے اور اس تحریک کا مقصد ان دو طاقتوں سے الجھے بغیر دنیا کو امن و شانتی دلانا، اسلحہ کی دوڑ میں شامل نہ رہنا اور ایک نیا معاشی نظام قائم کرنا تھا۔ ابتداء میں اس تحریک کا بڑی طاقتوں نے مذاق اڑایا۔ لیکن بعد میں دنیا کے بیشتر ممالک نے اس کی افادیت کو محسوس کیا اور اس کے رکن بنتے گئے۔ اس طرح یہ تحریک اب عالم گیر تحریک بن گئی ہے۔

5 فرہنگ اصطلاحات

Atomic Weapon	(اٹامک ویپن)	جوہری ہتھیار	ایسے خطرناک ہتھیار جو دنیا کو بہت جلد تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔
Cold War	(کولڈ وار)	سرد جنگ	نفرت اور دشمنی کا ایک ناپسندیدہ ماحول جو دوسری جنگ عظیم کے بعد چھایا رہا۔

Colonial Rule	(کولونیل رول)	نو آبادتی نظام حکومت	مفتوحہ علاقوں میں فاتح قوم کا نظام حکومت۔ ایسے علاقوں میں فاتح قوم کے افراد کے لیے نئی آبادیاں بسائی جاتی تھیں جنھیں نو آبادیات کہا جاتا تھا۔
Developing Countries		ترقی پذیر ممالک	ایسے ممالک جو ترقی کی راہ پر گامزن ہوں جیسے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش وغیرہ۔
Disarmament	(ڈس ارمامنٹ)	ترک اسلحہ	ہتھیاروں کے پھیلاؤ پر روک لگانا۔ تاکہ جنگ کے خدشہ کو ٹالا جاسکے اور امن قائم ہو۔
NATO	(ناٹو)	(نارتھ اٹلانٹک ٹریٹی آرگنائزیشن)	ایک فوجی معاہدہ جس کا سربراہ امریکہ ہے۔
Neutrality	(نیوٹرالٹی)	غیر جانبداری	ایک سیاسی اور فوجی حکمت عملی۔ جس کے تحت ہر دو فوجی بلاکس سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھا جاتا ہے۔
NIEO	(نیو)	نئی بین الاقوامی معاشی تنظیم	ایک تنظیم۔ جو معاشی مساوات کے لیے کوشاں ہے۔
Non-Alignment Movement	(نان الائمومنٹ)	ناوابستہ تحریک	ایک تحریک۔ جسکا مقصد دو بڑی طاقتوں کے بلاکس سے الگ رہ کر دنیا میں امن کا ماحول پیدا کرنا ہے۔
Raw Materials	(رامیٹرئل)	خام مال	کچا مال۔ جس کی مدد سے مشینوں کے ذریعہ قابل استعمال اشیاء تیار کی جاتی ہیں جیسے کپاس سے کپڑا اور لوہے سے ہتھیار تیار کرنا۔ ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک سے خام مال انتہائی کم داموں میں خرید کر ان سے تیار شدہ اشیاء اونچی قیمتوں میں فروخت کر کے انکا استحصال کرتے ہیں۔

Ist World War (فرسٹ ورلڈوار) پہلی جنگ عظیم

یہ جنگ 1914-18ء کے درمیان ہوئی ایک جانب روس، برطانیہ فرانس اوراٹلی تھے۔ جنہیں اتحادی طاقتیں (Allied forces) کہا جاتا تھااور دوسری طرف آسٹریا، جرمنی اور ترکی تھے جنہیں مرکزی طاقتیں(Central forces) کہاجاتاتھا۔

2nd World War (سکنڈورلڈوار) دوسری جنگ عظیم

یہ جنگ1939-45ء کے درمیان ہوئی جرمنی کے چانسلر ہٹلر(Hitler)نے یکم ستمبر1939ء کوعلان جنگ کیااوردوسری بار 3 ستمبر 1939ء کوانگلستان اور فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔اس بڑی جنگ کاانجام دنیاکی تباہی اور ہٹلر کی شکست پر ختم ہوا۔

6 نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) ۔ ناوابستہ تحریک کاآغاز کب ہوا۔اسکے مقاصدواضح کیجیے؟
2) ۔ ترک اسلحہ انسانیت کی بقاء کے لیے کیوں ضروری ہے؟
3) ۔ نوآبادیاتی نظام کسے کہتے ہیں؟
4) ۔ نئی معاشی تنظیم کے اہم اصول بتایئے؟
5) ۔ ناوابستہ تحریک کے مستقبل کے بارے میں لکھیے؟
6) NATOاورWARSA معاہدہ کیاہے وضاحت کیجیے؟

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ ناوابستہ تحریک کے روح رواں کون تھے؟

2) ۔ پہلی جنگ عظیم کب سے کب تک لڑی گئی؟

3) ۔ مجلس اقوام (League of Nations) کا قیام کب عمل میں آیا؟

4) ۔ نو آبادیاتی نظام کسے کہتے ہیں؟

5) ۔ اقوام متحدہ کا قیام کب عمل میں آیا؟

6) IMF کا مفہوم بتایئے؟

7) ۔ سرد جنگ سے کیا مراد ہے؟

8) ۔ سلامتی کونسل کے کتنے مستقل ارکان ہیں؟

6.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ مارشل ٹیٹو.............................کے صدر تھے۔

2) ۔ عبدالناصر.............................کے صدر تھے۔

3) ۔ دوسری جنگ عظیم میں.............................کو شکست ہوئی۔

4) ۔ ناوابستہ تحریک کی ابتداء میں صرف.............................ممالک شامل تھے۔

5) ۔ مستقل ارکان سلامتی کونسل.............................کا حق رکھتے ہیں۔

6) ۔ امریکہ اور اسکے حلیف ممالک کا فوجی گٹھ جوڑ.............................ہے(WARSA - NATO)

7) ۔ سلامتی کونسل کے مستقل ارکان کا خصوصی اختیار.............................ہے(حق ویٹو۔ حق آزادی)

8) ۔ اقوام متحدہ دنیا کی بڑی عالمی تنظیم بنی (پہلی۔دوسری)

9) ۔ پہلی جنگ عظیم کا خاتمہ.............................میں ہوا(1918 - 1935)

10) ۔ ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم.............................تھے(جواہر لال نہرو۔ لال بہادر شاستری)

☆☆☆

☆☆

☆

سبق 13 نیا عالمی معاشی نظام، ماحولیاتی تحفظ، ترک اسلحہ اور انسانی حقوق

New Global Economic System, Environmental Preservation, Disarmament and Human Rights

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

3.1 ۔ نیا عالمی معاشی نظام

3.2 ۔ ماحولیاتی تحفظ

3.3 ۔ ترک اسلحہ

3.4 ۔ انسانی حقوق

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ فرہنگ اصطلاحات

6 ۔ نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

6.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

یہ سبق چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں نئے معاشی نظام پر معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ باب دو میں ماحولیاتی تحفظ اور اسکی اہمیت بتائی گئی ہے۔ تیسرا باب ترک اسلحہ کے تعلق سے ہے جس میں یہ واضح کیا گیا ہیکہ ترک اسلحہ کی اس وقت دنیا کو شدید ضرورت ہے اور چوتھا باب انسانی حقوق سے متعلق ہے اور اس میں انسانی عظمت کو بحال کرنے کی اہمیت بتائی گئی ہے۔

اس سبق کے مطالعہ کے بعد آپ یہ بتلانے کے قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ نیا معاشی نظام کیا ہے اور اسکی اہمیت کیا ہے
- ☆ ماحولیاتی تحفظ کیوں ضروری ہے
- ☆ ترک اسلحہ کے فوائد کیا ہیں
- ☆ انسانی حقوق کا احترام کیوں ضروری ہے

2 تمہید

دوسری جنگ عظیم کے بعد کئی نئی آزاد مملکتوں کا ظہور ہونے لگا۔ان کے کئی مسائل تھے جن میں معاشی نظام بہت اہمیت رکھتا تھا معاشی لحاظ سے پسماندہ ممالک نے عالمی معاشی نظام کی ساخت میں اصلاح کی ضرورت محسوس کی تاکہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں معاشی مساوات کو برقرار رکھا جاسکے چنانچہ 1974ء میں ایک نئے عالمی معاشی نظام کے قیام کے لیے ایک اعلان اور عملی پروگرام کی قرارداد کو منظور کیا گیا۔

ماحولیاتی تحفظ بھی عالمی توجہ کا مرکز بن گیا اور پچھلے دو تین دہوں میں ماحولیاتی آلودگی میں خطرناک حد تک اضافہ ایک بین الاقوامی مسئلہ بن گیا ہے اور ماحولیاتی تحفظ کے لیے اقدامات کی اہمیت میں بھی قابل قدر اضافہ ہو رہا ہے۔

ترک اسلحہ کو اس دور جدید میں بہت ہی اہم نوعیت کا معاملہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ جنگوں کے ذریعے قوموں نے کچھ حاصل تو نہیں کیا البتہ ہزاروں لوگ مارے گئے اور دنیا نے سخت تباہی دیکھی۔ اگر اس مسئلہ کو (ترک اسلحہ) کو اہمیت نہیں دی گئی تو موجودہ ایٹمی ہتھیاروں سے یہ قوی امید ہیکہ دنیا ایک راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو جائیگی۔

انسانی حقوق کی بحالی گویا انسانی عظمت کو قائم رکھنا ہے۔اونچ نیچ بھید بھاو وغیرہ انسانیت پر داغ ہیں اور ان کو مٹانا ضروری ہے چنانچہ اقوام متحدہ نے اسکی اہمیت کا اندازہ کر کے انسانی حقوق کے عالمی اعلان نامہ کو منظور کیا اور انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دلانے کی طرف پیش رفت کی گئی۔

3 سبق کا متن

3.1 ۔ نیا عالمی معاشی نظام (NIEO)

دوسری جنگ عظیم کے بعد (1945) نو آبادیات کا زوال شروع ہوا اور کئی نئی آزاد مملکتوں کا ظہور ہوا اور اسی کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ Developed اور ترقی پذیر Developing ممالک کے درمیان مساویانہ معاشی تعلقات ابھر کر سامنے آگئے آج دنیا غریب اور دولت مند ممالک کے درمیان منقسم ہے۔

ترقی پذیر ممالک نے جو معاشی اعتبار سے پسماندہ ہیں یہ محسوس کیا کہ عدم مساوات کے اسباب اور اس میں موجود معاشی نظام کی ساخت میں تبدیلی لانے کی کوشش کی گئی اس طرح نئے معاشی نظام میں ترقی پذیر ممالک کو ان کا جائز حصہ ملے گا اور یہ زیادہ کارکرد ہونے کے قابل ہو سکے۔ 1973ء میں غیر وابستہ ممالک کی کانفرنس میں نئے عالمی معاشی نظام کے قیام کا مطالبہ کیا گیا اور 1974ء میں اقوام متحدہ کے چھٹے خصوصی اجلاس میں اس نظام کے قیام کے لیے ایک قرارداد کو اپنایا گیا۔ اس اعلامیہ میں ہر مملکت کے قدرتی وسائل پر اس ملک کی آزادی کے حق کو تسلیم کیا گیا۔ عملی پروگرام میں خام مال Raw) (Material' عالمی مالیاتی اصلاحات' غریب اور ترقی پذیر ممالک کے لیے مالی امداد اور ٹکنالوجی کو منتقل کرنا شامل ہے۔ جنرل اسمبلی (اقوام متحدہ) میں معاشی حقوق اور مملکتوں کے فرائض کے منشور کو منظور کیا۔ منشور نے اعلان کیا کہ تمام مملکتوں کو ترقی پذیر ممالک کی مسلمہ ترقیاتی ضرورتوں کے تعلق سے مثبت رویہ اپنانا چاہیے۔

حالیہ عرصہ میں مختلف معاشی بلاکوں کے ظہور میں آنے کے سبب نئے عالمی معاشی نظام کی کوششیں کچھ ماند پڑ گئیں ہیں سویت یونین کے زوال اور آزاد پالیسی کے سبب مغربی طاقتوں کا موقف بہتر ہوا عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کے قیام سے ترقی پذیر ممالک کی لین دین کی صلاحیت عالمی معاشی میدان میں مزید گھٹ گئی۔

3.2 ۔ ماحولیاتی تحفظ

بین الاقوامی مسائل میں ماحولیاتی آلودگی بھی ایک سنگین مسئلہ بن گیا ہے پچھلے دو تین دہوں میں ماحولیاتی آلودگی، نباتات وحیوانات کے انواع اور تعداد کی دنیا میں کمی قدرتی وسائل میں کمی وغیرہ بڑے مسائل بن کر ابھرے ہیں اگرچہ کہ پچھلی دو صدیوں میں سائنس اور ٹکنالوجی میں اضافہ ہوا ہے لیکن اس سے ہمارے ماحول کو شدید نقصان پہنچا ہے اور آہستہ آہستہ کرہ ارض ہوا پانی اور آلودگی کا شکار ہو گئی۔ جس سے ماحول میں گندگی آئی اور انسانی زندگی خطرہ میں پڑ گئی۔

شہروں میں اضافہ سے عالمی سطح پر جنگلات کا صفایا ہو رہا ہے' بڑے پراجکٹوں کی تعمیر بڑی صنعتوں کے قیام شہروں کی توسیع وغیرہ کے لیے جنگلات کو بے دردی سے ختم کیا جا رہا ہے۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ بیسویں صدی کے دوران 89% جنگلات

صاف ہو چکے ہیں اور یہ مسئلہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ممالک کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ ہندوستان میں دنیا کی آبادی کا 17 فیصد حصہ ہے لیکن جنگلات دنیا کا صرف ایک فیصد حصہ ہے' افراد اور خانگی تجارت کرنے والوں کی جانب سے انتہائی بے رحمی سے جنگلات کاٹے جارہے ہیں جسکی وجہ سے قدرتی مصائب و آلام کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے سیلاب آتے ہیں' زمین شق ہوتی ہے اور دریاوں میں ریت جم جاتی ہے اور ہر طرف لق ودق ریگ زار پیدا ہوتے جارہے ہیں۔ صنعتوں سے خارج ہونے والا زہریلا مادہ انسانی بستیوں' دریاوں اور فضاوں میں شامل ہوتا جارہا ہے۔ اسکے علاوہ لاریوں' ڈیزل سے چلنے والی گاڑیوں سے کاربن مانو آکسائیڈ خارج ہوتی ہے جس سے فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے۔ موجودہ ایٹمی دور میں جوہری ہتھیاروں کے تجربے انسانیت کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔

زمین کی زرخیزی اور اسکی دوبارہ بحال ہونے کی قوت کیمیائی کھاد، جراثیم کش ادویات کے کثرت استعمال سے خراب ہو رہی ہے۔ اس کیمیائی کھاد سے ہماری صحت اور ماحول پر بھی بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔

دنیا کے ناقابل تجدید (Non-renewable) وسائل بھی کم ہوتے جارہے ہیں اور معدنیات میں بھی زبردست کمی ہوتی جارہی ہے۔ صنعتی ترقی یافتہ ممالک کی ان پر اجارہ داری ہے اور ان کی وجہ سے 80 فیصد آلودگی پیدا ہو رہی ہے۔

تحفظ کے اقدامات (Steps)

ماحولیاتی تحفظ کی موجودہ دور میں نہایت شدید ضرورت ہے۔ اور اسکے تحفظ کے لیے چند اقدامات پیش ہیں۔

- ☆ تمام صنعتوں سے فاضل اور بیکار اشیاء کو ہٹا کر محفوظ سائنسی طریقوں کو اپنایا جائے۔
- ☆ مصنوعی کھاد کے استعمال کی بجائے قدرتی کھاد کے استعمال کو ترجیح دی جائے۔
- ☆ شہری اور دیہی علاقوں میں شجرکاری کو نمایاں مقام دیا جائے۔
- ☆ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں پر روک لگانی چاہیے۔
- ☆ حکومتوں کو چاہیے کہ وہ (Pollution Control Board) قائم کرے اور اسکے اقدامات پر سختی سے پابندی کار بند رہے۔

3.3 ۔ ترک اسلحہ (Disarmament)

دو عالمی جنگوں کے تباہ کن نتائج کے باوجود دنیا کی قومیں خود کو مسلح کر رہی ہیں ترقی یافتہ قومیں مہلک ہتھیاروں کو تیار کرنے میں سخت محنت کر رہی ہیں۔ موجودہ ہلاکت خیز اسلحہ کی ٹکنالوجی کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہیکہ اب جنگیں قومی حدود تک محدود نہیں رہینگی۔

جوہری ہتھیاروں کی بہتات خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے جوہری عدم نمو کلیائی کے معاہدے اپنے مقام پر ہی قائم ہیں اور اب دنیا اس منزل پر پہنچ چکی ہے کہ وہ کسی وقت بھی راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں ترک اسلحہ کی بے حد ضرورت ہے اگر دنیا کو تباہی سے بچانا ہو۔ ترک اسلحہ سے مراد ہتھیاروں کا خاتمہ ہے مغربی ممالک نے سویت یونین کے زوال کے بعد اپنے فوجی اخراجات میں کمی کر دی ہے لیکن یہ کافی نہیں ہے اب کثیر عوامی دولت کو جنگی مہلک ہتھیاوں کی تیاری اور ان کے حصول کے لیے خرچ کیا جارہا ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں فوجی اخراجات زیادہ کئے جارہے ہیں جسکی وجہ سے وہ دوسری اہم ضروریات پر توجہ دینے سے قاصر ہوگئے ہیں اور ان کی معیشت پر مضر اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ فوجی اخراجات اور ہتھیاروں کی خریدی سے ان ممالک کے کم وسائل پر زیادہ بوجھ پڑرہا ہے۔ ہندوستان میں بھی اس پر کافی خرچ کیا جارہا ہے اگر غریب اور ترقی پذیر ممالک اپنے پڑوسیوں سے تنازعات کو حل کرلیں تو وہی رقم اپنی دوسری اہم ضروریات جیسے تعلیم، صحت، سائنسی ترقی وغیرہ پر لگا سکتی ہیں اور ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو سکتی ہیں۔ ترک اسلحہ کو فروغ دینے کے لیے عالمی علاقائی قومی اور مقامی سطحوں پر کئی اہم اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

3.4 ۔ انسانی حقوق (Human Rights)

انسانی حقوق کا مسئلہ بھی موجودہ دور میں بہت ہی اہمیت کا حامل رہا ہے دوسری جنگ عظیم سے ساری دنیا میں انسانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے تشویش کا اظہار کیا جارہا ہے۔

اقوام متحدہ کی مجلس عاملہ نے 1948ء میں انسانی حقوق کے عالمی اعلان نامہ کو منظور کیا اور اس سے موجودہ دنیا میں انسانی حقوق کو سمجھنے کے سلسلہ میں ایک نئے عہد کا آغاز ہوا اس اعلان نامہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ انسانی خاندان کے تمام ارکان کے مساویانہ حقوق اور ان کی عظمت ہی دنیا میں آزادی، انصاف اور امن کی بنیاد ہے۔ اور یہ اعلان کیا گیا ہیکہ تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں نہ کوئی بڑا ہے اور نہ کوئی چھوٹا حقوق میں سب مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس میں نہ صرف شہری اور سیاسی حقوق شامل ہیں بلکہ معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے بھی بحث کی گئی ہے۔

اس طرح دنیا میں ہر شخص کو بلا کسی امتیازی سلوک کے اعلان نامہ میں پیش کردہ تمام آزادیوں اور حقوق سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔ ہر فرد، سماج اور مملکت ان حقوق اور آزادیوں کے لیے احترام کے جذبہ کو فروغ دینے کی کوشش کریگی اور ان کی حاجلانہ عمل آوری کے لیے مناسب اقدامات کریگی۔ حالیہ عرصہ میں اس سمت میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے لیکن ابھی بھی انسانی حقوق کو پامال کیا جارہا ہے۔ تقریباً ساری دنیا میں دہشت گردی اور تشدد کی لہر میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر بھی ہمیں انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے محبت کے جذبہ کو فروغ دینا چاہئے۔

4 سبق کا خلاصہ

موجودہ دنیا میں کئی مسائل ہیں جو حل طلب ہیں ان میں معاشی نظام ٗ ماحولیاتی تحفظ ترک اسلحہ اور انسانی حقوق بہت اہم مسائل ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد نو آبادیاتی نظام ٹوٹنا شروع ہوا اور ممالک میں آزادی کا رجحان بڑھنے لگا ساتھ ہی مذکورہ بالا مسائل بھی توجہ طلب ہوگئے اور ان مسائل کا حل ہی ایک خوشحال اور پرامن زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔

5 فرہنگ اصطلاحات

Deforestation	(ڈی فارسٹیشن)	جنگلات کا صفایا	جنگلوں کو کاٹ کر ختم کرنا۔ شہری آبادیوں کو بسانے کے لیے جنگلات کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔
NIEO	(نیو)	نیا عالمی معاشی نظام	ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں معاشی مساوات کی برقراری، نیا عالمی معاشی نظام وجود میں آیا۔
Non-Renewable resources	(نان رینو ایبل ریسورس)	ناقابل تجدید وسائل	ایسے وسائل جو ختم ہونے کے بعد دوبارہ حاصل نہیں ہوسکتے جیسے کوئلہ، پیٹرول وغیرہ۔
Pollution	(پولوشن)		آلودگی خراب ماحول۔ آلودگی کی بہت سی قسمیں ہیں جیسے فضائی، آبی، صوتی وغیرہ۔
Reduction of Arms	(ریڈکشن آف آرمس)	تخفیف اسلحہ	اسلحہ میں کمی۔ تباہ کن اسلحہ کو ضائع کرکے جنگ اور تباہی کے خطرہ کو کم کرنا۔

6 نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) ۔ نیا معاشی نظام کیا ہے تفصیل سے بتایئے؟

2) ۔ ماحولیاتی تحفظ کیوں ضروری ہے۔اسکے اقدامات بتایئے؟

3) ۔ ترک اسلحہ کے فوائد بتایئے؟

4) ۔ انسانی حقوق کی اہمیت بتایئے اور ان کے تحفظ کے اقدامات کا تذکرہ کیجیے؟

5) ۔ نئے معاشی نظام کے کیا مقاصد ہیں واضح کیجیے؟

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ نا قابل تجدید وسائل کونسے ہیں؟

2) ۔ نو آبادیاتی نظام کا زوال کب شروع ہوا؟

3) ۔ ترقی پذیر (Developing) ممالک سے کیا مراد ہے؟

4) ۔ جنگلات کو ختم کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

5) ۔ فضائی آلودگی کس طرح پیدا ہوتی ہے؟

6) ۔ (Pollution Control Board) کیوں ضروری ہے؟

7) ۔ اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کے عالمی اعلان نامہ کو کب منظور کیا؟

6.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ تمام انسان.................... پیدا ہوئے ہیں۔

2) ۔ مصنوعی کھاد کے بجائے.................... کھاد کو ترجیح دینا چاہیئے۔

3) ۔ کیمیائی کھاد سے ہماری.................... پر برا اثر پڑ رہا ہے۔

4) ۔ دنیا کو اگر تباہی سے بچانا ہو تو.................... بے حد ضروری ہے۔

5) ۔ بیسویں صدی کے دوران.................... فیصد جنگلات کا صفایا ہو چکا ہے۔

6) ۔ نو آبادیات کا زوال.................... کے بعد شروع ہوا۔(پہلی جنگ عظیم۔دوسری جنگ عظیم)

7) ۔ اقوام متحدہ کی مجلس عاملہ نے .... انسانی حقوق کے عالمی اعلان نامہ منظور کیا۔ (1950-1948)

8) ۔ ہندوستان ایک.................... ملک ہے۔(ترقی یافتہ۔ترقی پذیر)

☆☆☆

☆☆

☆

سبق 14 قومی یکجہتی

National Integration

1 - سبق کا خاکہ

2 - تمہید

3 - سبق کا متن

3.1 - قومی یکجہتی کی تعریف

3.2 - قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے عناصر

3.2.1 - تاریخی ورثہ

3.2.2 - وفاقیت

3.2.3 - سیاسی جماعتیں

3.2.4 - سماجی رکاوٹوں کا خاتمہ

3.2.5 - ادارہ جاتی بندوبست

4 - سبق کا خلاصہ

5 - فرہنگ اصطلاحات

6 - نمونہ امتحانی سوالات

6.1 - طویل جوابی سوالات

6.2 - مختصر جوابی سوالات

6.3 - معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

قومی یکجہتی کسی بھی ملک کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے اور ہندوستان جیسے ملک میں اسکی اہمیت اور زیادہ ہے کیونکہ یہاں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔

اس سبق کے مطالعہ کے بعد آپ یہ جاننے کے قابل ہو جائیں گے کہ

☆ قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے

☆ کسی ملک کے لیے قومی یکجہتی کیوں ضروری ہے

☆ قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے عناصر کیا ہیں۔

2 تمہید

ہندوستان ایک وسیع و عریض ملک ہے اسکو برصغیر (Sub-Continent) بھی کہتے ہیں یہاں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے بستے ہیں جنکی زبانیں' تہذیب' مذاہب' رہن سہن کے طریقے الگ الگ ہیں۔ رواداری یہاں صدیوں سے چلی آرہی ہے۔ چند تنگ نظر لوگوں کے جو یکجہتی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ لیکن ہندوستان میں "کثرت میں وحدت" کا اصول ہمیشہ سے رہا ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

3 سبق کا متن

3.1 قومی یکجہتی کی تعریف (NATIONAL INTEGRATION)

قومی یکجہتی کا مفہوم یہ ہیکہ آزادانہ اور مساویانہ مرتبہ کے ذریعے مختلف گروہوں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جائے۔ قومی یکجہتی سے مراد صرف سیاسی اتحاد نہیں بلکہ سماجی' معاشی اور ثقافتی اتحاد ہے کسی بھی ملک کی بقا کے لیے قومی یکجہتی کا جذبہ ہونا ضروری ہے۔

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے جسمیں مختلف تہذیبیں، زبانیں، مذاہب، رسم ورواج وغیرہ پائے جاتے ہیں اس لیے ہندوستان میں قومی یکجہتی کا عمل کثرت میں وحدت کے تصور سے عبارت ہے۔ قومیت کا تصور ہندوستان میں تحریک آزادی کے زمانے میں عام ہوا۔ تعلیم، حمل و نقل ترسیل وابلاغ کے ذرائع کے فروغ کی وجہ سے قومی احساسات میں اضافہ ہوا۔ تحریک آزادی کے رہنماوں میں اتحاد کا جذبہ پیدا ہوا اور وہی جذبہ ہندوستان کی آزادی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جس وقت ہندوستان آزاد ہوا اسکے سیاسی نقشے پر مختلف قسم کی ریاستوں کا وجود تھا۔ قبائل پہاڑیوں اور جنگل میں زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

مذہبی فسادات عام تھے ایسے حالات میں قومی یکجہتی کو فروغ دینا بہت ہی مشکل امر تھا پھر بھی کئی مشکلات اور مسائل کے باوجود ہندوستان میں قومی یکجہتی کو برقرار رکھا گیا۔ کیونکہ یکجہتی کا تصور ہی ہندوستان کی متحدہ آواز ہے اور اسکے بغیر اسکا وجود ہی خطرہ میں ہوگا۔

3.2 ۔ یکجہتی کو فروغ دینے والے عناصر

قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے عناصر حسب ذیل ہیں۔

3.2.1 ۔ تاریخی ورثہ

ہندوستان کی تاریخ نہایت قدیم ہے قدیم زمانے سے ہی ہندوستان تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے یہاں سائنس، فلسفہ، علم ہندسہ میں کافی ترقی ہوئی تھی۔ یہاں کئی مکاتب فکر کی نشو ونما ہوئی بدھ مت اور جین مت کو یہاں فروغ ملا۔
قدیم زمانے میں ہندوستان کو بھارت ورش کے نام سے موسوم کیا جاتا رہا مسلم فاتحین نے اسے ہندوستان کہا برطانوی حکمرانوں نے اس ملک کو دریائے سندھ کی مناسبت سے انڈیا کہا۔

3.2.2 ۔ وفاقیت

وفاقی ڈھانچہ سے ہندوستان کی مختلف قوموں کے درمیان یگانگت کا جذبہ پیدا ہوا آزادی کے بعد ریاستوں کو زبان کی اساس پر دوبارہ تشکیل دیا گیا۔ اس سے قومی یکجہتی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔
دستور ہند نے بھی ایک طاقتور وفاقی مملکت کی گنجائش فراہم کی مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے درمیان اختیارات کو تقسیم کیا گیا اگر وفاقی اصولوں کو جمہوری انداز میں روبہ عمل لایا جائے تو ان سے حقیقی طور پر قومی یکجہتی کو فروغ حاصل ہوسکتا ہے اور قومی یکجہتی کے ذریعہ ہی پھوٹ ڈالنے والی قوتوں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

3.2.3 ۔ سیاسی جماعتیں

سیاسی جماعتیں بھی قومی یکجہتی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں وہ مختلف ذاتوں، قبائل، مذاہب اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی جماعت کا رکن بناتی ہیں وہ عوام کے مشترکہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ قومی سطح کی جماعتیں قومی مسائل پر زیادہ دلچسپی لیتی ہیں جب کہ علاقائی جماعتیں ریاستوں کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔
قومی سطح کی جماعتیں قومی مسائل میں زیادہ دلچسپی لیتی ہیں جب کہ علاقائی جماعتیں ریاستوں کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

3.2.4 ۔ سماجی رکاوٹوں کا خاتمہ

قومی یکجہتی سماجی و ثقافتی اتحاد سے عبارت ہے اور یکجہتی کے حصول کے لیے مذہبی اختلافات، تعصبات، امتیازات اور عدم مساوات کی خلیج کو ختم کرنا ہوگا۔ سماجی رکاوٹوں نے ہندوستانیوں کو ایک دوسرے سے صدیوں تک الگ رکھا لیکن حالیہ عرصہ میں اونچ نیچ کی زنجیریں ٹوٹ رہی ہیں شہری زندگی میں امتیازات بتدریج گھٹتے جارہے ہیں رواداری ہندوستانی زندگی کا طرہ امتیاز رہی ہے اگرچہ کہ بسا اوقات کہیں کہیں فرقہ وارانہ اور ذات پات کی اساس پر کشیدگی اور تنازعات پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ہندوستانی عوام نے صدیوں سے ایک دوسرے سے ملکر رہتے ہوئے بقائے باہم کے اصول اپنائے ہیں اور یہی رویہ قومی یکجہتی کے لیے ایک زبردست اثاثہ رکھتا ہے۔

3.2.5 ۔ ادارہ جاتی بندوبست

ہندوستان میں ادارہ جاتی بندوبست کے ذریعہ سے بھی قومی یکجہتی کو فروغ دیا جاتا ہے۔ سارے ملک کے لیے ایک ہی دستور ہے اور ہمارے ملک میں دوہری شہریت کا رواج نہیں۔ سارے ملک میں دیوانی فوجداری قانون یکساں ہیں کل ہند خدمات کا مقصد نظم و نسق میں یکساں معیارات کو یقینی بنانا ہے ملک میں متحدہ عدلیہ کا نظام ہے۔

قومی یکجہتی کا جذبہ عوام کے دلوں میں پیدا ہونا چاہئے اسے جبراً مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ جمہوریت، سیکولرازم، سماجی انصاف کا تصور ہی قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے مظبوط بنیاد فراہم کرتا ہے

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان ایک وسیع و عریض ملک ہے یہ ایک ہمہ لسانی اور ہمہ ثقافتی ملک ہے ہمارے ملک میں مختلف مذاہب کے لوگ پائے جاتے ہیں ان کی زبانیں الگ الگ ہیں ان کے رسم و رواج الگ الگ۔

آج ہندوستان جمہوریت، سیکولرازم اور سماجی انصاف کا نقیب ہے۔ ہندوستان میں قانون کی بالادستی ہے۔ ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے۔ ریاست کی کارکردگی میں مذہبی خیالات کو شریک نہیں کیا جاتا۔ سماجی انصاف سے مراد صدیوں سے پچھڑے ہوئے غریب طبقات کو مناسب مقام اور حصہ دیا جائے تاکہ وہ باعزت انسانی زندگی بسر کرسکیں۔

تاریخی ورثہ، مرکز اور ریاستوں کے درمیان وفاقی اصولوں کی بنیاد پر تعلقات، ذمہ دار سیاسی جماعتیں اور سماجی اونچ نیچ کے خاتمہ کے ذریعہ ہی قومی یکجہتی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

5 فرہنگ اصطلاحات

All India Services	(آل انڈیا سروِیس)	کل ہند خدمات	ایسی خدمات جو ملک بھر کے لئے ہوتی اور نظم و نسق میں یکساں معیارات کو یقینی بنانے میں مددگار ہوتی ہیں۔
Civil and Criminal Cases	(سول اینڈ کریمنل کیسس)	دیوانی اور فوجداری مقدمات	کسی عدالت میں زیر دوران مقدمات۔ اگر یہ مقدمات ملکیت وغیرہ سے متعلق ہوں تو دیوانی کہلاتے ہیں جبکہ جرائم سے متعلق مقدمات فوجداری کہلاتے ہیں۔
Constitution	(کانسٹی ٹیوشن)	دستور	کسی ملک کا اہم قانون۔ جس میں پورے نظام حکومت کی وضاحت ہوتی ہے۔ یہ دستاویز تحریری یا غیر تحریری بھی ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کا دستور تحریری اور طویل ترین ہے۔ جبکہ برطانیہ کا دستور غیر تحریری ہے۔
Customs & Tradition	(کسٹمس اینڈ ٹریڈیشن)	رسم و رواج	سماجی طور طریقے جنکا سماج میں صدیوں سے چلن ہو رہا ہے۔
Historical Heritage	(ہسٹوریکل ہیریٹیج)	تاریخی ورثہ	زمانہ قدیم سے تہذیب و تمدن علوم و فنون جو ہم کو حاصل ہوتے رہے ہیں۔
National Integration	(نیشنل انٹگریشن)	قومی یکجہتی	آزادانہ اور مساویانہ ربط کے ذریعہ مختلف گروہوں میں ہم آہنگی قائم کرنا۔
Political Parties	(پولیٹیکل پارٹیز)	سیاسی جماعتیں	جمہوریت کے لیے سیاسی جماعتیں اہم ہوتی ہیں یہ عوام کے مشترکہ مسائل حل کرتی ہیں اور عوام کو متحد کرتی ہیں۔
Social Justice	(سوشل جسٹس)	سماجی انصاف	سب کے لیے ترقی کے مواقع فراہم کرنا تاکہ صدیوں سے پچھڑے ہوئے غریب طبقات کو مناسب مقام و حصہ دیا جائے۔

6 نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) ۔ قومی یکجہتی کے معنی بتایئے اور اسکی اہمیت واضح کیجیے؟
2) ۔ قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے عناصر کی نشان دہی کیجیے؟

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ تاریخی ورثہ
2) ۔ سیاسی جماعتیں
3) ۔ وفاقیت
4) ۔ سماجی رکاوٹوں کا خاتمہ
5) ۔ ادارہ جاتی بندوبست
6) ۔ ہندوستان کے لیے قومی یکجہتی کیوں ضروری ہے
7) ۔ سماجی انصاف سے کیا مراد ہے
8) ۔ سیکولرازم کا مطلب واضح کیجیے؟
9) ۔ قانون کی بالادستی سے کیا مراد ہے
10) ۔ دستور ہند نے کتنی زبانوں کو تسلیم کیا ہے

6.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ دستور ہند کا نفاذ.................... عمل میں آیا۔
2) I.A.S. سے کیا مراد ہے..........................
3) ۔ تحفظات.................. انصاف دینے میں اہم ذریعہ ہوتے ہیں۔
4) ۔ ہندوستان میں موجود..................... ریاستیں ہیں۔
5) ۔ جو جماعت اپنے علاقہ کی ترقی کے لیے کوشاں رہتی ہے اس.................... جماعت کیا جاتا ہے۔
6) .... پارٹی آندھرا پردیش میں حکمراں جماعت ہے۔ (تلگودیشم۔کانگریس)
7) ۔ سیکولرازم کا مطلب .... نہیں۔ (غیر مذہبیت۔مذہبیت)
8) ۔ قدیم ہندوستان میں.................... نے سماجی مساوات کا پیام دیا۔
9) ۔ ہندوستان کو.................... کہا جاتا ہے۔ (براعظم۔برصغیر)
10) ۔ ہندوستان آبادی کے لحاظ سے .... بڑا ملک ہے۔ (دوسرا۔پہلا)

☆☆☆
☆☆
☆

سبق 15 درج فہرست ذاتیں اور قبائل

Scheduled Castes and Scheduled Tribes

1 ۔ سبق کا خاکہ

2 ۔ تمہید

3 ۔ سبق کا متن

3.1 ۔ درج فہرست ذاتیں اور قبائل

3.2 ۔ دستوری اقدامات

3.3 ۔ قانونی اقدامات

3.4 ۔ تبصرہ

4 ۔ سبق کا خلاصہ

5 ۔ فرہنگ اصطلاحات

6 ۔ نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

6.3 ۔ معروضی سوالات

1 سبق کا خاکہ

ہندوستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ درج فہرست قبائل اور ذاتوں پر مشتمل ہے۔ ان کے کئی ایک مسائل ہیں۔ اس سبق کو پڑھنے کے بعد آپ یہ جاننے کے قابل ہو جائیں گے کہ

☆ درج فہرست ذاتیں اور قبائل کونسے ہیں۔
☆ سماجی انصاف کے معنی کیا ہیں۔
☆ ان کی فلاح و بہبود کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔
☆ آزادی کے بعد کس حد تک ان کی حالت میں سدھار آیا۔

2 تمہید

ہندوستانی سماج صدیوں سے اونچ نیچ کے بندھن میں جکڑا ہوا ہے اعلیٰ ذات اور ادنیٰ ذات کا فرق عام ہے نچلی ذات والے سماجی انصاف سے شروع سے ہی محروم ہیں۔ ان کی سماجی زندگی بہت ہی مظلومانہ ہے دستور ہند نے ان کو تحفظات عطا کر کے ان کے سدھار کی بہت کوشش کی ہے۔ لیکن ان کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا ہے تاکہ یہ بھی اپنے دیگر ابنائے وطن کے ساتھ سکون وچین کی زندگی گزار سکیں۔

3 سبق کا متن

3.1 ۔ درج فہرست ذاتیں اور قبائل

(Scheduled Caste & Scheduled Tribes)

زمانہ قدیم سے ہندوستانی سماج چار ذاتوں میں تقسیم ہے یعنی برہمن، چھتری، ویش اور شودر۔ انہیں کی بنیاد پر اب ہزاروں ذیلی ذاتیں وجود میں آگئی ہیں شودر کمتر اور سب سے نیچی ذات مانی جاتی ہے اور ان کا یہ فرض تھا کہ وہ اعلیٰ ذاتوں یعنی ، برہمن، چھتری اور ویش کی خدمت کریں ان لوگوں کو اچھوت (Untouchable) کہا جاتا ہے۔ اچھوت کا مطلب یہ ہیکہ ایسے لوگوں کو چھونا نہیں چاہیے ان کو چھونے سے دوسرے لوگ ناپاک ہو جاتے ہیں اور مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں اس لیے ایسے لوگوں کو آبادی سے دور رکھا جاتا ہے۔ یہ آبادی کے کنویں ' تالاب اور مندر بھی استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ اسکول اور مذہبی اجتماعوں سے محروم رکھے جاتے ہیں ان لوگوں کا شمار درج فہرست ذاتوں (Sheduled Caste) میں ہوتا ہے۔

ملک کی مختلف ریاستوں میں ایسے قبیلے پائے جاتے ہیں جو جنگلوں میں رہتے ہیں یہ بہت غریب اور پسماندہ ہیں ان کی

زبان رہن سہن اور رسم ورواج مختلف ہیں وہ بھی سماجی ترقی سے محروم ہیں اور قبائلی زندگی بسر کرتے ہیں انکو درج فہرست قبائل (Scheduled Tribes) کہا جاتا ہے۔

قومی مصلحین (Reformers) نے ان کی حالت بہتر بنانے کی بہت کوشش کی، ان میں راجہ رام موہن رائے ،وویکانند ،گاندھی جی، امبیڈکر بہت مشہور ہیں گاندھی جی نے اچھوتوں کو ہری جن (Harijans) کا نام دیکر ان کی عزت بڑھائی۔

آزادی کے بعد ان کی فلاح کے لیے بہت سے دستوری اور قانونی اقدام کیے گئے دستور کی دفعہ 341 اور 342 کے تحت صدر جمہوریہ (President) کو درج فہرست ذاتوں اور قبائل کی فہرست جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ وہ فہرست ہے جس میں ذاتوں اور قبیلوں کو درج کیا گیا ہے اس کو فہرست (ھڈول) (Schedule) کہتے ہیں آبادی کا تقریباً 25% حصہ ان افراد پر مشتمل ہے دوسری پسماندہ ذاتیں (Backward Classes) ان کے علاوہ ہیں۔

3.2 ۔ درج فہرست ذاتوں اور قبائل کی فلاح کے لیے دستوری اقدامات

آزادی کے بعد دستور میں ان ذاتوں اور قبائل کی ترقی کے لیے گنجائش رکھی گئی ہے۔

☆ آئین (دستور) کی دفعہ (2)15 کے مطابق عوامی جگہوں (Public Places) اور عام استعمال کے مقامات جیسے پارک، سڑکیں، ہوٹل، تالاب مندر وغیرہ بلا تفریق عام کردئے گئے ہیں۔

☆ قبیلوں کے مفاد کی حفاظت کے لیے قبائلی علاقوں میں جائداد خریدنے پر پابندی لگادی گئی ہے۔

☆ اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں ان کے لیے نشستوں (Seats) کو محفوظ کردیا گیا ہے۔

☆ سرکاری ملازمتوں اور اسکول میں داخلوں کے لیے بھی ان کو تحفظ دیا گیا ہے۔

☆ دفعہ 23 کے تحت بندھوا مزدور (Bounded Labour) رکھنے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ اور دفعہ 46 کے مطابق سرکار ان کی تعلیم' معاشی بہتری اور سماجی انصاف پر خصوصی توجہ دے گی

☆ ان کی فلاح و بہبود کے لیے قبائلی مشاورتی کونسل (Tribal Advisory Council) کا قیام عمل میں لایا گیا

3.3 ۔ قانونی اقدامات

دستوری تحفظ کو عملی شکل دینے کے لیے سرکار نے قانون بنائے ہیں

1 ۔ چھوت چھات کا ایکٹ 1955ء میں پاس کیا گیا اور 1976ء میں سماجی حفاظت (Social Security) کا قانون بنایا گیا جس کی رو سے چھوت چھات برتنے والوں کے لیے سزائیں تجویز کی گئیں۔

2 ۔ کئی ریاستوں نے قانونی امداد دینے کے قانون بنائے تاکہ درج فہرست ذاتیں اپنے سماجی حقوق کی حفاظت کر سکیں۔

19

3 ۔ ملک میں خصوصی عدالتیں قائم کی گئیں جو گشتی ہیں تاکہ سماجی محرومی کے مقدمے جلد طے پا سکیں۔

4 ۔ ان کی ترقی کی رفتار تیز کرنے کے لیے سرکار نے ایک قومی کمیشن کی تشکیل کی ہے جس کے ذمہ حسب ذیل امور تجویز کئے گئے ہیں۔

a) چھوت چھات کے مسائل کی تحقیق کرنا

b) ان لوگوں کی ترقی کے مختلف پہلوؤں کی جانچ کرنا

c) ان کے لیے پریشان کن معاملات کی نشاندہی کرنا اور ان کی امداد تجویز کرنا ہے۔

ان کے علاوہ ان لوگوں کی ترقی اور فلاح کے لیے مختلف اسکیمات نافذ کی گئی ہیں جیسے طالب علموں کے لیے وظائف، ملازمتوں کے لیے امتحانات کی تیاری میں مدد دینا، قیمتی کتب کی فراہمی وغیرہ شامل ہیں۔

قبائل کی ترقی کے لیے دو طریقے اپنائے گئے ہیں۔

اول قبیلوں کا معیار زندگی بلند کرنے کے لیے ایسے ترقیاتی پروگرامس بنانا جس سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہو دوم قانونی اور انتظامی اقدامات کے ذریعے ان کے مفادات کی حفاظت۔

اسکے علاوہ ساتویں معاشی منصوبے میں قبائلی ترقی کے لیے مقاصد متعین کئے گئے ہیں اور ان کو خط افلاس سے اوپر اٹھانے کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ نتائج حوصلہ افزاء ہیں۔

اس طرح قبائل کی ترقیاتی اسکیمیں ریاستوں اور مرکزی زیر انتظام علاقوں میں چل رہی ہیں ہر نئے معاشی منصوبے میں قبائلی خاندان کو غریبی خط سے اوپر اٹھانے کے لیے پراجکٹوں کا دائرہ وسیع کر دیا جا رہا ہے۔

3.4 ۔ تبصرہ

ان تمام کوششوں کے باوجود SC اور ST کو دوسروں کے برابر لانے کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اسکیموں کا نفاذ قانون کے بہتر نفاذ پر منحصر ہے ملک میں امن وامان اور قانون کی حکمرانی دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے دیہاتوں کی حالت تو اور بھی بدتر ہے۔ رشوت خوری کے عام ہونیکی وجہ سے اسکیموں کا خاطر خواہ نفاذ مشکل ہے۔

سماجی انصاف محض نمائندگی اور ملازمتوں میں تحفظ اور خصوصی رعایت دینے سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس زمانے میں تعلیم ترقی کی کنجی ہے۔ سماجی زندگی کا ہر شعبہ پیچیدہ ہو گیا ہے۔ بلاشبہ تعلیم کو وسعت حاصل ہوئی مگر تعلیم کا عام معیار آئے دن گر رہا ہے۔ سماجی انصاف کے لیے ضروری یہ ہیکہ سماج کے کمزور طبقات کے لیے بہترین تعلیم مہیا کی جائے تحفظات ایک طرف فرائض کی دائیگی کو مجروح کرتے ہیں۔ کم اہل لوگ اپنے فرائض منصبی کو خوش اسلوبی کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے یہ قومی نقصان کا باعث بنتا ہے اور دوسری طرف عام لوگوں میں محرومی اور غصہ پیدا کرتے ہیں۔

4 سبق کا خلاصہ

قدیم دور سے ہی سماج چار ذاتوں یعنی برہمن، چھتری، ویش اور شدر میں منقسم تھا۔ اعلی ذات کے لوگ یعنی برہمن وغیرہ

اپنے آپ کو شدر سے الگ رکھتے تھے اور ان کو اچھوت سمجھتے تھے مذہبی مقامات: ۔ عام مقامات پر ان کی آمدورفت پر پابندی تھی اور شروع سے ہی یہ لوگ کمزور اور پچھڑے ہوئے تھے آزادی کے بعد ان کی طرف خصوصی توجہ دی گئی اور ان کو مراعات اور تحفظات دئے گئے تاکہ یہ لوگ غریبی کے خط سے اوپر اٹھ سکیں۔ پنج سالہ منصوبوں میں بھی ان کا تذکرہ خاص طور پر کیا گیا ان کو دستوری اور قانونی تحفظات عطا کئے گئے۔ چھوت چھات کو ایک جرم قرار دیا گیا گاندھی جی نے ان کو ہری جن (Harijan) کے نام سے پکارا۔ لیکن اسکے باوجود 50 سال میں بھی ان کی حالت اتنی بہتر نہ ہو سکی جتنی کہ امید کی جا رہی تھی۔ بہت کچھ کیا گیا لیکن ابھی بہت کچھ باقی ہے تاکہ یہ لوگ بھی اپنے دوسرے ہم وطنوں کے ساتھ سماجی طور پر آزادانہ زندگی گزار سکیں۔

5 فرہنگ اصطلاحات

Backward Classes	(بیاک ورڈ کلاسس)	پسماندہ طبقات	کمزور اور پچھڑے ہوئے لوگ۔
Bounded labour	(باؤنڈ لیبر)	بندھوا مزدور	غلامی کی ایک قسم ہے جس میں اگر یک شخص کسی کی مزدوری یا غلامی میں چلا جائے تو عمر بھر اسکو وہاں سے چھٹکارا نہیں ملتا۔
Dr. B.R. Ambedkar	(ڈاکٹر امبیڈکر)		یہ ایک سماجی مصلح تھے انہوں نے SC اور ST کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف کام انجام دئے۔ یہ ہندوستانی دستور ساز اسمبلی کے صدر نشین بھی تھے۔
Scheduled Caste	(شیڈولڈ کاسٹ)	درج فہرست ذات	زمانہ قدیم سے ہی یہ لوگ زندگی کے ہر میدان میں پچھڑے ہوئے ہیں۔

Scheduled Tribes	(شیڈولڈ ٹرائب)	درج فہرست قبائل	ان کو کم تر ذات سمجھا جاتا ہے۔ یہ خانہ بدوش ہوتے ہیں۔
Social Reformer	(سوشل ریفارمر)	سماجی مصلح	قوم کی سدھار اور اصلاح کرنے والے لوگ جیسے راجہ رام موہن رائے، سر سید احمد خان وغیرہ۔
Untouchability	(ان ٹچ ایبلٹی)	چھوت چھات	اعلیٰ ذات کے لوگ نچلی ذات کے لوگوں سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتے۔ نچلی ذات کے لوگ عام مقامات، منادر اور اسکولس میں جا نہیں سکتے اسی کو چھوت چھات کہا جاتا ہے۔

6 نمونہ امتحانی سوالات

6.1 ۔ طویل جوابی سوالات

1) SCاور ST سے کیا مراد ہے تفصیلی طور پر بیان کیجیے؟
2) ۔ آزادی کے بعد ان کے تحفظ کے لیے کونسے آئینی اور قانونی اقدامات کئے گئے؟
3) ۔ ان کی حالت میں سدھار کہاں تک ہوا۔ ایک تنقیدی جائزہ لیجیے؟

6.2 ۔ مختصر جوابی سوالات

1) ۔ درج فہرست ذاتیں
2) ۔ درج فہرست قبائل
3) ۔ ڈاکٹر امبیڈکر
4) ۔ سماجی مصلحین سے کیا مراد ہے
5) ۔ دستوری اقدامات برائے فلاح ST & SC بتایئے۔
6) ۔ قانونی اقدامات برائے فلاح ST & SC بتایئے؟
7) ۔ چھوت چھات سے کیا مراد ہے؟

8) ۔ بندھوا مزدور کی تعریف کیجیے؟

9) ۔ سماجی حفاظت سے کیا مطلب ہے؟

10) ۔ کونسے پنج سالہ منصوبے میں ان ذاتوں کو اہمیت دی گئی ہیں؟

6.3 ۔ معروضی سوالات

1) ۔ اعلیٰ ذات کے لوگ.......................... کہلاتے ہیں(برہمن۔شدر۔ویش)

2) ۔ ابتداء سے ہی ہندوستانی سماج..........................ذاتوں میں منقسم تھا(4 ' 5 '6)

3) ۔ قبائلی زندگی بسر کرنے والوں کو.......................... کہاجاتا ہے۔

4) ۔ گاندھی جی نے اچھوتوں کو.......................... کہا۔

5) ۔ ST کی فلاح و بہبود کے لیے..........................کا قیام عمل میں لایا گیا۔

6) ۔ .... برتنے والوں کو سخت سزائیں تجویز کی گئیں(چھوت چھات،سماجی مساوات)

7) ۔ ویش ذات.......................... کہلاتی ہے۔

8) ۔ سب سے نچلی اور کمزور ذات.......................... کی ہے(شدر۔ویش۔چھتری)

☆☆☆

☆☆

☆